سورۂ کہف مکی ہی اسکی ایکسو دس یا گیارہ آیتین ہین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی دس آیتین ابتدا سورۂ کہف کی حفظ کرے وہ فتنۂ دجال سے محفوظ رہیگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی دس آیتین آخر سورۂ کہف کی پڑھے فتنۂ دجال سے بچایا جائیگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسنے روز جمعہ سورۂ کہف کو پڑھا اوسکے لئے مابین دو جمعون کے نور روشن ہوگا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ؕ

قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ

يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۙ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۙ تمامی تعریف

اللہ ہی کو لائق ہی جسنے اپنی بندے (سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم) پر کتاب اُتاری اور اوسمین کوئی کجی نرکھی

ویبشر حمزہ و کسائی سا کن فتح یا اور سکون با اور ضم شین کے باب نصر ینصر سے معنی وہی ہین ۱۲

له اخرج النحاس فی ناسخه و ابن مردویه عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال نزلت سورة الکهف بمکه (در) اختار الدانی انها مکیة کلها و فی عددها خلاف عند الدانی فقیل مائة و عشرة و قیل احدی عشرة (خفاجی)

اوسکو (سیدھا) کیا تا کہ اپنی نزدیک کے سخت عذاب سے کافرونکو ڈراوے اور اُن ایمانداروںکو

جو نیکیان کرتے ہین اس بات کی خوشخبری سناوے کہ انکی لیے اچھا بدلہ (بہشت) ہے اوس مین وہ ہمیشہ

رہینگے۔ سورۂ بنی اسرائیل کو تسبیح سے اور اس سورہ کو تحمید سے شروع فرمایا ہین یہہ نکتہ ہے

کہ تسبیح جہان آتی ہے تو تحمید کی قبل آتی ہے چنانچہ سبحان اللہ والحمد للہ کہا جاتا ہے اور اسطرف بھی

اشارہ ہے کہ معراج آنحضرت کیلئے درجہ کمال تھا اور کتاب آپ پر نازل فرمانا درجۂ تکمیل ہے کہ جس سے

آنحضرت نے بنی آدم کو بہیمیت کی پستی سے ملکیت کی بلندی تک پہونچادیا یہہ درجۂ ثانی درجۂ

اُولی سے اکمل ہے۔ اور یہہ بھی نکتہ ہے کہ جب حضرت کو کامل و مکمل کرکے ہماری تکمیل کو بھیجا یا تو اس لئے

اوس انعام کے مقابلہ مین ہمکو اپنی حمد کی تعلیم فرمایا اور اس سورہ کو الحمد للہ سے شروع فرمایا اور

اسی سبب سے کتاب کے بھی دو وصف کر فرمائے۔ اول وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا یہہ قرآن کے کمال ذاتی کی

طرف اشارہ ہے جسکے لفظونمین خلل ہے نہ معنی مین تناقض دوم قَیِّمًا جسمین غیر کی کامل کرنیکی طرف اشارہ ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ ٢٧٦۔ ١؎ امام احمد و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و بیہقی وغیرہم (د س) ٢؎ امام احمد و مسلم و نسائی (ابن کثیر و د س) ٣؎ بیہقی و حاکم اور حاکم نے تصحیح بھی کی (ابن کثیر و د س) یعنی اسقدر زمانہ تک وہ یہہ روشنی یا اوس کے دل مین ہوگی یا قبر مین یا روز حشر صراط پر ٤؎ ابن منذر عن الضحاک قیما قال مستقیما (د س) اور مضمر سے منصوب ہے کہ تقدیراً جعلہ قیما ہے کبراء مفسرین کے پاس قیما بنیت تاخیر مین اور ولم یجعل لہ عوجا اعتراض ہے حال نہین تقدیر یون ہے انزل علی عبدہ الکتب قیما ولم یجعل لہ عوجا۔ طبری نے بھی حضرت ابن عباس سے اسی طرح روایت کی فائدہ حضرت ابن عباس جہان نظم قرآن مین جملہ معترضہ واقع ہوتا ہے اوسکو مقدمہ مؤخر بتاتے ہین وروجہ اوسکی یہہ ہے کہ جملہ معترضہ درمیان ایسے دو لفظونکی جو باہم ربط رکھتے ہین واقع ہوتا ہے اور وہ جملہ درمیان سے اون دو لفظونکی بالقوت خارج ہے تو جب قیما استقامت ذاتی کا فائدہ دیتا ہے یا بسبب صفت مشبہ ہونیکی یا صیغہ مبالغہ ہے اور جو شئے ایسی ہوتی ہے اوسمین دل لگی کا وہم ہوتا کیونکہ بہت سے ظاہر مین مستقیم مین در اصل کجی سے دخفیت خالی نہین ہوتا اسواسطے ولم یجعل الی آخرہ فرمایا اور اہتمام کیلئے اسکو پہلے لایا دسمین) اب فخر الدین رازی کا اعتراض بھی مرتفع ہوگیا ٥؎ ای لینذر الذین کفروا عذابا شدیدا۔ اگرچہ انذار متعدی بدو

مفعول ہوتا ہے لیکن یہان مفعول اول محذوف ہے بسبب دلالت قرینہ کے ایک مفعول پر کفایت کی گئی۔ اخرج ابن ابی حاتم عن السدی بأسا قال عذابا۔ اخرج ابن ابی حاتم عن قتادہ من لدنہ ای من عندہ ١٢ ابن ابی حاتم عن السدی اجرا حسنا یعنی الجنۃ (در منثور)

کیونکہ قیّم اوسی شخص کو کہتی ہین کہ دوسرونکی مصلحتونکا کفیل ہووی جب اِس کتاب کو صفاتِ مذکورہ
سی موصوف فرمایا۔ بعد جس لئے کہ کتاب کو اُتارا اوسکا بیان فرماتا ہی وہ دو امر ہین پہلا ڈرانا ہے
اس لئے لِیُنذِرَ الخ ارشاد کیا۔ دوسری خوشخبری دینا ہی چنانچہ وَیُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِینَ الخ
فرمایا۔ چونکہ دفعِ ضرر اہلِ عقل کے پاس اہم ہی اسلئے ڈرانی کو خوشخبری پر مقدم لایا بعضی کہتی ہین کہ
ضمیر لہ کی عبد کی طرف راجع ہی۔ پس یہہ معنی ہوی کہ اپنی بندی سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر کی طرف
میلان ندیا اور اونکو سب احوال مین مستقیم کردیا اور آپ ہی کی ذریعہ تمام جہان کو منور فرمایا۔
ڈرانا اور بشارت دینا بھی آپکا کام ہے جب عام کافرونکی ڈرانیکا ذکر آیا تو خاص کافر جو کفر مین
18-4 اشد ہین خدا کیلئی اولاد ٹھیراتی ہین اونکی ڈرانیکا بیان اسطرح فرمایا وَیُنذِرَ الَّذِینَ قَالُوا
اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۵ اور جنہوں نے کہا کہ اللہ بیٹا رکھتا ہی اونکو بھی ڈرا دی معاذ اللہ جنہوں نے
اللہ تعالیٰ کے واسطے اولاد ثابت کی وہ تین گروہ ہین۔ کفار عرب نے کہا کہ فرشتی خدا کی بیٹیان ہین
اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور اسیطرح یہود بھی حضرت عزیر علیہ السلام کی
18-5 نسبت اب تک یہی اعتقاد رکھتی ہین پھر اونکی جہالت کو اسطرح بیان فرماتا ہی مَا لَهُم بِهِ
مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِآبَائِهِمْ ۚ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ ۚ إِن يَقُولُونَ إِلَّا
كَذِبًا ۵ اونکو اور اونکی باپ دادا کو اس بات کی کچھہ بھی خبر نہین بہت بڑی بات ہے

لہ معطوف ہی باسا شدیدا پر ۲ ابن ابی حاتم عن السدی ھم الیھود والنصاریٰ (درمنثور)

جو اونکے منھہ سے نکلتی ہی وہ بالکل جھوٹ ہی کہتے ہیں اس آیت میں اونیز تین عتاب ہیں ایک تو یہہ کہ
نہ اونکو علم ہی نہ اونکے باپ دادا کو یعنی یقینی بات نہیں صرف بناوٹ ہی دوسرا یہہ کہ بڑی
بات منھہ سے نکال رہے ہیں تیسرا جھوٹ بکتے ہیں اور جھوٹ بھی ایسی کہ آسمان و زمین شق
ہونیکے قریب ہو جاویں اور پہاڑ ہل جاویں چنانچہ ایکجا فرمایا۔ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ
مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا حضرت[1]
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ کافرونکے انکار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت غم میں ڈالا اللہ تعالیٰ
8-6 نے آپکی تسلی کے لئے اس آیت کو اتارا۔ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ[2] نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا
بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝ اگر وہ اِس بات پر ایمان نہ لائینگے تو پھر کیا تم شدتِ غم سے
اُنکے پیچھے اپنی جان دوگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت آرزو تھی اور اس بات کا نہایت
غم رہتا تھا کہ کسی طرح یہہ قوم اس کفر سے باز آوے اور قرآن پر ایمان لاوے اس لئے اسطرح تسلی
دیتا ہی کہ اگر قرآن پر ایمان نہ لاویں تو آپ اسقدر غم نہ کہائیے اور اونکے پیچھے اپنی جان برباد نہ کیجیے
فقیر عرض کرتا ہی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ وسلم علیک جب آپکا کافروں کے ساتھ یہہ معاملہ اور شفقت و رحمت

[1] ابن مردویہ [2] ابن جریر وابن المنذر عن ابن عباس باخع نفسك قال قاتل نفسك
فی البخاری باخع مُهلِكٌ واخرج ابن ابی حاتم عن السدی بهٰذا الحدیث قال القرآن
اسفا قال حزنا وقال مجاهد اسفا قال جزعا اخرجہ عبد الرزاق وابن المنذر
والمعنی متقارب ۱۲ اسفا منصوب بنا بر مصدریت ہے کلامِ ماقبل یا سِفت کے معنوں پر
دال ہے یا مفعول لہ ہے (کبیر)

مہربانی ہے کہ اونکے اسلام کے لئے اپنی جان تک دریغ نہین فرماتے اور ہم گنہگار تو آپکے غلامون مین
داخل ہو چکے ہین۔ ہماری گناہون کے لئے اپنے ربِّ غفور سے درخواست کیجئے کہ گناہ بخش دیئے جائین
دونون عالم مین رسوائی نہو۔ جہان مین آپکے ساتھ رہین ۵

چشمِ رحمت بکشا سوئے من انداز نظر	اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

بعد آپ کی تسلی کی زیادتیِ اطمینانِ خاطر کے لئے اسطرف اشارہ فرماتا ہے کہ اگر ہم چاہتے تو سبکو
ہدایت دیسکتے لیکن ہمکو تو دنیوی زینتین پیدا کرکے آزمایش منظور ہے چنانچہ فرمایا اِنَّا
جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝ جو کچھ زمین پر ہے
بیشک ہمنے اوسکو زمین کی رونق بنایا ہے تاکہ ہم اونکی آزمایش کرین کہ انمین سے کون اچھے کام
کرتا ہے۔ زینتِ زمین موالیدِ ثلاثہ ہین یعنی معادن نبات و حیوان اور اشرفِ انواعِ حیوان نوعِ
انسان ہے۔ لہذا انسان بھی ایک دوسرے کی زینت ہین اب سب مین اچھے کام والا وہ ہے
جو نہ اموال پر فریفتہ ہو نہ اولاد و ازواج پر بلکہ دنیا سے توشۂ آخرت لینے پر کفایت کی عبد اللہ
بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی تو مینے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سلہ امتحان و ابتلاء کے یہ معنی کہ اونکے ساتھ اسطرح معاملہ فرماتا ہے کہ اگر اوسکے غیر سے یہ معاملہ صادر ہو وے تو بر سبیل ابتلاء و امتحان ہی ہوگا اور اللہ تعالیٰ تو ازل سے ابد تک جمیع جزئیات کا عالم ہے لِنَبْلُوَهُمْ مین لام غرض نہین ہے بلکہ لام عاقبت ہے کیونکہ تعلیل بالغرض تو اوسکے حق مین صحیح ہے جسکو وہ غرض اوسی واسطہ سے حاصل ہو اور بے واسطہ کے حاصل نہو نا مقتضی عجز کا ہے اور یہ مجبوری خدا کے لئے محال ہے (کبیر) سلہ ابن جریر و ابن منذر وغیرہما عن مجاہد قال ما علیہا من شیٔ و ابن منذر و ابن مردویہ من طریق سعید بن جبیر عن ابن عباس زینۃ لہا قال الرجال (در) سلہ ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ اور حاکم تاریخ مین جو کچھ زمین پر ہے بیشک ہمنے اوسکو زمین کی رونق بنایا

یعنی آیاتِ سفلی معادن نبات و حیوان ان سب پر انوار صفاتِ الٰہی چمک رہے ہین تا عارفین انوارِ جلال و جمال کو دیکھین لیکن اس سے بڑھکر اور زینت کیا ہوگی لیکن جو غافل ہے اوسکا امتحان ہے کہ اچھے کام کرتا ہے ظاہری زینت کو چھوڑکر زینت دینے والے کی طرف متوجہ ہوتا ہے یا ظاہر پرست

[illegible]

اسکی کیا معنی ہین فرمایا کہ وہ تمکو آزماتا ہی کہ تمسی بڑا عقلمند بڑا متقی بہت ہی اللہ کی عبادت
مین سرگرم کون ہے۔ اور بہت ہی بڑا دنیا کا تارک وزاہد کون ہی پھر دنیوی آرایش یعنی زرت[1]
چندروزہ ہی جسطرح ارشاد فرماتا ہی وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَیْهَا صَعِیْدًا جُرُزًا[2] ۝
اور جو کچھ کہ زمین پر ہی البتہ ہم اوسکو بے زراعت صاف میدان کرنیوالی ہین جب
قدرت کا بیان آیا کہ ہم زمین کو زینت دیکر پھر اوسکو صاف میدان کر دینگی تو جب ہم قادر
ہوی تو پھر ایک جماعت کو تین سو نو برس تک سُلا کر اونکی حفاظت کرنے مین تو کب ہماری
قدرت سے بعید ہی چنانچہ اول اوس قصہ کو مجملاً اسطرح بیان فرماتا ہی۔ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ
اَصْحٰبَ الْكَهْفِ[3] وَالرَّقِیْمِ كَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا ۝ اِذْ اَوَى الْفِتْیَةُ
اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝
18-12 فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِی الْكَهْفِ سِنِیْنَ عَدَدًا[4] ۝ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَیُّ
الْحِزْبَیْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ۝ کیا تو اصحابِ کہف اور نوشتہ کو خیال کرتا ہی کہ ہماری
نشانیون سی عجیب تھے۔ جب چند جوان غار مین جا بیٹھی پھر کہنی لگی اے ہمارے رب اپنی پاس سے ہمکو رحمت دے اور

[1] ابن ابی حاتم حسن البصری اور سفیان ثوری سے (در) [2] ابن ابی شیبہ ابن المنذر و ابن ابی حاتم عن قتادہ قال الصعید التراب والجرز التی لیس فیها زرع و ابن جریر عن ابن عباس یهلك كل شئ علیها و یبید [3] الكهف الفتح فی الجبل والرقیم الكتاب و قال سعید عن ابن عباس الرقیم اللوح من رصاص كتب عاملهم اسماءهم ثم طرحه فی خزانته (بخاری) جو کشادہ ہو تو کہف ہی اور چھوٹا ہو تو غار (کبیر) [4] ابن المنذر عن ابن جریج ای رقدناهم (در)

ع ۱۲

ہمارا کام اچھا ہنا۔ پھر ہمنے اونکو اٹھایا تاکہ معلوم کرین کہ دونون جماعتون سی کس نے اپنی رہنی کی مدت یاد رکھی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ قریش نے نضر بن حارث اور عقبہ ابن ابی معیط کو مدینہ مین علمائی یہود کی پاس بھیجا اور کہا کہ اونسی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال پوچھو اور آپکے اوصاف بیان کرو کیونکہ وہ پہلی کتاب الٰہی رکھتے ہین اونکی پاس وہ علم انبیا ہے جو ہماری پاس نہین ہے غرض ان دونون نے وہان جاکر یہود سے اسیطرح بیان کیا تو انہون نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی تین باتین پوچھو اگر انہون نے بیان کردیا تو سمجھو کہ وہ نبی ہین۔ ورنہ جھوٹے ہین (اول) یہہ کہ وہ چند جوان (غار مین چھپے اور) گم ہوگئے اونکا قصہ کیا ہے کیونکہ وہ ایک نادر قصہ ہے (دوم) وہ شخص کون تھا جو شرق و غرب کا مالک ہوگیا تھا یعنی ذوالقرنین (سوم) روح کی حقیقت پوچھو چنانچہ وہ دونون آکر قریش کے مشورہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا الخ روح کا بیان تو گذر چکا ذوالقرنین کا

ف فائدہ جہان قرآن مین اشیاء کے ساتھ علم الٰہی کا ذکر ہے وہان بعض لوازم علم سے جو مناسب موقع ہو کنایہ سمجھنا چاہئے کبھی مجازات سے کنایہ جیسے اس آیت مین وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّن يَنقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ یعنی ہم بدلہ دینگے متبع کو ثواب۔ منقلب کو عذاب اور جہان اوسکی ظہور امر سے کنایہ ہے تا ازدیاد ایمان سے قلوب مومنین کو اطمینان ہو۔ اور حجت منکرین منقطع ہو (خفاجی) ۲ یا تو اصحاب کہف مختلف ہوسے یا اونکے غیر ونمین اختلاف پڑا ۳ یہہ احصی کا ترجمہ ہے جو فعل ماضی معنی مین ضبط کے اور اپنے مبتدا۔ احصی اوسکی خبر امدا اوسکا مفعول۔ لما لبثوا حال ہے امدا سی گو نکرہ ہے لیکن بسبب تقدم جائز۔ یعنی ضبطا امد اللبث ماں لبثهم (بیضاوی وخفاجی) ۴ ابن اسحٰق وابن جریر وابن المنذر وابو نعیم والبیہقی کلاھما فی الدلائل ۵ بعضون نے کہا کہ وہ حواری پاک عقیدہ تھی لیکن ابن کثیر اپنی تفسیر مین لکھتے ہین کہ ظاہر یہہ ہے وہ نصرانیت کی پہلے ہین۔ کیونکہ اگر نصرانی ہوتے تو یہود اونکا قصہ یاد رکھنے مین اسطرح کوشش نکرتے انکو اون سے عداوت ہے۔ اور اس حدیث ابن عباس سے ظاہر ہے کہ یہہ قصہ اہل کتاب کی کتب مین محفوظ تہا اور یہہ تو دین نصرانیت سے پہلے ہی ہے ۔۱۲

قصہ آخر سورہ مین بیان ہوگا - اصحابِ کہف کا ان آیات مین بیان ہی - اَمْ[1] حَسِبْتَ
اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ[2] الخ بلکہ کیا (ای مخاطب)، تونی یہہ سمجھا کہ اصحاب کہف کا قصہ
ہماری نشانیون سے زیادہ عجیب ہے ہرگز ہماری نشانیون سے زیادہ تر عجیب نہین ہے - یعنی اگرچہ
اصحابِ کہف کا قصہ جسکو معرفت قدرتِ الہی نہین عجیب ہی کیونکہ انسان جس شے کو نہین
پہچانتا ہی وہان متعجب ہوجاتا ہی - لیکن بہ نسبت قدرتِ الہیہ یہہ قصہ اوس قدر[3] عجیب نہین
روایت[4] ہی کہ جب سید الشہدا سیدنا امام حسین علی جدہ وعلیہ الصلواۃ والسلام کا سر
مبارک دمشق مین لیگئی تو ایک شخص قریب مین سورۂ کہف پڑھتا تہا اور جب اِس آیت پر
پہونچا اَمْ حَسِبْتَ الآیہ تو سرِ مبارک اسطرح گویا ہوا قَتْلِیْ اَعْجَبُ مِنْ ذَالِکَ

[1] بل اَحَسِبْتَ یعنی ام منقطعہ ہی بل اضرابیہ انتقالیہ اور ہمزۂ استفہامیہ دونون مقدر ہین اور ہمزہ انکاری معنی مین نفی کے ہی (خفاجی) ۱۲
[2] رقیم یا تو پہاڑ کا نام یا وادی کا کہ جسمین اونکا غار ہی یا کتے کا یا لوح سیسے کی یا پتھر کی جسمین اونکی نام لکھکر درِ غار پر یا خزانہ مین رکھدی گئی اس قول آخر کو بغوی نے کہا کہ سب قولون سے ظاہر تر ہے - اکثر مفسرین متفق ہین اس لئے لوح نوشتہ ترجمہ کیا گیا اور بعضون نے کہا کہ اصحاب رقیم ایک دوسری قوم ہی چنانچہ درِ منثور مین ابن منذر و طبرانی وغیرہما سے ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اصحاب رقیم تین آدمی تھی جو غار مین داخل ہوے اور پہاڑ پر سی ایک پتھر گرا جس سے غار کا منہہ بند ہوگیا پھر ہر ایک نے ایک نیک کام کو اپنا وسیلہ بنایا کہ خداوندا اسکی برکت سے ہمین نجات دی جیسے مزدور کی پوری مزدوری دینا - زنا سے اپنے کو روکنا اور والدین کے ساتھہ نیکی سے پیش آنا جب ایسی کامونکے وسیلہ سے اُنہون نے نجات طلب کی حق سبحانہ تعالی نے دعا اونکی قبول فرمائی اور وہ پتھر غار پر سے دور ہوگیا اور اُنہون نے خلاصی پائی ملخصاً مختصراً ان تین آدمیون کا قصہ صحیحین مین بھی ہے لیکن اوسمین اصحاب رقیم کا ذکر نہین اس حدیث سے توسل ثابت ہوتا ہی کیونکہ توسل اعمال سے جو اعراض ہین ثابت ہوا تو ذوات متبرکہ سے بطریق اولی ثابت ہوگا
[3] ابن المنذر وابن ابی حاتم عن مجاہد (در)
[4] ابن خالویہ وابن عساکر

یعنی ہمارا ماجرا قصہ اصحاب کہف سے زیادہ تر عجیب غریب ہے آپ اپنے محبوب الٰہی کے
سامنے اپنے دوستونکا قصہ جنہوں نے اوسکی لیے گھر دار مال و متاع و اولاد و اقارب چھوڑ کے
غار میں آکے بیٹھے۔ عشق نے جنکو دیوانہ بنایا۔ شوق نے جنکو غار میں لاکر سلایا تفصیل سے
بیان فرماتا ہے۔ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ
وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ۝ وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا۟ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا ۝ هٰۤؤُلَاۤءِ
قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ
اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا
اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ
مِّرْفَقًا ۝ وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ

مِرْفَقًا نافع وابن عامر فتح میم و کسر فا سے دو لغتین ہین مجھے کہا لعصون نے دونوں ایک ہی معنی ہین وہ ما سے یہ تعلق ہے وہ شی کہ جس سے نفع حاصل کیا جاوے ۱۲

تَزَّاوَرُ نافع و ابن کثیر و ابو عمرو ساتھ تشدید زای کے۔ اصل مین تتزاور تھا تا کا زای مین ادغام ہوا باب تفاعل سے اور کوفیوں کے پاس تاء مضارع محذوف ہی ۱۲

ل ھو استعارۃ من الربط بمعنی الشد المعروف فشبہ القلب المطمئن لا مر بالحیوان المربوط فی محل۔ واذ متعلقۃ بربطنا (خفاجی) بعض مشایخوں نے اس آیت سے حرکت واجدین پر وقت سماع وذکر استدلال کیا ہے کیونکہ جب قلوب ملکوت و محل قدس سے مربوط ہوتے ہین تو انواع ذکر اور فنون سماع قلوب پر آتے ہین تو حرکت دیتے ہین چنانچہ اسکی اصل وَرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا ہے ۱۲ واخرج ابن ابی حاتم عن قتادہ وربطنا علی قلوبہم قال بالایمان وشططا قال کذبا (در) وشططا بمعنی تعدا ای بعیدا عن الحق ۱۲ وھؤلاء مبتدأ قومنا عطف بیان اتخذ وا خبرہ وھو اخبار فی معنی انکار لولا ھلا وما یعبدون عطف علی الضمیر المنصوب ای واذ اعتزلتم القوم ومعبودہم الا اللہ ینشر یبسط مرفقا فھو اسم آلۃ من الرفق من قولہم ارتفقت بہ بمعنی انتفعت بہ (بیضاوی وخفاجی) ٣ ذات الیمین یعنی جہتہ ذات الیمین اصل یہہ ہے کہ ذات صفت ہے جو موصوف کے قایم مقام ہے کیونکہ وہ تانیث ذو ہے جیساکہ رجل ذو مال وامراۃ ذات مال (کبیر)

وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِیْ فَجْوَةٍ[1] مِّنْهُ ط ذٰلِكَ مِنْ

اٰیٰتِ اللّٰهِ ط مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ج وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِیًّا

المھتدی — نافع وابو عمر حالت وصل مین ساتھ یاء ساکن کے ۱۲

مُّرْشِدًا ۞ (ای پیغمبر) ہم انکی صحیح خبر تمسی بیان کرتی ہین تحقیق کہ وہ چند جوان تھی جو اپنے

رب پر ایمان لائے اور ہمنی انکو زیادہ ہدایت دی - اور اونکی دلونکو مضبوط کر دیا تھا جب

کھڑی ہوی تو کہنی لگی کہ ہمارا پروردگار تو آسمانون اور زمین کا پروردگار ہی ہم تو اوسکے سوا کسی

معبود کو نہ پکارینگی (اور جو پکارین تو) اوسوقت ہمنی (اللہ کی قسم) جہوٹی بات کہی (پہیر آپسمین

کہا) ہماری اس قوم نی خدا کی سوا اور معبود بنا رکھی ہین اونپر کوئی کھلی دلیل کیون نہین لاتے

سو اوس سی زیادہ کون ظالم ہی جسنی اللہ پر جہوٹ باندہا ہی - جب تمنی اون سی اور اونکی

معبودون سے جو اللہ کی سوا ہین کنارہ پکڑا تو غار مین جا بیٹہو تمہارا رب اپنی رحمت کو تمپر پہیلا دیگا

اور تمہارا کام بنا دیگا - اور (ای دیکہنی والی) تو دیکہیگا کہ جب آفتاب نکلتا ہی تو اونکی غار کے

سیدہی طرف سے جہکی جاتا ہی اور جب ڈوبتا ہی تو اونکی بائین جانب سے کترا تی جاتا ہی (یعنی اونپر دہوپ

نہین آتی) اور وہ اوس (غار) کی میدانمین ہین (جہان ٹہنڈی ٹہنڈی ہوا آتی ہی تنگی

نہین ہی) یہہ اللہ کی نشانیون سے ہی اللہ جسکو ہدایت دی وہی ہدایت پاتا ہی اور جسکو گمراہ

کری تو پہر تو اوسکی لئے کوئی رفیق مرشد (راہ بتانیوالا) نپائیگا بعضون نے کہا کہ غار کا دروازہ

[1] الفجوۃ الساحۃ الواسعۃ وجمعھا فجوات ومنہ الحدیث فاذا وجد فجوۃ نص ۱۲

شمالی تہا اسلئے دہوپ نہین آتی تھی راجح قول یہہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نی اونکو دہوپ سے بچایا وہ بسبب عادی نہ تہا چنانچہ ذٰلِکَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ سی بھی مناسب ہے۔ جب اصحاب کہف عقیدۂ کفر مین اپنی قوم سی جدا ہوی تو اوسیطرح اپنی جسمونسی بھی علیحدہ ہوی اور غار مین گئی تو اللہ تعالیٰ نی دہوپ سے بچالیا اور اونکو وہان آرام سی سُلا دیا چنانچہ اب اونکی سونیکی کیفیت بیان فرماتا ہے

وَ تَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا[1] وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۖ وَّ نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ؕ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ۝ اور تو (ای دیکھنی والی جب دیکھیگا) اونکو جاگتی ہوی خیال کریگا حالانکہ وہ سوتی ہین اور ہم اونکو سیدہی اور بائین جانب پلٹاتی ہین اور اونکا کتا دروازی پر اپنی دونون بازو پھیلا رہا ہی۔ اور اگر تو اونکو جھانک دیکھیگا تو بھاگ کر اونسی منھہ پھیر لیگا اور اونسی خوفناک ہو جائیگا۔ کہتی ہین کہ سونیمین اونکی آنکھین کھلی رہ گئی ہین اسلئے دیکھنی والا خیال کریگا کہ بیدار ہین کعب[2] احبار رضی اللہ عنہ فرماتی ہین کہ اصحاب کہف کا ایک کُتی پر سی گذر ہوا تو اونکی ساتھہ ہولیا۔ اُنہونے اوسکو بہت جھڑکا وہ واپس جاتا اور پھر آتا آخر اوس نے کہا کہ

تَحْسَبُهُمْ بہ کسر سین نافع وابن کثیر و ابوعمرو وکسائی۔

لَمُلِّئْتَ بہ تشدید لام ثانی نافع ابن کثیر

رُعُبًا بضم عین ابن عامر وکسائی

[1] ایقاظ جمع یقظ بضم القاف او بکسرہا وھو ضد للراقد اور نقلبہم مین جو تشدید ہے وہ کثرت تقلب پر دال ہے اور مضارع ہی استمرار تجددی پر دلالت کرتا ہی رقود جمع راقد ہی۔ یہہ پلٹانا بہ لحاظ عادت ہی جیسے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی ورنہ بے تقلیب بھی حفظ اجساد داخل قدرت خداوندی ہی اخرج ابن جریر وابن المنذر عن ابن عباس بالوصید قال بالباب دروازہ سی مراد محل عبور ہی۔ باسط حکایت حال ماضی ہی اسلئے اسم فاعل عامل ہے فرارًا مصدر کیونکہ تولیہ کی ایک نوع ہی یا مفعول لہ یا حال ہی۔ [2] محمد ابن اسحاق۔ ۱۲

مجھسے مت ڈرو مین اللہ کے دوستونکو چاہتا ہون آپ لوگ آرام فرمائین مین آپکی حفاظت کے لئے حاضر ہون سُبْحَانَ اللہ کتے کو بھی اونکی برکات حاصل ہوئی قرآن مین بھی اوسکا ذکر و بیان ہی اسیواسطے کہتی ہین ع صحبتِ صالح ترا صالح کند۔ حسن بصری[1] فرماتی ہین کہ اونکی کتے کا نام قطمیر ہی۔ کتے کے باہر بیٹھنے مین یہہ حکمت ہے کہ جس گھر مین کتا ہو وہان رحمت کے فرشتے نہین آتی جسطرح صحیح حدیث مین آیا ہی تصویر کا بھی یہی حال ہی بخاری مین حضرت ابن عمر سے مروی ہی کہ جو شخص کتا پالے نہ شکاری نہ جانورونکی حفاظت کرنیوالا ہو تو ہر روز دو قیراط اوسکے عمل سے کم ہوتے ہین۔ جب اسقدر اونکو سلانا قدرت کی ایک نشانی تھی تو یہان سے اونکے اٹھانیکا بیان وہ بھی ایک امر قدرت ہے ارشاد فرماتا ہی وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ؕ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ؕ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ۝ اِنَّهُمْ

بِوَرْقِكُمْ سکونِ راسے جس سے را بھی مخفف ہوگا ابوعمرو وشعبہ وحمزہ ۱۲

[1] ابن ابی حاتم [2] ابن ابی شیبہ ابن المنذر عن ابن عباس ازکی طعامًا یعنی اطہر لانھم کانوا یذبحون الخنازیر [3] ولیختف کل ما یقدر علیہ (ابن کثیر) تلطفت بفلان احتلت لہ حتی اطلعت علی اسرارہ (اساس البلاغہ) فائدہ بعض قراء فرماتی ہین کہ قرآن کے کئی طرح پر نصف ہین باعتبار حروف کی تو سورۂ کہف مین نکرا پر ہی اور نکرا کا کاف دوسری نصف کا ہی اور بعضی کہتے ہین ولیتلطف کی فا پر ہی۔ اور باعتبار کلمات کی سورۂ حج مین والجلود پر ہی اور ولھم مقامع دوسری نصف مین ہی اور آیات کی اعتبار سی سورۂ شعرا مین یافکون پر ہی اور فالقی السحرۃ دوسری نصف مین ہی اور باعتبار سورتونکی سورۂ حدید کے آخر پر ہی اور سورۂ مجادلہ سی دوسرا نصف ہی۔ (اتقان)

اِنۡ یَّظۡهَرُوۡا عَلَیۡکُمۡ یَرۡجُمُوۡکُمۡ اَوۡ یُعِیۡدُوۡکُمۡ فِیۡ مِلَّتِهِمۡ وَلَنۡ تُفۡلِحُوۡۤا اِذًا اَبَدًا ۝

اور ایسا ہی ہمنی اونکو اُٹھا دیا تا کہ آپسمین ایک دوسری سی پوچھہ لین۔ اونمین سی ایک نے
کہا کہ تم کتنی دیر ٹھہری اُنہون نے کہا کہ ہم ایکدن یا ایکدن سے کچھہ کم ٹھہری۔ بولی جسقدر تم ٹھہرے
اوسکو تمھارا رب ہی خوب جانتا ہی۔ پھر اپنی مین سی کسی ایک کو یہہ اپنا روپیہ دیکر شہر کی
طرف بھیجو۔ پھر وہ دیکھی کسکے پاس اچھا کھانا ہی سو اوسمین سے کھانا تمھاری پاس لے آئی اور
چھپا چھپا جائے اور کسیکو تمھاری حال سی آگاہ نکری۔ (کیونکہ) بیشک وہ لوگ اگر تمھاری
خبر پائینگی تو سنگسار کر دینگے یا تمکو اپنی دین مین پھر پلٹا لینگے اور ایسا ہوا تو پھر نجات نہوگی
اور یہہ جگانا اس لئے تھا کہ تا اونکا یقین کمال قدرت الٰہی پر زیادہ ہوجائے اور رہنی کی مدت
مین اس سبب سے اختلاف ہوا چونکہ غار مین تھی آفتاب پیش نظر نتھا اور نیند سی جاگا ہوا
آدمی جسکی آنکھونمین نیند بھری ہو وہ کب اپنی سونیکا ٹھیک اندازہ کرسکتا ہی غرض
جسطرح اللہ تعالیٰ نے اونکو غار مین آرام سی سُلایا پھر اُٹھایا دشمنون سے اونکو بچایا اسمین بہت
کچھہ حکمتین تھین اوسیطرح اب اونکی حال سی غیرونکو بھی مطلع فرماتا ہی وَکَذٰلِکَ

اَعۡثَرۡنَا[1] عَلَیۡهِمۡ لِیَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَیۡبَ فِیۡهَا ۚ 1
اِذۡ یَتَنَازَعُوۡنَ بَیۡنَهُمۡ اَمۡرَهُمۡ فَقَالُوا ابۡنُوۡا عَلَیۡهِمۡ بُنۡیَانًا ؕ رَبُّهُمۡ اَعۡلَمُ

[1] ابن ابی حاتم عن ابن عباس اعثرنا قال اطلعنا (درمنثور)

بِهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ۝۲۱ اور

اسیطرح ہمنے لوگونکو اُنکی حال پر خبردار کردیا تاکہ وہ جانین کہ بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے

اور قیامت (آنے) مین کچھہ بھی شک نہین (اور یہہ اطلاع ایسی وقت ہوئی کہ) جب لوگ

آپسمین اپنے (دینی) کام کی لئی جھگڑتے تھی پھر اُنہونے کہا اُن (کے غار) پر ایک عمارت بناؤ

اُنکا رب اُنکا حال خوب جانتا ہی جو (لوگ) اُنکی کام کا اختیار رکھتی تھی اُنہونے کہا البتہ

ہم اُن (کے غار) پر مسجد بنائینگی [1] کہتی ہین کہ اوس زمانہ کی لوگونکو مرکے اُٹھنی اور قیامت

مین شک پیدا ہوا تھا اس لئی جھگڑا کرتے تھی [2] اور عکرمہ [3] فرماتی ہین کہ ایک جماعت اونمین سے

کہتی تھی کہ ارواح سی حشر ہوگا نہ اجسام سی تو اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کو ایسی ہی وقت

مین اُٹھایا تا منکرون پر حجت قایم ہوجای پھر چون وچرا کا موقع باقی نرہی۔ ابن [4]

عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اصحاب کہف ظالم پادشاہ کی زمانہ مین تھی یہہ جوان لوگ جس شہر

مین تھی وہان بت پرستی بہت پہیل گئی تھی ایک ایک کرکے سب شہر سی نکل گئی اور اللہ نے

اُنکو ایکجا اکٹھا کردیا۔ لیکن ہر ایک اپنی مطلب کو دوسرے سی چھپایا تا آخر عہد وقرار کے بعد یہہ

[1] اس سی قبور صلحا کے پاس مسجد بنانیکا جواز نکلتا ہی (خفاجی)، ملا علی قاری مرقاۃ مین لکھتی ہین کہ تا اوس بزرگ کی روح کی برکات اوس مصلی پر عائد ہون [2] یا یہہ مراد کہ جب وہ غار مین پھر جاکر غایب ہوے تو بعض کہتی تھی کہ مرگئی اور بعض کہتی تھی پہلے کی طرح پھر سوگئی۔ یا یہہ مراد کہ بعض اس غار پر ایک ایسی عمارت بنانا چاہتی تھی جسمین ہر کوئی آکر رہی اور بعض وہان عبادت گاہ بنانا چاہتی تھی (کبیر) [3] (ابن کثیر)
[4] ابن ابی شیبہ وابن المنذر وابن ابی حاتم (درمنثور) [5] جسکو غلبہ ہوا وہ مسلمان تھی آخر اونہون سے مسجد بنائی ۱۲

ٹھری کہ ہر ایک دوسری سے بیان کری جو دل مین ٹھانی ہی- اگر ایک ہی بات پر
سب کا اتفاق ہو ازین چہ بہتر، اور نہین تو ہر ایک شخص اوس بات کو چھپای رکھے
غرض سب جمع ہو کر یہی ایک کلمہ پڑھنے لگی رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ سے
مِرْفَقًا تک- یعنی آسمانون اور زمین کا رب ہمارا رب ہی الخ- پھر وہین ٹھری رہی اونکے
قرابتدارون نے اونکو بہت کچھہ ڈہونڈہا کہین پتا نہ لگا پھر سبہون نے اوس پادشاہی کیفیت کچھہ
بیان کی- پادشاہ نے کہا کہ رجوری کرو یہہ لوگ ایسی گم ہوگئے جنکا پتا ہی نہین ہی انکا حال
لکھنی کے قابل ہی ایک سیسے کی تختی منگوا کر اوسپر اونکی نام لکھکر اپنی خزانہ مین رکھدیا اَمْ
حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ مین یہی بیان ہی- اور رقیم وہ تختی ہے
جسپر اونکی نام مکتوب تھے- پھر وہ لوگ چلتی چلتی کہف یعنی کشادہ غار مین داخل ہوگئی پھر اللہ نے
سُلا دیا تو وہ سو گئی اگر آفتاب اونپر چمکتا تو اونکی جسم خراب ہو جاتی[1] اگر کروٹین نہ بدلتی تو
اونکو زمین کہا جاتی آیتِ وَتَرَى الشَّمْسَ مین یہی بیان ہی پھر وہ پادشاہ مر
گیا اور دوسرا پادشاہ ہوا جسنے اللہ کی عبادت کی اور بت پرستی چھوڑ دی اور لوگون
مین عدل کیا پھر اللہ نے اونکو اُٹھایا- ایکنے اپنی لوگون سے پوچھا کہ تم کتنا رہی کسی نے کہا
ایکدن اور کسینے کہا دو دن اور کسینے اس سے زیادہ کہا- بڑی نے کہا مت اختلاف کرو
جب کسی قوم نے اختلاف کیا تو وہ ہلاک ہی ہوگئی- پس اپنی مین سی ایک کو یہہ اپنا روپیہ

[1] یہ باتین بہ لحاظ عادت کے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ورنہ بے ان امور کے بھی حفظ اجساد داخل قدرت خداوندی ہے ۱۲

دیگر شہر کی طرف بہیجو۔ جب وہ شہر مین آیا وہانکی مکانات کی طرز وہیئت بدلی ہوئی پایا
پھر نان بائی کی پاس جاکر روپیہ دیا وہ روپیہ ہاتھہ مین لیکر حیران ہوکر پوچھا کہ
یہہ روپیہ تیری پاس کہانسی آیا بیشک تجھکو کوئی خزانہ ہاتھہ لگاہی بتلاتاہی تو مجھی بتلادے
ورنہ تجھی امیر کے پاس لیجاؤنگا۔ اوسنے کہا کیا مجھی امیر سی تم ڈراتی ہو۔ یہہ کہکر خود امیر کے
پاس آئے امیرنی پوچھا تمھاری باپ کا نام کیا ہی اوسنے کہا فلان نام ہی لیکن امیرنے
نہ پہچانا۔ کہا کونسا پادشاہ تھا کہان فلان اوسکو بھی نہ پہچانا پھر لوگ جمع ہوگئی اور
ایک عالم کی پاس لیگئی تو اوسنے پوچھا تو اسنے ساری کیفیت بیان کی عالم نی کہا وہ تختی
لاؤ جب تختی لائی گئی تو اوسنے اپنی دوستونکی نام تفصیلوار بیان کئی اوسیطرح تختی مین بھی
لکہا ہوا تھا غرض سب ملکر اوس غار کی پاس گئے تو اوس جوانے کہا تم یہین ٹہری رہو مین پہلے
میری دوستونکی پاس جاتا ہون اور تم پکارا نکرو کہ وہ ڈر نہ جائین کیونکہ اونہین یہہ
نہین معلوم کہ تم اچھی لوگ ہو اُنہونے کہا کہ تم پھر ضرور باہر نکلنا تو اوسنے کہا ہان
انشاء اللہ پھر جو داخل ہوا تو اوسکا نشان نہ ملا اگرچہ ان لوگونے بہت کچھہ ڈہونڈا
لیکن اونکی پاس نہ پہونچ سکی پھر یہہ صلاح ٹھرائی کہ ہم اس جا پر ایک مسجد بناوین گے
پھر اُنہونے مسجد بنائی اور وہان نماز پڑہتی تھے اور اونکی لئی استغفار کرتے تھی جب
حضرت کے پاس اصحاب کہف کا ذکر کیا گیا تو گنتی مین اختلاف واقع ہوا چنانچہ اوسکی

صراحت خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہی سَیَقُوۡلُوۡنَ ثَلٰثَۃٌ رَّابِعُھُمۡ کَلۡبُھُمۡ ج وَیَقُوۡلُوۡنَ
خَمۡسَۃٌ سَادِسُھُمۡ کَلۡبُھُمۡ رَجۡمًا[1] بِالۡغَیۡبِ ج وَیَقُوۡلُوۡنَ سَبۡعَۃٌ وَّثَامِنُھُمۡ کَلۡبُھُمۡ ط
قُلۡ رَّبِّیۡۤ اَعۡلَمُ بِعِدَّتِھِمۡ مَّا یَعۡلَمُھُمۡ اِلَّا قَلِیۡلٌ۬ ۟ فَلَا تُمَارِ[2] فِیۡھِمۡ اِلَّا مِرَآءً
ظَاھِرًا ص وَّلَا تَسۡتَفۡتِ فِیۡھِمۡ مِّنۡھُمۡ اَحَدًا ع (یہود) کہینگے[3] کہ وہ تین ہین چوتہا ع
اونکا کُتّا ہی اور (نصاریٰ) کہینگی کہ وہ پانچ ہین چہٹا اونکا کُتّا ہی بغیر دیکہی خیالی بات سے
اور (مسلمان) کہتی ہین کہ سات ہین اور آٹہوان اونکا کُتّا ہی۔ کہو (ای پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم)
اونکی گنتی میرا رب بہت خوب جانتا ہی۔ اونکو تہوڑی آدمیونکی سوا اور کوئی نہین جانتا سو تم اونکے
حق مین سوای سرسری بات کی جہگڑا مت کرو (ہمنی[4] جسقدر ذکر کیا اوسکو بیان کرو) اور اونکا حال
انسی دریافت نکرو۔ ابن عباس[5] رضی اللہ عنہم فرماتی ہین کہ مین انہی تہوڑی لوگون مین سی ہون جو اصحاب
کہف کو جانتی ہین وہ سات ہین[6] ابو عبد[7] الرحمن فرماتی ہین کہ مجھکو پہونچا ہی کہ اگر اونکے
نام لکہکر جلتی ہوئی شئی مین ڈالدین تو آگ تہنڈی ہو جایگی جب کافرون سی اصحاب
کہف کا حال دریافت کرنیکو منع فرمایا تو اب ہر کام کو جو آیندہ کرنیکا قصد ہو مشیتِ ایزدی کے

[1] رجم کے معنی رمی یعنی پہینکنی کی ہین۔ اور غیب وہ چیز جو انسان سی پوشیدہ ہو تو رَجۡمًا بِالۡغَیۡبِ کی یہہ معنی ہوی کہ جسکی حقیقت نہ معلوم ہو اوس سی بحث کرنا کہتی ہین۔ فلان یرمی بالکلام رمیًا یعنی بے سوچی سمجھے بات کرتا ہی (کبیر)
[2] فلا تجادل الا جدالًا ظاھرًا۔ المماراۃ المجادلۃ وقد فرق بینھما الراغب بان المجادلۃ المحاجۃ مطلقا والمماراۃ المحاجۃ فیما فیہ مِریۃ ای تردد [3] ابن ابی حاتم عن السدی [4] ابن ابی حاتم عن مجاھد [5] ابن جریر وابن منذر وغیرھما باسانید صحیحۃ [6] قاموس مین اصحاب کہف کے نام تین طور سی منقول ہین جسکو منظور ہو وہان دیکہہ لے [7] اخرج الطبرانی فی الاوسط بسند صحیح (در)

طرف تفویض کرنیکا حکم فرماتا ہی وَلَا تَقُولَنَّ لِشَایءٍ اِنِّی فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا ۝

اِلَّا اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ وَقُلْ عَسٰٓی اَنْ یَّھْدِیَنِ رَبِّیْ

لِاَقْرَبَ مِنْ ھٰذَا رَشَدًا ۝ اور کسی کام کو مت کہو کہ مین کل کرنیوالا ہون ۔ مگر اللہ

کی مشیت کے ساتھ (یعنی ان شاء اللہ کہو) اور جب بھول جاؤ تو تمھارے رب کو یاد کرو ۔ اور کہو

امید ہی کہ میرا رب مجھکو اس سے زیادہ نزدیک بھلائیکی راہ بتلاوے ۔ ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ

جب کسی شخص نے کہا کہ فلان کام کرونگا اور انشاء اللہ کہنا بھول گیا تو جب یاد آجاوے ان شاء

اللہ کہے ۔ ایک[۲] روایت مین ہی کہ گو ایکسال بعد ہووے اس قول ابن عباسؓ[۳] کے یہہ معنی

ہین کہ اگر کلام مین یا قسم مین انشاء اللہ کہنا بھول گیا تو جب یاد آئے گو ایک سال کے بعد بھی ہو کہہ لے

تا سنت ادا ہو جاے ۔ اگرچہ قسم توڑنے کے بعد ہی ہو ۔ اسکے یہہ معنی نہین کہ اگر بعد قسم فصل سے انشاء اللہ کہے تو

---

[۱] ابن منذر و ابن ابی حاتم و طبرانی ۔ ۱۲ [۲] سعید بن منصور و ابن جریر و ابن منذر و طبرانی و حاکم ۔ امام خیضری کتاب خصائص مین فرماتے ہین کہ یہہ بعد مین انشاء اللہ کہنے سے قسم نہ ٹوٹنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت سے تھا ۔ دوسرے کے لئے نہین چنانچہ طبرانی کبیر مین بسند متصل ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ واذکر ربک اذا نسیت قال اذا نسیت الاستثناء فاستثن اذا ذکرت وھی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاصۃً انتھی الاستثناء یطلق علی التقیید بالشرط فی اللغۃ والاستعمال قال الراغب الاستثناء رفع مایوجبہ عموم سابق کما فی قولہ قل لا اجد فیما اوحی الیّ محرما علی طاعم یطعمہ الا ان یکون میتۃ او رفع مایوجبہ اللفظ کقولہ امرأتہ طالق انشاء اللہ ۔ ۱۲

[۳] ابن جریر نے کہا کہ یہی معنی صحیح ہے ابن کثیر نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کلام اسی پر محمول کرنا بہت مناسب ہے ۔ ۱۲

قسم توڑنی پر نہ گنہ ہووی نہ کفارہ لازم آئی۔ ابن عمرؓ فرماتی ہین کہ جس شخص نے قسم کی ساتھ ملاکر انشاء اللہ کہا تو اوسکو قسم توڑنیکی صورت مین کفارہ نہین ہی۔ اور جو متصل نہ کہا تو قسم توڑنیکی صورت مین اوسپر کفارہ آئیگا۔ بعضے واذکر الخ کی یہہ معنی کرتی ہین کہ جب خود کو فراموش کرو تو اپنی پروردگا کو یاد کرو کیونکہ ذکر کی حقیقت یہی ہی کہ ذاکر مذکور مین فنا ہوجاے نفحات مین ہے کہ ذکرِ حقیقی وہ ہی کہ دل ذاکر کا سیرِ مذکور مین ہووے اور جان اوسکی سیرِ نور مین

قطعہ

نے بیان در گنجد آنجائی عیان	نے من ونے ماونے نام ونشان
ذکرِ ذاکر محو گردد بالتمام	جملگی مذکور ماند والسلام

فقیر عرض کرتا ہے۔ رباعی

ڈہوڈلئے دلسے ماسوائے حق کو	کہہ کہہ کر لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ
جبتک کہ تو موجود ہی غائب ہی وہ	جب تو نہ رہا تو پھر ہوا ہو ہی ہو

صحیح مسلم مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب ایک قوم اللہ کا ذکر کرنے بیٹھتی ہی تو فرشتی اوسکو گہیر ہی لیتی ہین (جو اہل ذکر کو راہو نمین ڈہونڈہتی پھرتے مین) اور رحمت اونکو ڈہانپ لیتی ہی اور اُنپر سکینہ[۲] اترتی ہی اور اللہ تعالیٰ اونکو اون لوگون مین

[۱] اخرج سعید ابن منثور [۲] سکینہ وہ ہی کہ اوس سے خاطر جمعی اور صفائیِ دل حاصل ہوتی ہی۔ اور نفس کی اندہیری دور ہوکر نزولِ انوارِ رحمت اور ذوق حاصل ہوتا ہے۔ (مجمع البحار)

یاد کرتا ہی جو اوسکی نزدیک ہین (یعنی انبیا علیہم السلام اور ملائکہ مقربین مین) فقیر
محتاج اپنی مالک و معطی سی عرض کرتا ہے۔ رباعی

جاری ہو مری زبان سی اللہ اللہ	ہر دم گھڑی بیٹھی لیٹے اللہ اللہ
اسطرح سی یادِ حق مین ہو جاؤن محو	فانی مٹے باقی رہے اللہ اللہ

متفق علیہ حدیث ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوس شخص کی مثال
جو اللہ کو یاد کرتا ہی اور اوس شخص کی جو یاد نہین کرتا مانند زندی اور مردی کے ہے
فقیر عرض کرتا ہے۔ رباعی

ہم تھی معدوم پھر بھی ہونگے معدوم	بَیْنَ الْعَدَمَیْن ہے وجودِ موہوم
زندہ ہی تو کہ تجھسے سب ہین زندہ	کہتی ہین سب تجھی کو حَیٌّ قَیُّوْم

بخاری مین ہے ھُمُ الْجُلَسَاءُ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ یعنی ذاکرین ایسی بیٹھنے والے
ہین کہ اونکا ہمنشین بدبخت نہین ہوتا۔ غرض اصحابِ کہف کا بادشاہِ ظالم کے
ڈر سی غار مین جاکر سو رہنا سابق مین گذر چکا۔ لیکن یہان اونکی سونیکی مدت بیان فرمانے
پھر اپنی لئی اونکا اور سب کا علم ثابت کر کے قصہ کو ختم فرماتا ہی وَلَبِثُوْا فِیْ کَھْفِھِمْ
ثَلٰثَ مِائَۃٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ۝ قُلِ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا لَہٗ غَیْبُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط اَبْصِرْ بِہٖ وَاَسْمِعْ ط مَا لَھُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ مِنْ وَّلِیٍّ

سلہ یہ صیغۂ تعجب ہی اور لھم کی ضمیر اہلِ سمٰوٰت و ارض کی طرف راجع ہی جو سابق مین سمٰوات و ارض کے ذکر سے معلوم ہے۔ ۱۲

وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا ۝ اور وہ اپنی غار مین تین سو برا ور نو برس زیادہ

ٹھری رہی۔ کہو کہ جتنی مدت وہ رہی اللہ خوب جانتا ہی آسمان اور زمین کا علم غیب

اوسیکو ہی کیا ہی دیکھنی والا اور کیا ہی سننی والا ہی اوسکی سوا بندونکا کوئی کارساز نہین

اور وہ اپنی حکم مین کسیکو شریک نہین کرتا یعہ تین سو سال شمسی ہین اور قمری مین جو عرب کا

حساب ہی شمسی سی نو سال زیادہ ہوتے ہین ہر صدی مین تین سال اسلئے بعد تین سو کے

وَازْدَادُوْا تِسْعًا فرمایا۔ اگرچہ بعض مفسر اس مدت کو قول اہل کتاب کہتی ہین جو خداوند عالم نے

بطور حکایت بیان فرمایا لیکن ظاہر آیت سی یہہ ثابت ہوتی ہی کہ خداوند عالم ہی اونکی حال کی خبر دیتا ہی

اس قصہ اصحاب کہف سی کرامات کا ثبوت ہوتا ہی اور جب دین پر آفت آنیکا خوف ہوا ور لوگو مین فتنہ پہیل جاوے

اوسوقت گوشہ نشینی اختیار کرنی چاہیے ورنہ کسی صورت مین بے عذر جمعہ اور جماعت نہ چھوڑے۔

ف ابن جریر نے اسکو اختیار کیا اب قل اللہ اعلم کی یہہ معنی ہونگی کہ اللہ کو ہی خوب معلوم ہی اسلئے آگاہ فرمایا ف تاویلات نجمیہ مین ہے کہ احوال اصحاب کہف ہماری آیات سی زیادہ تر عجیب نہین بلکہ ہماری آیات احسان جو بندہ پر ہوتی ہین چنانچہ تمہاری امت مین اس تنگ کے لوگ ہین جنکا حال اصحاب کہف سی زیادہ قابل تعجب ہے کیونکہ وہ اپنی خلوتو نہین عزلت نشین ہین جو اونکی حق مین جا ہے اور رقیم اونکی دل ہین جسمین قلم محبت سی لکھا ہوا ہی کہ وہ میری محب محبوب ہین وہ الواح قلوب ایسی ہین کہ جنپر علوم لدنیہ مرقوم ہوتے ہین۔ ہان غافلون کو اس سی کچھہ حصہ نہین (حافظ) ؎ خاطرت کئے رقم فیض پذیرد ہیہات ؛ مگر از نقش پراگندہ ورق سادہ کنی ؛ اگر اصحاب کہف دقیانوس کے خوف سی غار مین جا چھپے تو یہہ میری شوق ملاقات سی خلوت مین جا کر چھپتے ہین۔ اگر اصحاب کہف کو ربنا اتنا الایہ سی مقصود دقیانوس کے شر سی بچنا اور غار سی صحیح و سلامتی سی باہر آنا ہی تو یہہ قوم نفوس کے شر سی پناہ چاہتی ہی۔ اور ظلمات غار وجود سی نکلکر انوار جمالی و جلالی تک پہونچنا چاہتی ہی (حافظ) ؎ مدد کر بچراغ نکند آتش طور ؛ چارۂ تیرہ شب وادی ایمن چہ کنم ؛ اور فضربنا الایہ مین اسطرف اشارہ ہی کہ اصحاب خلوت کے ظاہر و باطن کی کانون پر مخلوق کی کلام سی پردہ ڈالدیا گیا ہی تا اونکا کلام کہین الواح قلوب پر منقش ہو وے۔ سب سی جدا علحدہ ہین۔ پھر جو دل پر نقوش سابقہ ہین وہ کلمۂ لا الہ الا اللہ سی مٹا رہی ہین تا کہ نفی لا الہ سی ماسوای اللہ پر دور ہو اور اثبات الا اللہ سی نور الہی دلون پر چمکی ؎ تا بجاروب لا نروبی راہ ؛ نرسی در مقام الا اللہ ؛ اور علوم لدنیہ کا نقش ہو جاے کہ تجلیات الہی قلوب پر چمکین۔ اور اللہ تعالی اونکو اون سی فنا فرما کے اپنی سے باقی رکہی۔ یہی سر ہی ثم بعثناہم مین یعنی پھر اونکو زندہ کیا۔

لَا تُشْرِكُ ابن عامر سا کلمہ تا ء اور جزم کے ہر ایک کو شرک کرنے سے نہی ہوا

سکو ضرور دیکھیے محمد عبد العزیز

جب قرآنِ مجید مین قصۂ اصحابِ کہف مذکور ہوا جو بہ نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم کے امی ہونیکے غیب کی باتون مین داخل اور وحی و معجزہ ہی۔ اسلئے قرآنِ مجید پڑہنی کا
حکم فرماتا ہی۔ وَاتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ
وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ
وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ
وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ
رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَكْفُرْ ۚ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ
سُرَادِقُهَا ۚ وَاِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ یَشْوِی الْوُجُوْهَ ۚ بِئْسَ الشَّرَابُ ۚ وَسَآءَتْ
مُرْتَفَقًا ۝ اور (اے پیغمبر) تمہارے رب کی کتاب سے جو کچھہ تم کو وحی کیگئی ہی وہ پڑہو کوئی

بِالْغُدْوَةِ ابن عامر ساتھہ غین مضموم اور سکون دال کے دونون طرح سے لغت مین آیا

۱؎ ابن ابی شیبہ وابن المنذر وابن ابی حاتم عن مجاہد ملتحدًا قال ملجاءً (در) لحد والحاد کے حقیقی معنی میل وعدول کے ہین ملحد
مائل عن الدین کو کہتے ہین۔ اور جو کسی شئی کی طرف ملتجی ہوتا ہی تو اوسکے غیر سے عدول کرتا ہی اسلئے ملتحد کے معنی ملجاء کے ہین ۱۲
۲؎ یریدون فاعل یدعون سے حال ہے ۱۲۔ اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس ولا تعد عیناك عنهم یقول لا تتعدّاهم الی غیرهم ۱۲ ترید کاف عینك سے حال ہے ۱۲ فرطا قال مجاهد ضیاعا اخرجه ابن ابی شیبه وابن المنذر وابن
ابی حاتم ۱۲ واخرج ابن ابی حاتم عن قتادة فی قوله وقل الحق من ربکم قال الحق هو القرآن ۱۲ الحق مبتدأ محذوف کی خبر ہے
۳؎ سرادقها قال ابن عباس حائط من نار اخرجه ابن جریر۔ واخرج الامام احمد والترمذی وغیرهما عن النبی صلی الله
علیه وسلم لسرادق النار اربعة جدر کثافة کل جدار منها اربعون سنة ۱۲ نار محیط کو سرادق سے تشبیہ ہے۔ سرادق یا تو
خیمہ ہے یا وہ شئی مانع ہے جو فسطاط (خیمہ) کے اطراف ہوتی ہے ہندی مین قنات کہتے ہین سرادق سراپردہ یا سراطاق کا معرب ہے ۱۲
۴؎ اخرج الامام احمد والترمذی وغیرهما عن النبی صلی الله علیه وسلم فی قوله بماء کالمهل قال کعکر الزیت

اوسکی باتین بدل نہین سکتا اور تم اوسکے سوا کہین جائے پناہ نہ پاؤگے اور اپنی نفس کو
ان لوگون کے ساتھہ روک رکھو جو اپنے رب کو صبح وشام پکارتے ہین اوسکی ذات کے طالب
ہین۔ اور تمہاری آنکھین زینتِ زندگانی دنیا کی خواہش مین اونسے نہ پھرین اور اوسکا
کہا نہ مانو جس کے دل کو ہمنے اپنی یاد سے غافل کردیا اور اوس نے اپنی خواہش کی پیروی کی
اور اُسکا کام حد سے گذر گیا۔ اور کہو حق تو تمہارے رب کے پاس سے ہے پھر جو چاہے ایمان
لائے اور جو چاہے انکار کرے۔ بیشک ہمنے ظالمون کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے کہ جس کی
قناتین اونکو گھیر لینگی اور اگر وہ فریاد کرینگے تو ایسا پانی ملیگا جو پگلے ہوے تانبے کے مانند
گرم ہوگا منہ کو بھون ڈالیگا۔ بُرا پانی ہے اور بُرے آرام کی جگہہ ہے۔ **شانِ نزول** ان

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۷ لہٰ فاذا قرب الیہ سقطت فروۃ وجھہ فیہ۔ واخرج ابن ابی شیبہ
وابن جریر وغیرھما سئل ابن عباس عن المھل قال ماء غلیظ کدردی الزیت۔ واخرج ابن جریر
والطبرانی وغیرھا عن ابن مسعود سئل عن المھل فدعا بذھب وفضۃ فاذا بہ فلما ذاب قال
ھذا اشبہ شیٔ بالمھل الذی ھو شراب اھل النار ولونہ لون السماء غیر ان شراب اھل النار اشد حرا
من ھذا۔ واخرج ابن المنذر عن خصیف قال المھل النحاس اذا اذیب فھو اشد حرا من النار۔
واخرج ابن ابی شیبہ وابن المنذر عن مجاھد کالمھل القیح والدم الاسود کعکر الزیت (در)
مہل کے معنی تیل کا تلچھٹ خون اور پیپ اور بہت گرم اور ہر شے کہ پگلائی جاوے۔ غرض ان اقوال مین منافات
نہین بلکہ سب بُرے اوصاف کا جامع ہے سو مہل وہ گرم پانی ہے جو کالا اور گاڑا بدبودار ہو ۱۲ کالمھل ماء کی صفت
اولی ہے اور یشوی الوجوہ صفتِ ثانیہ اور ساءت مین ضمیر نار کی طرف راجع ہے جو فاعل ہے ۱۲
لہ ابن مردویہ وابونعیم فی الحلیہ والبیھقی فی شعب الایمان ۱۲

آیات کا سلمان رضی اللہ عنہ اس طرح بیان فرماتے ہین کہ مؤلفۃ قلوب یا کافرون[1] نے حضور اقدس ہ میں حاضر ہوکے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ صدر مجلس میں تشریف فرما ہوتے اور ان لوگون سے دور رہتے یعنی سلمان و ابوذر جو فقرائے مسلمین تھے اور صوف کے جبے پہنتے تھے جن سے اونکے جبونکی بو نہ آتی تو ہم بھی آپ کے پاس حاضر رہتے یا آپ سے باتین کر کے کچھہ نہ کچھہ سیکھہ لیتے اللہ تعالی نے وَاتْلُ مَآ اُوْحِیَ سے اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا تک نازل فرمایا اور اون کو آگ سے ڈرایا۔ انتہی اور ان آیات مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن کی تلاوت کا اور اپنی ہم نشینی سے اون لوگون کو مشرف کرنیکا حکم فرمایا جو صبح و شام اللہ کو پکارتے ہین۔ خواہ نماز[2] و قرآن[3] پڑھتے ہین یا ذکر کرتے ہین یا وعظ و نصیحت[4] مین مصروف ہین غرض ہر طرح سے اوسی کے طالب اوسی کی طرف متوجہ ہین

---

[1] ابن مردویہ عن ابن عباس قال نزلت فی امیۃ بن خلف (در منثور) [2] اخرج البیہقی فی شعب الایمان عن ابراہیم ومجاھد یدعون ربھم بالغداۃ والعشی قال الصلوات الخمس [3] اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم عن الامام ابی جعفر فی الآیۃ قال امران یصبر نفسہ مع اصحابہ یعلمھم القرآن [4] وابن ابی حاتم عن عبداللہ فی ھذہ الآیۃ قال ھم الذین یقرؤن القرآن [5] اخرج ابن جریر والطبرانی عن عبدالرحمن بن سھل بن حنیف قال نزلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی بعض ابیاتہ واصبر نفسک مع الذین الآیۃ فخرج یلتمسھم فوجد قوما یذکرون اللہ فیھم ثائر الراس وجاف الجلد وذو الثوب الواحد فلما رآھم جلس معھم وقال الحمد للہ الذی جعل فی امتی من امرنی ان اصبر نفسی معھم (در منثور) [6] اخرج الامام احمد بسندہ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی قاص یقص فامسک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قص فلان اقعد غدوۃ الی ان تشرق الشمس احب الی من ان اعتق اربع رقاب ۱۲

اب اپنی نظرِ التفات اُن سے نہ پہیرو۔ کیونکہ یہہ تمہارے نظر پروردہ ہین۔ اور تمہاری
آنکہون مین تو میرا ہی جمال ہی جبھی تو وہ تمہین ٹکٹکی باندہ کے دیکہا کرتے ہین اجب فقرائے
مسلمین کے سات بیٹہنے کا تاکیدی حکم فرمایا تو پہر سرکش ومتکبر اغنیا کی بات سننے کو منع
فرماتا ہی کہ اوسکا کہا نہ مانو جسکے دل کو ہمنے غافل کیا اور اوسنے اپنی خواہش کی پیروی کی صوفیہ فرماتے
ہین کہ غفلت عذابِ قلب یعنی منعم کو بہول جانا ہی۔ حضرت سہل فرماتے ہین کہ غفلت
وقت کو بیکار کہونا ہی۔ پہر غفلت کے اقسام ہین۔ کسی کے دل پر گناہونکی سیاہی چہائی۔
کسی نے مباح عیش وعشرت مین اپنی اوقات کہپائی۔ کوئی اپنی علم وعبادت پر مغرور ہے
کسی کو ریاضت اور چلّون سی تسخیرِ خلق منظور ہی۔ کوئی جنت کی طلب مین بوڑہا ہوا ہے
کوئی دوزخ کے خوف سے ہیبت کہا رہا ہی۔ کوئی کشف وکرامات کا سائل ہی غرض
ہر ایک حسبِ مراتب مشاہدۂ ازل سے محجوب وغافل ہی۔ جاننا چاہئے کہ آدمی کی
بہت ہی بُری حالت اوس وقت ہی جب اوسکا دل اللہ کی یاد سے خالی ہو اور خواہشات
ماسوی اللہ سے بہرا ہو۔ بات یہہ ہی کہ یادِ خدا نور ہی اور ذکرِ غیرِ حق ظلمت اس لئے
کہ طبیعتِ وجود نور ہی اور عدم منبع ظلمت۔ اور خداوندِ عالم بالذات واجب الوجود ہے
تو نورِ حقیقی وہی ہوا۔ اور ماسوی اللہ جو ہین وہ بالذات ممکن الوجود ہین۔ اور امکان
کی طبیعت عدمی ہی تو وہ منبعِ ظلمت ہی۔ **اشعار**

خلق را حق چو ساخت در ظلمت | نور شان ریخت بر سر از رحمت
اندر ایشان نہاد گوہرہا | از صفاتِ قدیم و علم و سخا
تا تو در خود صفاتِ او بینی | در صفتہاش ذاتِ او بینی
ہمچو عطار کو زہر انبار | آورد در دکان و در بازار
اندکے آورد نہ بسیار او | ہمہ را نا ورد بیکبار او
ہست دکانِ حق تنِ انسان | اندرونش صفاتِ الرحمٰن
پس تو در خود ببین صفاتِ خدا | گرچہ اندک بود بدان ز صفا
گرچہ پارہ است آن صفاتِ منیر | سیر کن از قلیل سوے کثیر
زین صفاتِ خلیل و سوے اصل | مکن اندر میانِ ہر دو فصل
دل بحق دہ اگر دلے داری | چون ازو میرسد ترا یاری

جب دل مین یادِ خدا کی شمع روشن ہوتی ہی تو نور ہی نور ہو جاتا ہی۔ اور جب بادِ مخالف آکر اوسکو بجھاتی ہی تو شمع گُل ہو کر ہوان دہار اندہیرا ہی اندہیرا چھا جاتا ہے تو اَغۡفَلۡنَا قَلۡبَهٗ عَنۡ ذِكۡرِنَا سے مراد اعراض عن الحق یعنے حق سے روگردان ہونا ہی اور وَاتَّبَعَ هَوٰهُ سے مقصود اقبال علی الخلق یعنے مخلوق کی جانب توجہ کرنا ہی **حاصل کلام** یہہ کہ فقراء کے دو صنف بیان فرمایا ایک تو خدا کی یاد پر مواظبت دوسرے غیر خدا سے

اجتناب۔ اور اغنیا کے بھی دو صفتین ایک اعراض عن ذکر اللہ دوسرے اقبال علی غیر اللہ

رباعی

چون در خود از اوصاف تو یابم اثرے	حاشا کہ بود نیکو تر از من دگرے
و آن دم کہ فتد بحال خویشم نظرے	در ہر دو جہان نباشد از من بترے

جب آپکو اونکا کہنا ماننے کا حکم فرمایا تو پھر کافرون کو فرماتا ہی کہ یہہ دینِ حق اور قرآن خدا کے پاس سے آیا ہی۔ اگر مانو تو تمہارا فائدہ نہ مانو تو تمہارا ہی ضرر ہی۔ یہان فقیر اور غنی برابر ہی اور جو صرف اسی خیال سے ایمان کو چھوڑ بیٹھا اور تمہاری خدمت مین حاضر ہونیسے پس و پیش کرتا ہی کہ فقیرون کے ساتھ بیٹھنا پڑیگا تو پھر ایسے ایمان کا کیا ٹھکانا وہ تو ایمان نہین بلکہ صریح نفاق ہی۔ پھر فرمایا کہ جو چاہے[1] ایمان لائے جو چاہے[2] کفر کرے جب سامعین کو

[1] معتزلہ کہتے ہین کہ اس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ بندہ طاعت و معصیت مین مختار ہی لیکن جو غور سے دیکھا جائے تو اسی آیت سے اہلِ سنت کے مذہب کا ثبوت ہوتا ہی کیونکہ آیت صریح ہی کہ حصولِ ایمان و کفر مشیت پر موقوف ہی۔ اور عقل کا بھی تقاضا ہے۔ اسلیئے کہ فعلِ اختیاری کا حصول بے قصد و اختیار کے ممتنع ہی۔ اب ہم پوچھتے ہین کہ یہہ جو قصد و اختیار حاصل ہوا ہی اگر اوس سے پہلے بھی کوئی قصد و اختیار ہو جس سے یہہ حاصل ہوا ہی تو لازم ہوگا کہ ہر قصد و اختیار کے پہلے ایک قصد و اختیار ہو جسکی نہایت ہی نہو۔ یہہ تو محال ہے تو اب ضرور ہوا کہ ان قصد و اختیارات کی انتہا ایک ایسے قصد و اختیار تک منتہی ہو کہ جس کو اللہ تعالی نے بندے مین بطریق ضروری پیدا فرما دیا ہو اور جب وہ قصد ضروری حاصل ہوگا تو ضرور ہی فعل صادر ہوگا پس انسان چاہے یا نہ چاہے اور جب وہ مشیتِ جازم جو معارض سے خالی ہی نہ حاصل ہوگی تو فعل بھی مترتب نہ ہوگا اور جب وہ مشیتِ جازمہ حاصل ہوگی تو اوس وقت انسان چاہی یا نہ چاہی فعل ضرور مترتب ہوگا۔ تو اب نہ حصول مشیت حصولِ فعل پر مترتب ہے اور نہ حصولِ فعل اوس مشیت پر مترتب ہی پس انسان ناچار بصورت مختار ہی (کبیر و احیاء العلوم) [2] یہہ صیغۂ تخییر نہین بلکہ تہدید و وعید ہے ۱۲

ڈرایا کہ جو چاہو سو کرو یعنے جیسی کرنی ویسی بھرنی ہوگی تو اب کفر اور بُرے اعمال پر وعید اِنَّآ

اَعْتَدْنَا الخ تک بیان فرمایا اور ایمان و اعمالِ حسنہ پر وعدہ اس طرح فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ۚ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ 18 18

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھِمُ الْاَنْھٰرُ یُحَلَّوْنَ فِیْھَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَھَبٍ وَّیَلْبَسُوْنَ ثِیَابًا خُضْرًا مِّنْ

سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّکِـِٕیْنَ فِیْھَا عَلَی الْاَرَآئِکِ ؕ نِعْمَ الثَّوَابُ ؕ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۚ

ـــــــــــــــــــ

ـلـہ خبر اِنَّ اولئک ہے اور اِنَّا لا نضیع جملہ معترضہ ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اور اُولٰٓئِکَ دونوں بھی خبر ہیں یا یہ کہ اولٰئک جملہ مستانفہ ہے اجر مبہم کا بیان ہے (کبیر) ـلـہ عدن اقامت کردن در جائے ہمیشہ بودن ومنہ جنت عدن ای جنت اقامۃ (صراح) اساور جمع الجمع ہے کیونکہ وہ جمع ہے اَسْوِرَۃٌ کی یا اسوار کی اور یہ دونوں سوار کی جمع ہیں۔ سندس دیباج باریک و استبرق دیباج دبیز جو جھلدار ہو اخرج ابن ابی شیبہ وابن ابی حاتم عن الضحاک قال الاستبرق الدیباج الغلیظ وھو بلغۃ العجم استبرہ ـلـہ یہاں سونیکے کنگنونکا ذکر ہے اور سورۂ حج میں یوں فرمایا کہ جنتیونکو موتیونکا زیور پہنایا جائیگا اور سورۂ دہر میں چاندی کے کنگنونکا ذکر ہے جس سے آیاتِ مذکورہ میں کم فہموں کے پاس تناقض معلوم ہوتا ہے۔ اسکا جواب چند طور پر ہوسکتا ہے ایک یہ کہ ان دونوں امروں میں بالکل منافات نہیں ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ تینوں قسم کے کنگن ایک ہی دفعہ پہنائے جاویں گے تاکہ جملہ محاسن مجتمع ہوں اور ممکن ہے کہ کبھی سونیکے کبھی چاندی کے کبھی موتی کے زیب ساعد کریں جیساکہ دنیاکی عورتوں کا قاعدہ ہے۔ **دوسری** یہ کہ آدمیونکی طبیعتیں مختلف ہوا کرتی ہیں کوئی کسی وقت موتی سے سونے کو اچھا جانتا ہے کسی شخص کو کبھی چاندی کی سفیدی سے سونے کی زردی بھلی معلوم ہوتی ہے پس جسکی جو آرزو ہوگی خدا تعالیٰ اوسی کے موافق عنایت کریگا **تیسری** یہ کہ مردونکا زیور چاندی کا ہوگا اور عورتونکا سونیکا۔ یا چاندی کے کنگن غلمان کے لئے اور سونیکے عورتوں کیلئے اور موتی کے مردوں کے لئے ہونگے۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ وہاں کی سونا چاندی سے کیا مناسبت صرف اشتراک اسمی اور نام میں مشابہت ہے ۱۲ ـلـہ الارائک جمع اریکہ ہے بیہقی نے ابن عباس سے روایت کی کہ اریکہ اوسی تخت کو کہیں گے جو حجلہ میں ہو۔ اگر صرف تخت ہو تو وہ اریکہ نہیں اور صرف حجلہ بھی اریکہ نہیں بلکہ تخت و حجلہ جب دونوں جمع ہوں تو اریکہ ہے (در) وفی القاموس الاریکۃ کسفینۃ سریر فی حجلۃ او ھو کل ما یتکأ علیہ من سریر ومنصۃ وفراش او سریر منجد مزین فی قبۃ او بیت فان لم یکن فیہ سریر

بیشک جو لوگ کہ ایمان لائے اور نیکیان کین ہر گز ہم اوسکا ثواب ضائع نہین کرتے جس نے

بہلا کام کیا۔ یہی لوگ ہین جن کے رہنے کے لئے باغ ہین جنکے نیچے سے نہرین بہتی ہین اونکو وہان

سونیکے کنگن پہنائے جائین گے۔ اور سبز ریشمی کپڑے باریک اور گاڑہی پہنین گے۔ وہان تختون پر

تکیے لگائے بیٹھین گے۔ کیا ہی اچہا بدلہ ہی کیا ہی خوب آرام کی جگہہ ہی۔ پہلے ثواب کو مجمل ذکر فرماکے

پہر اوسکی تفصیل اس طرح صفتِ مکان۔ پہننے کے دو قسم ایک گہنا دوسرا کپڑا پہر اوس کے بھی

دو قسم ریشمی کپڑے باریک و نازک اور چمکدار اور گاڑہی جبکا جس وقت جو جی چاہی پہنے پہر اون کے

جلوس کی کیفیت بیان فرمایا جب کافرون نے اپنے مال و زر سے مسلمانون پر فخر کیا تھا جو

سببِ فخر نہین کیونکہ ممکن ہی کہ فقیر غنی ہو اور غنی فقیر۔ ہان جو موجبِ فخر ہی وہ اللہ کی عبادت ہے

جو مسلمان فقرا کو حاصل ہی۔ اسلئے اون دونون کی مثال کیلئے دو شخصون کا حال بیان فرماتا ہی۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰۳ لے فہو حجلۃ والجمع ارائک ۱۲۔ ابو منصور ثعلبی کہتے ہین جو تخت کہ عروس کیلئے ہوتا ہی اور اوسپر حجلہ بھی ہوتا ہی وہی اریکہ ہی (نفائس)، والحجلۃ بیت کالقبۃ یستر بالثیاب الخ (مجمع البحار) گو قاموس سے عموم ثابت ہوتا ہے لیکن آثار مقید کرتے ہین کہ تخت پر پردہ بھی ہون تو اس زمانے کے لحاظ سے ترجمہ مسہری یا چھپر کہٹ بہت موزون ہی ابن کثیر نے لکھا والارائک جمع اریکۃ وھی السریر تحت الحجلۃ والحجلۃ کما یعرفہ الناس فی زماننا ھذا بالتیخانا ہ فقیر کہتا ہی کہ یہہ تیخانہ شاید ہی جسکو ہم مچہردان کہتے ہین یہ پشہ خانہ تخت پر ہو دے تو اریکہ ہوا۔ پہر وہی مسہری کا ترجمہ ٹہیک ہوا۔ اسقدر تحقیق اسلئے لکہی کہ کوئی مترجم اسطرف نہین گیا

جنتین یسمی البستان جنۃ لاستتار ما یستر فیہا بظل الاشجار۔ واصل الکلمۃ من الستر والتغطیۃ (کبیر)

حففنٰہما یقال حفہ القوم اذا اطافوا بہ ای اذا استداروا حولہ۔ وحففتہ بہم اذا جعلتہم حافین حولہ فتزیدہ الباء للتعدیۃ الی المفعول الثانی کقولک غشیتہ وغشیتہ بہ فان غشی لازم یعدی بالتضعیف الی مفعول وبالباء الی ثان ۱۲

مسہری پر لیٹے رہین گے

[illegible]

بَيْنَهُمَا زَرْعًا ۝ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا ۙ

وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ۝ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗ

اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ۝ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَا

اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ۝ وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى

رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ۝ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ

بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ۝ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ

رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ۝ وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ

اُكُلَهَا — نافع وابن کثیر سکون کاف سے ۱۲

ثُمُرٌ — نافع وابن کثیر وابن عامر وحمزہ وکسائی ساتھ ضمہ ثا اور میم کے ۱۲ | ثُمْرٌ — ابوعمرو ساتھ ضمہ ثا اور سکون میم کے ۱۲

مِنْهُمَا — نافع وابن کثیر وابن عامر ساتھ زیادتی میم کے درمیان ہا اور الف کے یعنی تثنیہ سے

لٰكِنَّا — ابن عامر ساتھ ثبوت الف کے وصل و وقف مین اور باقی قرا حالت وصل مین بغیر الف کے جو بعد نون کے ہے اور حالت وقف مین الف سے ۱۲

كِلْتَا مشہور قول پر لفظ مفرد ہے اور معنی اوس کے تثنیہ کے ہین اسی واسطے اسمین لحاظ لفظا و معنی دونو کا کیا جاتا ہے چنانچہ پہلے بلحاظ لفظ کے آتت پھر رعایت معنی کے خلالهما فرمایا (خفاجی) تظلم قال ابن عباس تنقص اخرجه ابن ابی حاتم خِلٰلَهُمَا قال السدی وسطهما اخرجه ابن ابی حاتم۔ ثمر انواع من المال سوی الجنتین من ثمر ماله اذا كثره۔ دونون قراءتون کے ایک ہی معنی اگرچہ حفص کی قراءت پر بعضون نے پہل کا معنی لیا ہے لیکن یہان نظم قرآن سے مناسبت نہین ہے (خفاجی) واخرج ابن ابی حاتم من طریق علی عن ابن عباس وكان له ثمر یقول وفی روایة عنه بالضم یعنی انواع المال اخرجه ابن جریر وغیرہ (در) یحاورہ ای یراجعه فی الكلام من حار اذا رجع قال تعالٰی انه ظن ان لن یحور بلی تبید ای تهلك اخرجه ابن ابی حاتم عن السدی منقلبا ای مرجعا تمییز وهو اسم مكان من الانقلاب بمعنی الرجوع كقوله انقلب الی اهله لٰكِنَّا اوس کا اصل لٰكن انا ہے۔ حرکت ہمزہ نقل کر کے ماقبل کو دیگئی دونون ایک جا ہوے اس لئے ادغام ہوا هو الله ربی لفظ هو ضمیر شان ہے الله ربی مبتدا اور خبر جملہ ہو کے خبر لفظ ہو کی ہے اور یہ استدراک اكفرت سے گویا اوس نے یون کہا انت كافر بالله لٰكن انا مومن به۔ لولا تو بیخیہ بسبب ماضی پر داخل ہونے کے معنی مین هلا کے ہے۔

لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ۚ فَعَسٰى رَبِّیْۤ اَنْ یُّؤْتِیَنِ

خَیْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَیُرْسِلَ عَلَیْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِیْدًا زَلَقًا ۙ اَوْ یُصْبِحَ

مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِیْعَ لَهٗ طَلَبًا ۝ وَاُحِیْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ یُقَلِّبُ كَفَّیْهِ عَلٰى مَاۤ

اَنْفَقَ فِیْهَا وَهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّیْۤ اَحَدًا ۝

وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ یَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ۝ هُنَالِكَ الْوَلَایَةُ

لِلّٰهِ الْحَقِّ ؕ هُوَ خَیْرٌ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ عُقْبًا ۔ اور (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان لوگون سے اُن دو شخصون کی

مثال بیان کرو جنمین سے ایک کو ہمنے انگور کے دو باغ دئے اور ان دونون (باغون) کے اطراف کھجور کے

جھاڑ لگادئے۔ اور اُنکے درمیان کھیتی لگادی دونون باغ اپنا میوہ لائے اور اوس (میوہ) مین سے کچھ کمی

نہوئی۔ اور ہمنے دونون (باغون) کے درمیان نہر جاری کردی۔ اور اُسکے لئے انواعِ مال تھا۔ پھر اوس نے

انا اقل۔ احتمال ہے یہہ کہ انا فصل ہووے درمیان دو مفعول رأی کے یا مفعولِ اول کی تاکید ہو۔ حسبانا۔ اخرج ابن جریر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال الحسبان العذاب واخرج ابن ابی شیبہ وابن ابی حاتم عن الضحاک فی قولہ حسبانا من السماء قال نارا۔ صعیدا زلقا۔ اخرج ابن جریر وابن المنذر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال مثل الجرز واصل معنی الزلق الزلل فی المشی لوحل ونحوہ ولما کان ذلک فی مالا یکون فیہ نبت ونحوہ مما یمنع منہ تجوز بہ ای کنی عنہ ۔ وعبر بالمصدر عن المزلقۃ مبالغۃ غورا ای غائرا فی الارض مصدر وصف بہ کالزلق ۔ واحیط بثمرہ قال الضحاک احاط بہ امر اللہ فھلک اخرجہ ابن المنذر وھو مأخوذ من احاط بہ العدو فانہ اذا احاط بہ غلبہ واذا غلبہ اہلکہ ومنہ قولہ الا ان یحاط بکم۔

تَرَنِ قالون وابو عمرو ساتھ اثبات یاء کے حالت وصل میں اور ابن کثیر دونو حالتمیں | یُؤْتِیَنِ نافع ساتھ اثبات یاء کے حالت وصل میں اور ابن کثیر حالتین ١٢ | بِثَمَرِهٖ مثل سابق

الْوَلَایَةُ حمزہ کسائی ساتھ کسرہ واو اسکے معنی حکومت کے ہین | تَكُنْ حمزہ و کسائی یاء سے | الْحَقُّ کسائی اور ابو عمرو ساتھ رفع قاف کے اور الحق ولایت کی صفت ہو | عُقْبًا نافع اور ابن عامر اور ابن کثیر اور کسائی ساتھ ضم قاف کے

اپنے رفیق سے باتین کرتے کرتے کہا کہ مین تجھسے مال و اولاد مین زیادہ ہون - اور وہ اپنے باغ
مین گیا اور اپنی جان پر ظلم کرتا ہوا کہنے لگا کہ مین نہین سمجھتا کہ یہہ باغ کبھی خراب ہوگا - اور نہ
مین سمجھتا ہون کہ قیامت آنیوالی ہے اور اگر (بالفرض) اپنے رب کی طرف پلٹایا جاؤن
تو البتہ اس باغ سے بہتر ٹھکانا پاؤنگا - اوسکے رفیق نے بھی باتون باتون مین اوسکو اسطرح
جواب دیا کہ کیا تو اوسکا منکر ہوگیا جس نے مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر پورا آدمی بنایا -
لیکن مین تو (کہتا ہون[1]) کہ وہی اللہ میرا رب ہے - اور مین اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک
نہ کرونگا - اور جس وقت تو اپنے باغ مین داخل ہوا تو ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ (اللہ نے جو
چاہا سو (ہوا) اللہ ہی سے (سب کو) قوت ہے) کیون نہ کہا اگر تو مجکو مال و اولاد مین اپنے سے
کم دیکھتا ہے تو (کچھ خوف نہین) امید ہے کہ میرا رب مجکو تیرے باغ سے بہتر (باغ) دے - اور اس
(تیرے باغ) پر آسمان سے عذاب یا آگ بھیجدے پھر وہ چٹیل[2] میدان ہوجائے - یا اوسکا پانی خشک

[1] وفیہ حذف ای اقول ہو اللہ بدلیل عطف ولا اشرک (مدارک) [2] وہ بیابان جسمین درخت وگیاہ کچھ نہ ہو ۱۲ - اخرج عبد الرزاق وابن المنذر وابن ابی حاتم عن قتادہ فی قولہ حسبانا من السماء قال عذابا فتصبح صعیدا زلقا ای قد حصد ما فیہا فلم یترک فیہا شیٔ او یصبح ماؤہا غورا ای ذاہبا قد غار فی الارض یقلب کفیہ قال متلہفا علی ما فاتہ وفی روایۃ ابن ابی حاتم عن السدی یقول ندامۃ علیہا وہی خاویۃ علی عروشہا قال قلب اسفلہا اعلاہا انتہی واصل معنی خوی خلا یقال خوی بطنہ من الطعام ای جاع والعرش جمع عرش وہو ما یصنع لیوضع علیہ فاذا سقط سقط ما علیہ قال الرازی وحاصل الکلام ان ہذہ اللفظۃ کنایۃ عن بطلانہا وہلاکہا -

ہو جاے اور تو اوسکو ہرگز نہ پا سکے (چنانچہ اوسکی آرزو پوری ہوئی) اور اسکے اموال
پر آفت آگئی تو وہ اوس خرچ پر جو باغ (کی تیاری) مین صرف کیا تھا (حسرت سی) اپنے
ہاتھ ملتا تھا۔ اور (باغ کا یہہ حال کہ) وہ اجاڑ ہو گیا تھا۔ اور کہتا جاتا تھا اے کاش
مین اپنے پروردگار کے ساتھہ کسی کو نہ شریک کرتا۔ اور اوسکو اللہ کے سوا کوئی جماعت مدد دے
(کر اللہ کے عذاب سے بچا) نہ سکی اور نہ وہ (اپنی ذات کی آپ) مدد کر سکا۔ وہان[۱] سب
اختیار خدای برحق ہی کو ہی وہی (مسلمانونکو) اچھا ثواب اور اچھی جزا دینے والا ہی۔ بنی اسرائیل مین دو بھائی تھے ایک
مومن تھا دوسرا کافر۔ باپ سی آٹھہ ہزار دینار انہین میراث ملی ہر ایک نے چار چار ہزار
بانٹ لئے کافر نے ان دینارون سے زمین اور تالاب اور سامان خانہ داری وغیرہ خریدا اور
مومن نے سب مال امور خیر مین صرف کر دیا اللہ تعالی نے اون دونونکا قصہ اس طرح بیان
فرمایا کہ ہم نے ایک کو دو باغ انگور کے عنایت فرماے جس کے گرداگرد کھجور کے درخت تھے اور
بیچ مین کھیتی ہوتی تھی غرض اونمین جامعیت تھی کہ روزی بھی موجود میوے بھی تیار ہمیشہ
پھولتے پھلتے کبھی میوہ کم نہین ہوتا۔ ہر طرف نہرین جاری چمنون مین باد بہاری سوائے
اسکے ہر جنس کا مال و اولاد و خدمتگار اور نوکر چاکر بھی بیشمار وہ ایک دن اپنے بھائی کے ہمراہ

[۱] یعنے ایسے وقت اور ایسے حال مین نصرت اللہ ہی کے لئے ہے اپنے دوستون کو دشمنون پر غالب کرتا ہی
یا ایسی مایوسی کی حالت مین تو ہر ایک خدا کی طرف ہی رجوع کرتا ہے۔ یا وہان سے مراد آخرت ہی۔ جیسے فرمان
لمن الملک الیوم للہ ہے ۱۲۔

اپنے باغ مین گیا۔ اورنشۂ مال ومتاع جب سر مین چڑہا۔ توبجاے شکر ناشکری کی جوہی
بھائی سے بطورِ فخر وتکبر اس طرح گفتگو کی۔ کہ مین مال واولاد مین تجہہ سے زیادہ ہون۔
جاہ وحشم مین بھی سرآوردہ ہون اور یہہ میرا باغ توخراب نہ ہوگا ہمیشہ ہی ہرا بہرا رہیگا
لہلہاتا سدا رہیگا۔ مجھے یہہ خیال بھی نہین کہ قیامت آئیگی۔ اور جو بالفرض ہم اپنے خدا
کے پاس لوٹا ے گئے توپہربھی اپنی بات نہ جائیگی۔ دنیا مین جب سب کچھہ دیا ہی تو وہان
بھی ضرور دیگا۔ اگر اوسکے پاس ہماری عظمت نہ ہوتی تو دنیا مین بھی محتاج رکہتا۔ اوسکے
رفیق نے جواب دیا کہ تونے اپنے اوس خالق سے منہ پہرایا۔ جو تجھے عدم سے وجود مین لایا
مین تو تیری جیسی خرافات باتین کبھی نہ کہونگا۔ اوسکے ساتھہ کسی کو شریک نہ کرونگا۔ کاش
توجس وقت اپنی باغ مین گیا تھا اور اوسکی بہار پر تیرا دل لوٹ گیا تھا اوسوقت تجھے
چاہئے تھا کہ اپنے مالک کی حمد کرتا جسنے مال واولاد اور ہرطرحکی نعمت عطا کی تھی۔
اوس کا شکر کرتا ان نعمتون کو دیکھہ کر ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ کہتا۔ غرض عذاب آیا
اور اوس کافر کا مال غارت اور باغ ویران ہوگیا اب غمِ دنیا اور طلبِ مال مین بہت کچھہ
حسرت سی ہاتھہ ملا حتّٰی کہ شرک سے بیزار ہونیکی آرزو کی لیکن یہہ سب دنیوی لحاظ سے تھا
اسلئے اوسکو کچھہ فائدہ نہ ہوا۔ اور دونون جہانمین اوسکی خرابی ہوئی۔ حدیث[1] مین آیا

[1] اخرج ابو یعلی وابن مردویہ والبیہقی فی الشعب ۱۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالی کسی بندے کو کوئی نعمت
اہل یا مال یا اولاد سرفراز فرماتا ہی اور وہ مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہتا ہی تو اللہ تعالے
سوائے موت کے ہر آفت اوس سے دور فرماتا ہی۔ پہر رسول مقبول نے یہہ آیت پڑہی
وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ الآیہ جب مشرکین بسبب مال و زر کے فقرائے مؤمنین پر تکبر کرتے
تھے چنانچہ قصۂ گذشتہ بیان فرماکے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ کوئی امیر و مالدار
اپنی مال و حشمت پر مغرور ہو کے فقیروں کو حقارت کی نگہہ سے نہ دیکھے اور اپنے مال و زر پر
فخر نہ کرے ورنہ بہت جلد تباہی آئیگی اور ساری شیخی نکل جائیگی۔ اب دنیاء دنی کی فنا
انکو پوری طور سے ذہن نشین فرمانیکے لئے ایک اور مثال بیان فرماتا ہی وَاضْرِبْ لَهُمْ
مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا 18-45
تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝ اور (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اَلرِّيْحُ حمزہ اور کسائی ساتھہ سکون یا بغیر الف کے مفرد پڑہا ۱۲

كماءٍ خبر مبتدأٍ مقدرای هو كماء ۱۲ فاختلط به ای فالتف بسبب هذا الماء بعض انواع
النبات بالبعض وذلك لان عند نزول المطر يقوى النبات ويختلط بعضه بالبعض
من كثرة اوراقه وغلظه او اختلط ذلك الماء بالنبات واختلط ذلك النبات بالماء
حتى توشربه وتحرك بلطف لرطوبته ونضرته وعلى هذا كان حقه فاختلط بنبات الارض
لكن لما كان كل من المختلطين موصوفا بصفة صاحبه عكس للمبالغة فى كثرته ۱۲ ـ
هشيما فعيل بمعنى مفعول اى مهشوما مكسورا ـ تذروه اى تنسفه وتطيره وتفرقه واذرى
وذرى ـ وذرى متقاربة ۱۲

زندگانیِ دنیا کی مثال بیان کرو کہ اوس پانی کے جیسی ہی جسکو ہمنے آسمان سے برسایا پھر پانی
اور زمین کی روئیدگی دونون باہم ہوگئے (جس سے روئیدگی تروتازہ خوب گنجان ہوگئی)
پھر وہ چورا چورا ہوگئی جسکو ہوائین اڑالیجاتی ہین اور اللہ ہر چیز پر پورا قادر ہی۔ صرف روئیدگی
وسبزہ کو دیکھکر ہی اوسکی قدرت کو غور کرو کہ کس طرح اوسکو اگاتا ہے پھر نشو ونما دیتا ہی پھر فنا
فرماتا ہی انسان کا بھی یہی حال ہوگا۔ کہ تھوڑے ہی دن مین اس عالم سے انتقال ہوگا۔
جب دنیا کا اسقدر جلد زوال ہی تو اوسکے افراد مال و اولاد کا بھی یہی حال ہی اسلئے فرماتا ہے
اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا
وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝ مال اور بیٹے زندگانیِ دنیا کی آرایش ہین اور باقی رہجانے والی نیکیان
تمہارے رب کے نزدیک ثواب اور توقع مین بہتر ہین۔ حضرت[1] رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ باقیاتِ صالحات کثرت سے کرو۔ گزارش کیگئی یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کیا ہین۔ فرمایا تکبیر تہلیل تسبیح تحمید اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا
بِاللّٰهِ ابن[2] عباس نے فرمایا کہ باقیاتِ صالحات سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ہین۔ اور[3] ایک روایت مین آپ ہی سے ہی کہ جمیع اعمال حسنات وہی باقیات

[1] امام احمد وابویعلی وابن جریر وغیرھم [2] ابن ابی شیبہ وابن المنذر [3] ابن المنذر
وابن ابی حاتم وغیرھا۔ زینۃ مصدر بمعنی ما یتزین بہ ولذا اخبر بہ عنہما والقصد
للمبالغۃ والاضافۃ اختصاصیۃ ای یتزین بہا الانسان فی دنیاہ وتفنی عنہ عما قریب ۱۲

صالحات ہین عامل کے لئے جنت مین باقی رہین گے۔ یہی قولِ مختار ہے[1] جو تمامی اعمالِ صالحہ کو شامل ہی۔ اس آیت مین مسلمانون کو زینتِ دنیاءِ فانی سے نفرت دلاتا ہی کہ مال و اولاد تمہارے ساتھ کچھ بھی نہ آئیگا۔ رسُول اللہ[2] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میت کے ساتھ تین چیزین جاتی ہین۔ دو چیزین تو وہین سے واپس آتی ہین اور اوسکے ساتھ ایک چیز رہتی ہی (وہ تین چیزین) اہل و مال و عمل[3] ہین۔ اہل و مال (غلام و جانور) تو پلٹ آتے ہین۔ اور اوسکے عمل اوسکے ہمراہ رہتے ہین۔ ۵

تو انگری نہ بمال است نزدِ اہلِ کمال	کہ مال تالبِ گور است بعد ازان اعمال

لیکن اس دنیا کی زینتون سے بچنا نہایت ہی مشکل ہی ہان جس کے دل مین انوارِ معرفت اور شوقِ ملاقاتِ حق کا ہو۔ اور جسکا باطن معمور اور ظاہر بھی آدابِ طاعت سے پرنور ہو تو اوسکی باطنی زینت دنیا کی ظاہری زینت پر غالب آجائیگی۔ اور ہر طرح سے اوس کو بچائیگی ورنہ دنیا کی محبت تو ہر گناہ کی اصل ہی چنانچہ حُبُّ الدُّنیَا رَأسُ کُلِّ خَطِیئَۃٍ مروی ہی[4]

جب فناءِ دنیا اور بقاءِ اعمالِ صالحہ کو بیان فرمایا اوسکے بعد ہی قیامت کے حالات کئی طرح سے بیان فرماتا ہی وَیَومَ نُسَیِّرُ الجِبَالَ وَتَرَی الاَرضَ بَارِزَۃً وَّحَشَرنٰہُم فَلَم نُغَادِر

نُسَیِّرُ الجِبَالُ ابن کثیر و ابو عمرو ابن عامر ساتھ تا تانیث و بصیغہ مجہول اور جبال مرفوع معنی یہ ہونگے کہ پہاڑ چلائے جائنگے۔ لیکن چلانیوالا اونکا اللہ ہی ہے تو اس لحاظ سے دونون قراءتون کے ایک ہی معنی ہوئے

[1] ابن جریر۔ [2] متفق علیہ یعنے بخاری و مسلم [3] بیہقی نے بطریق ارسال حسن سے روایت کی۔

لم نغادر۔ ای لم نترک یقال غادرہ واغدرہ اذا ترکہ ومنہ الغدر لترک الوفاء والغدیر لما غادرہ السیل ۱۲

مِنۡهُمۡ اَحَدًا ؕ اور یاد کرو اوس وقت کو جس دن ہم پہاڑون کو چلائین گے اور تم زمین کو
کھلی ہوئی دیکھو گے ۔ اور ہم لوگون کو جمع کرینگے ۔ پھر او نمین سے کسی ایک کو نہ چھوڑینگے
پھلی نوع پہاڑونکا چلنا ہی جو عدم کی راہ لینگے چنانچہ آیت وَيَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡجِبَالِ
فَقُلۡ يَنۡسِفُهَا رَبِّىۡ نَسۡفًا الخ وغیرہ مین اسکی تصریح ہی ۔ **دوسری نوع** زمین کا کھلی طور سے
ظاہر ہو جانا ہی جب پہاڑ ہی نہین تو پھر نہ کوئی عمارت ہی نہ علامت ہی[لہ] بعضون نے
کہا زمین مین جو کچھ ہے وہ سب باہر آجائیگا ۔ مُردے بھی نکل پڑینگے جیسا کہ وَاَلۡقَتۡ مَا
فِيۡهَا وَتَخَلَّتۡ اور وَاَخۡرَجَتِ الۡاَرۡضُ اَثۡقَالَهَا کا مضمون ہی ۔ **تیسری نوع** حساب کیلیے
سب کے سب اکٹھا ہونگے کوئی نہ بچیگا پھر رتی رتی کا حساب ہوگا **جب** اونکے حشر کا
ذکر آیا جس سے معلوم ہوتا ہی کہ کسی کی پیشی کیلیے جمع کیے گیے ہین تو اوس پیش ہونیکی کیفیت
اسطرح بیان فرماتا ہی وَعُرِضُوۡا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ لَـقَدۡ جِئۡتُمُوۡنَا كَمَا خَلَقۡنٰكُمۡ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۢ
بَلۡ زَعَمۡتُمۡ اَلَّنۡ نَّجۡعَلَ لَـكُمۡ مَّوۡعِدًا‏ ۝ اور اے نبی تمہارے رب کے روبرو وہ صف باندھکر

لہ ابن المنذر وابن ابی حاتم عن مجاهد قال لا عمار فیها ولا علامة ۱۲

علی ربك تشبیه حالهم بحال الجند المعروضین علی السلطان لا لیعرفهم بل لیامر
فیهم وفیه اشارة الی غضب الله علیهم وطردهم عن دیوان القبول لعدم جریهم علی
مقتضی معرفتهم بربوبیته ۱۲ لقد جئتمونا علی اضمارا لقول بتقدیر قائلین او نقول
ان کان حالا من فاعل حشرنا او مقولا لهم ان کان حالا من ضمیر عرضوا ۱۲

پیش کئے جائینگے (حکم ہوگا کہ) پہلے بار ہم نے جیسا تم کو پیدا کیا تھا بیشک تم اُسی طرح
ہمارے پاس آئے بلکہ تم نے تو سمجھ رکھا تھا کہ ہم تمہارے لئے کوئی وعدہ (بعث ونشر کا)
نہ ٹھہرائینگے۔ یعنی تم کو اپنے مال وزر اور یار ومددگار پر وہ فخر ہوا کہ قیامت اور زندہ ہونیکا
بھی انکار کرنے لگے تھے۔ اب تم سب کچھ دنیا میں چھوڑ آئے اور تم نے مشاہدہ کیا کہ ع
قیامت اسکو کہتے ہیں قیامت ایسی ہوتی ہے۔ پھر اونکی پوری رسوائی کیلئے اعمالنامہ بھی
لایا جائیگا چنانچہ فرماتا ہے وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ
يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا ۚ وَوَجَدُوْا
مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۔ اور اعمالنامہ (سامنے) رکھا جائیگا پھر تم گنہگاروں کو ع ۶ ۵ ۱۸
دیکھوگے کہ جو کچھ اسمیں ہے اس سے ڈر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں ہائے ہماری خرابی یہہ کیسی
کتاب ہے کہ نہ چھوٹے گناہ کو چھوڑی اور نہ بڑے (گناہ) کو سب کو گھیر لیا ہے۔ اور جو
کچھ کیا تھا اعمالنامہ میں موجود پائینگے اور (اے نبی) تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا
سُبحان اللہ کیا بیان ہے کس خوبی سے قیامت کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ ادہر پہاڑونکا
جانا اور زمین کا کھلی طرح سے نظر آنا۔ سب مخلوق کو ایک جا جمع فرمانا کسی کو نہ چھوڑنا پھر اونکا

مشفقین خائفین - یاویلتنا ویل وھو مصدر لا فعل لہ من لفظہ بمعنی الھلاک ونداؤھا
علی تشبیہھا بشخص یُطلب اقبالہ کانہ قیل یا ھلاک اقبل فھذا اوانک ۱۲

صف باندھکر پیشی مین رب کے حاضر کئے جانا اور حکم ہونا کہ کیون جس طرح ہمنے تم کو اول
پیدا کیا تھا اوسی طرح یعنے زندہ ہوکر یا یہہ کہ ننگے مادرزاد یا یہہ کہ بغیر مال داولاد کے ہمارے
پاس چلے آئے۔ تم نے تو سمجھا تھا کہ یہہ وقت نہ آئیگا پھر اعمالنامہ کا ہات مین دیا جانا۔ اور
گنہگار و نکا اپنے گناہون سے جو اوسمین ہین ڈرنا پھر افسوس سے کہنا کہ ہائے کمبختی کیہہ تو عجیب
کتاب ہے کہ چھوٹے بڑے سارے گناہ اسمین لکھے ہوئے ہین اور جو کچھہ کیا تھا وہ سب موجود ہے
پھر اسپر ختم کہ اے نبی تمہارا رب کسی پر ظلم و زیادتی نہین کرتا۔ یعنے جو انھون نے نہین کیا ہے
وہ اوسمین لکھا ہوا نہ ہوگا اور جس عذاب کے وہ مستحق ہین اوس سے زیادہ عذاب بھی نہ ہوگا
اور نہ ایک کے جرم سے دوسرے کو عذاب کیا جائیگا جب اونکی فضیحت کا بیان ہوا تو
پھر فضیحت و رسوائی حاصل ہونیکا یہہ سبب ہے کہ انہون نے شیطان کی سنی اور وہ تو بڑا
نافرمان ہے اور بنی آدم کا دشمن ہے اسلیے اوسکا حال بیان فرماتا ہے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ
اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ۭ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ
وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۝ اور جب ہمنے فرشتون
سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب سجدہ مین گر پڑے ریونکہ قوم جن سے تھا اسلیے

ففسق عن امر ربہ قال مجاهد فی السجود لآدم اخرجه ابن ابی شیبه وابن المنذر وابن ابی حاتم ۱۲
بئس للظالمین بدلا قال قتادة بئسما استبدلوا بعبادة ربهم اذا طاعوا ابلیس لعنه الله اخرجه
ابن ابی حاتم ۱۲

اپنے رب کے حکم سے باہر ہوگیا تو پھر کیا تم (اسپر بھی اے لوگو) میرے سوا اوسکو اور اوسکی

اولاد کو اپنا دوست بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہی ہین۔ ظالمون کے لئے اللہ کے

عوض ابلیس اور اوسکی اولاد بہت ہی بُرا بدل ہے۔ اس[1] قصہ مین اس طرف بھی اشارہ ہے

کہ ان کافرونکا فخر و غرور یا اوس باغ والے کا تکبر بعینہ طریقۂ ابلیس مردود ہی جیسے شیطان نے

اپنی اصل پر فخر کیا۔ اوسی طرح یہہ مشرکین فقراء مسلمین کے ساتھہ برتاؤ کر رہی ہین۔ آیت

سے یہہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ ابلیس فرشتون کی قسم سے نہین۔ کیونکہ ابلیس کے لئے ذریت کو ثابت

فرمایا اور ملائکہ نسل و ذریت سے پاک ہین حسن[2] بصری فرماتے ہین کہ اللہ تعالی اوس قوم کو

ہلاک کرے جو کہتے ہین کہ ابلیس ملائکہ سے تھا اور اللہ تعالی تو فرماتا ہی کہ جنات سے تھا

غرض خداوند عالم نے انسان کو ہر طرحکی بزرگی دی اور شیطان سے ہر طرحکی ذلت و اہانت

پہونچی تو ایسے مہربان و رحیم کو چھوڑ اوس کے عوض دشمن رجیم کو پسند کرنا حق کی طاعت سے

منہ پہر کر شیطان کی اطاعت مین سرگرم رہنا بیشک یہہ وضع ادنی موضع اعلی ہے

جو صریح ظلم ہے۔ اور اونسے دوستی کی کوئی وجہ نہین نہ تو وہ اونکی خلقت و آفرینش مین شریک

نہ وہ خدا کے اعوان و مددگار چنانچہ خود فرماتا ہی مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا

[1] قصۂ ابلیس اگرچہ بحسب ظاہر کرر ہی لیکن حقیقت مین مکرر نہین اسلئے کہ وہ چند اغراض کو شامل ہے۔ پس ہر محل مین کسی غرض اور فائدہ کے لئے ذکر کیا جاتا ہے جو اوس مقام کے مناسب ہوتا ہے ۱۲

[2] ابن منذر و ابن ابی حاتم ۱۲

18-51

خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۖ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ۝ مین نے آسمانون اور زمین کے پیدا

کرنے اور خود اونکے پیدا کرنے مین اونکو حاضر نہین کیا تھا[1] اور مین گمراہ کرنیوالون کو مددگار

بنانیوالا نہین ہون یعنے آسمان و زمین کی پیدایش کے وقت تو اونکا پتہ بھی نہ تھا بلکہ وہ

خود اپنی پیدایش سے بھی غافل ہین۔ ابتدائی حالت تو انکی یہہ ہی پہر یہہ کس منہ سی میرے

مددگار و شریک کہلانیکے قابل ہین اور انتہائی حالت یعنی قیامت مین اونکا یہہ حال ہوگا

کہ اپنے دوستونکی مدد کرنا تو درکنار جواب تک بھی نہ دیسکین گے۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے

المضلین قال السدی الشیطین اخرجه ابن ابی حاتم وضع المضلین موضع الضمیر ذمًّا لهم[12]
عضدًا قال قتادہ ومجاهد اعوانًا اخرجه ابن المنذر[12] وعضد جمع عاضد من عضدہ معنی قواہ و اعانہ[12]

[1] یعنی ایک کی پیدایش کے وقت دوسرے کو بہی مدد کے لئے حاضر نہین کیا۔ جیسے واقتلوا انفسکو ہے۔ اور ان آیات مین اشارات ہین **ایک اشارہ** متعلق بہ حق ہے جب اللہ کو منظور ہوا کہ صفتِ لطف و صفتِ قہر کو ظاہر فرمائے تو صفتِ لطف و مہربانی کا ظہور آدم مین ہوا کہ مٹی سے بناکے نورانی خلقت جو فرشتے ہین اونکو سجدہ کرنے کا حکم فرمایا یہہ اوسکی کمالِ عنایت و رأفت ہے۔ اور صفت قہر کو ابلیس مین ظاہر فرمایا جو فرشتونکا استاد اور اونکا سردار اور عبادت مین ماہر تہا حکمِ سجدہ سنتے ہی عُجب و تکبر پیدا ہوا جس سے دو جہان مین منہ کالا ہوا۔ اور **ایک اشارہ** آدم سے متعلق ہے کہ جب انکی طینت کا خمیر چالیس صبح کرکے سرِ خلافت رکہا گیا اور وہ سرِ استعدادِ قبولِ فیضِ الٰہی بلا واسطہ ہے اللہ نے یہہ خصوصیت اونکو اور اونکی اولاد کو عنایت فرمائی ہے چنانچہ ولقد کرمنا بنی آدم ارشادِ پاک ہے۔ حدیث مین بھی اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ آیا ہے۔ اور ایک **اشارہ** ملائکہ سے متعلق ہے کہ جو نورِ روحانی اور علوی سے پیدا ہوے ہین اونکا دہ سخت امتحان ہوا کہ سجدہ جو اعلیٰ مراتبِ عبودیت اور تواضع خدا کے لئے ہے اوسکو آدم کیلئے جو مٹی سے پیدا ہوئے تھی ادا کرنے کا حکم فرمایا انہون نے خوشی سے سجدہ کیا کیونکہ لا یعصون اللہ ما امرهم

وَيَوْمَ يَقُولُ نَادُوا شُرَكَآءِيَ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُم مَّوْبِقًا

اور جس دن (اللہ تعالیٰ) فرمائیگا کہ (اے کافرو) جنکو تم اپنے زعم مین میرا شریک سمجھتے تھے

نَقُولُ حمزہ نون متکلم سے پڑھتے ہین یعنے ہم کہین گے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱۷ } ویفعلون مایؤمرون انکی شان ہی۔ اور ایک اشارۃ ابلیس سے متعلق ہی جونکہ وہ ضلالت وگمراہ کرنیکے لئے پیدا ہوا تھا اس لئے آگ سے بنایا گیا تھا اور آگ کی طبیعت مین غلبہ اور استعلا ہی اگرچہ چند روز ملائکہ کے افعال اختیار کرنے سے انکی مشابہت پیدا ہوگئی تھی یہانتک کہ انہین کے زمرہ مین محسوب ہوگیا بلکہ اُن سے اجتہاد وریاضات مین بڑہ گیا اور اونکا رئیس ومعلم کہلانے لگا لیکن جب امتحان کا وقت آیا چنانچہ مشہور مثال ہے عند الامتحان یکرم الرجل اویھان اور سجودِ آدم کا حکم فرمایا تو اوس نے اپنی اصل کی طرف رجوع کی۔ اور وہ عبادتِ ریاکاری اور مکاری کھل گئی اور معلوم ہوگیا کہ وہ جنات سے تھا اصلی کافر تھا۔ اسلئے حکمِ سجدہ سے انکار کیا (حافظ) ؎ خوش بود گر محکِ تجربہ آید بمیان تا سیہ روی شود ہر کہ درو غش باشد۔ اور ایک اشارہ ہی جو شیاطین کا عدمِ حضور خلقت کے وقت ہی کہ بعض اولیاءِ حق کو اسکی خبر ہوتی ہے جو اعداءِ حق کو نہین ہوتی تو وہ اللہ والے نورِ ازلی سے ابتداءِ تعلق قدرت کو جو بعض اشیاءِ معدومہ سے ہوتی ہے جانتے ہین اور کیفیت اخراج من العدم الی الوجود کو پہچانتے ہین۔ ہان عقلِ جزئی یہان اندھی ہے یہان ضرورت کشفِ کلی کی ہے (روح البیان)

موبقا کے معنی ابن عباس رضی اللہ عنہما مَهْلِكًا فرماتے ہین جس کو ابن منذر و ابن ابی حاتم بطریق علی روایت کی تو یہہ مُہلک ہَلَکَ سے اسم مکان ہے کیونکہ وَبَقَ کا معنی ہلک ہے تو بَيْنَهُم کا یہہ معنی ہوگا کہ جائے ہلاکی مین سب شریک رہین گے یعنے دوزخ مین جیسا کہ کہتے ہین جعلت المال بین زید وعمرو یا موبق کا معنی عداوت ہے چنانچہ حسن بصری سے مروی ہے جو مصدر میمی ہے مجازاً سبب ہلاکی یعنی عداوت پر اطلاق کیا گیا ہے۔ قتادہ نے فرمایا موبق ایک میدان ہے دوزخ کے میدانون سے حضرت انس فرماتے ہین موبق ایک میدان ہے جو پیپ اور خون کا ہے۔ غرض یہہ کہ ان مشرکین اور وہ جس کو معبود سمجھتے تھے قیامت مین ان دونون کی باہم جدائی ہوجائے گی اور اون کے درمیان تہلکۂ عظیم اور ہول شدید ہوگی۔ اور عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ اہلِ ہدیٰ اور اہلِ ضلالت مین فرق کردیا جائیگا۔ جیسا کہ وامتازوا الیوم ایہا المجرمون ہے (ملتقط من التفاسیر)

اونکو پکارو پہر انکو پکارینگے تو وہ جواب ندینگے اور ہم اونکے درمیان عداوت ڈالدینگے
زجر و توبیخ کیلیئے یہہ فرمان صادر ہوگا جنکو تم اپنے زعم مین دار دنیا مین میرا شریک سمجھتے
تھے آج اونکو پکارو تا تم کو اس مصیبت سی نکالین جسمین تم گرفتار ہو پہر وہ جواب بسبب عداوت
کے نہ دینگے یا یہہ کہ سب کے سب جارے ہلاکی مین ہونگے کیونکہ اونکی دوستی خود ہلاکی کا
سبب اور آفت کا سامنا ہی چنانچہ فرماتا ہی وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ
مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ۵ اور گنہگار آگ کو دیکھین گے اور سمجھین گے کہ
بیشک وہ اسمین گرنے والے ہین اور اس سے بچنے کی کوئی راہ نہ پائین گے۔ اب کہان جانے پناہ
ملے گی اسی دن کیلیئے قرآن مین ہر طرح سے سمجھایا گیا تھا چنانچہ فرماتا ہی وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ
لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ۵ اور البتہ ہم نے ان لوگون کیلیئے
قرآن مین ہر ایک مثال پہیر پہیر کر بیان کردی ہی۔ اور انسان سب سے زیادہ جھگڑنیوالا
ہی یعنے اس قرآن مین اگلی امتون کے قصے بھی مذکور ہین جو سبب عبرت ہین۔ اور قدرت کاملہ
کے دلائل بھی مسطور ہین جو موجب زیادتی بصیرت ہین باوجود اس کلام الٰہی اور اس بیان
شافی کے انسان جھگڑا کرنیوالا اور جھوٹی بات سے سچی بات کو رد کرنیوالا ہی۔ لیکن وہی راہ پر
آتا ہی جسکو کہ اللہ ہدایت دی اور راہ نجات دکھلاوے جب اونکے اعراض کا بیان ہوا تم

مُّوَاقِعُوْهَا۔ من مفاعلۃ الوقوع ای مخالطوها فان مخالطۃ الشیٔ لغیرہ اذا کانت قویۃ تامۃ
یقال لها مواقعۃ۔ مَصْرِفًا ای مکانا ینصرف الیہ۔ جدلا خصومۃ بالباطل وانتصابہ علی التمییز ۱۲

جو موجب اعراض ہے یعنے انتظارِ عذاب اوسکو بیان فرماتا ہی وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْٓا

اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ

يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ۝ اور جب لوگون کے پاس ہدایت آئی تو اونکو ایمان لانے

اور اپنے رب سے بخشش چاہنے سے اسی (انتظار) نے روکا کہ یا تو پہلے لوگونکا طریقہ (عام ہلاکی)

انکو بھی پیش آئے یا اونکے سامنے عذابِ (آخرت) آجائے **جب** کافرون کو انتظارِ

عذاب تھا خواہ وہ دنیوی ہو یا اخروی اور رسولون کے ذواتِ قدسیہ تو مظہر رحمت ہوتے

ہین خصوص یہہ سید الانبیا تو رحمۃ للعالمین ہین پہر عذابِ دنیوی کیسے نازل ہوگا بلکہ قوم

کی ہدایت کیلئے جہانتک ہوسکے انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی تقریرِ بے نظیر سے خوشخبریان

سناتے اور عذابِ اخروی سے ڈراتے ہین جس طرح ارشاد ہوتا ہی وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ

اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ

وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ۝ اور ہم تو رسولون کو خوشخبری دینے اور ڈرانے کیلیے

سنۃ الاولین قال قتادۃ عقوبۃ الاولین. قبلا ای عیانا وقال السدی مقابلهم فینظرون الیہ اخرجہ ابن ابی حاتم (در) یقال لقیتہ مقابلۃ وقِبَلًا وقُبُلًا وانتصاب علے الحال من الضمیر المفعول او العذاب (بیضاوی) لیدحضوا من ادحاض القدم وھو ازلاقہا ای لیزیلوا بالجدال الحق وھو مجاز من زلل القدم المحسوس لازالۃ الحق المعقول ھزؤا استھزاء ای ھو مصدر وصف بہ مبالغۃ وھو ما یستھزأ بہ وظاھرہ انہ یکون صفۃ (خفاجی)

قُبُلًا نافع و ابن عامر و ابن کثیر و ابوعمرو سانیہ کسر قاف اور فتح با کے ۔ وہ دونون قرأتون سے ایک ہی معنی ہین یا بضمتین ہوکر قبیون کی قرأت ہی قبیل کی جمع ہے معنی انواع کے یعنے انواعِ عذاب ۱۲

هُزُوًا سواے حفص کے سب قاری بجاے واو کے ہمزہ اور حمزہ تو زاء کو بھی ساکن کرتے ہین معنی ایک ہے ۱۲

لئے ہی بھیجتے ہین۔ اور جو لوگ کہ کافر ہوے جھوٹے جھگڑے کرتے ہین تاکہ اس (جھگڑے)

سے سچی بات کو جھٹلادین اور میری آیات کو اور جس سے اونکو ڈرایا جاتا ہی ٹھٹھا مقرر کیا ہی

یعنے کافر پیغمبر (قرآن) سے ناحق اور جھوٹے جھگڑے کرتے ہین اور معجزون کو اور کتابون کو ہنسی

ٹھٹھا مقرر کیا ہی۔ افسوس کہ ان بزرگون سو صرف جھگڑا کرنا ہی سوء ادب تھا علاوہ اس کے

پیغمبرے تو اونسے ہنسی بھی کرتے ہین بڑے ظالم ہین چنانچہ ارشاد فرماتا ہی۔ وَمَنْ اَظْلَمُ

مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا

اور اُس سے زیادہ کون ظالم ہی جسکو اوس کے رب کے آیات (قرآن) سے سمجھایا گیا ہو

اُس نے اُس سے منہ پھیر لیا اور اپنے کئی کو بھول گیا بیشک ہم نے اونکے دلون پر پردے ڈالدیے

تاکہ اس (قرآن) کو نہ سمجھین اور اونکے کانون ہین بوجہہ (جیسا چاہیے ویسا سُننے) نہین

اور اگر (اے پیغمبر) تم اونکو ہدایت کی طرف بلاؤگے تو بھی وہ ہرگز کبھی راہ پر نہ آئینگے

ان کافرون سے وہ گروہ مراد ہی جسکا ایمان نہ لانا حق تعالی کو معلوم تھا جب کافرون

نے اس قسم کی بدتہذیبیان کین جس سے عذاب اب تک آجاتا لیکن تاخیر عذاب

کی وجہہ اس طرح بیان فرماتا ہی۔ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا

وربك مبتدا ہی اوسکی خبر الغفور ہے ذو الرحمۃ خبر کے بعد خبر ہے ۱۲

كَسَبُوا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۚ بَل لَّهُم مَّوْعِدٌ لَّن يَجِدُوا مِن دُونِهِ مَوْئِلًا

اور تمہارا رب بڑا بخشنے والا رحمت والا ہی۔ اگر انکے کئے پر انکو پکڑلے تو جلد عذاب بھیجے

بلکہ انکے لئے ایک وعدہ ہی (جب وہ آجائیگا) تو وہ خدا کے سوا کہین پناہ نہ پائین گے۔

مغفرت کو رحمت کے پہلے لائہین یہہ نکتہ ہی کہ رذائل سے تخلیہ فضائل کے تحلیہ سے پہلے ہی

اور تاخیر ہلاکی مین یہہ مصلحت ہی کہ شاید کوئی توبہ کرلے اسی سبب سے قریش کو فرصت

دیجاتی ہی ورنہ میعاد جب پوری ہوجائیگی خواہ بدر کی لڑائی مین یا قیامت مین تو پہر انکو

کہین پناہ نہ ملیگی اور اسوقت تو تاخیر ہونی ہی چاہئے کیونکہ زمانہ رحمۃ للعلمین ہی اسلئے

عذاب عام بھی نہین ہی لیکن پچھلی امتون سے بھی تاخیر مین یہی عادت جاری رہی ہے

چنانچہ فرماتا ہی وَتِلْكَ الْقُرَىٰ أَهْلَكْنَاهُمْ لَمَّا ظَلَمُوا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِم مَّوْعِدًا

اور یہہ بستیان (عاد و ثمود کی ہین) جب انہون نے ظلم کیا تو ہمنے انکو ہلاک کردیا اور ہمنے

انکی ہلاکی کیلئے ایک میعاد مقرر کی تھی جب کافرون نے حضرت کے حکم کو تکبر سے نہ مانا تو

اللہ تعالی نے ڈرایا کہ کہین ہلاک نہ ہوجائین جیسا کہ پچھلی امتین ہلاک ہوگئین عدم کی رُ

مُهلِكِهِم نافع وابن کثیر وابو عمرو ابن عامر و حمزہ وکسائی کے ساتھ ضم میم اور فتح لام دوم کے یہہ اسم زمان یا مصدر رضال سے ہے معنی ہلاک کرنا یا وقت ہلاک کرنیکا

ع ۱

مَهلِكِهِم شعبہ کیساتھ فتح میم اور فتح لام دوم کے مصدر یا اسم زمان ہلک سے ہے حفص کی قرارت کے ہم معنی

موعد اسم مکان وھو یوم بدر و سائر ایام الفتح او یوم القیمۃ ۱۲ موئلا منجا یقال وال اذا نجا و وأل الیہ اذ لجأ الیہ والفرق بین المنجأ والملجأ فی التعدی بالی وعدمہ ۱۲ وتلک القری مبتدأ واھلکنا ھم خبر ۱۲ مہلک اور موعد یہہ دونون اسم زمان اور مصدر ہوسکتے ہین لیکن جب ایک کا معنی زمان لیا جائیگا دوسرا مصدر مقرر کیا جائے نہین تو زمانہ کیلئے زمانہ ہوجائیگا۔ پہلا مصدر دوسرا اسم زمان ہی اور اسکے عکس مین کالت ہی (خفاجی)

لی توانکو چاہیئے کہ اوس سے عبرت لیوین اور بسبب تاخیر عذاب کے دہوکہ نہ کہائین۔ پھر اب قصۂ خضر و موسٰی بیان فرمانے مین یہہ ربط ہی کہ گو موسٰی بڑے عالم تھے لیکن خضر کے پاس بعضے باطنی علوم حاصل کرنیکے لئے مشقتین اٹھاتے ہوے پہونچے۔ تم تو کچہہ موسٰی سے علم مین بڑہکر نہین۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خضر سے کمتر نہین۔ بلکہ یہہ تو سید الانبیا ہی خضر کا بھی راہنما ہی۔ ظاہر و باطن دونون کا ہادی ہی۔ اور انکی شریعت بھی آسان اور سیدہی سادہی ہی۔ ان سے تو ضرور سیکہو۔ اور آخرت اچھی کرلو۔ چنانچہ اوس قصہ کو اس طرح بیان فرماتا ہی۔ وَاِذۡ قَالَ مُوۡسٰی لِفَتٰىهُ لَاۤ اَبۡرَحُ حَتّٰۤی اَبۡلُغَ مَجۡمَعَ الۡبَحۡرَیۡنِ

قصۂ موسیٰ و خضر علیہما السلام

له اکثر علما کا قول ہی کہ یہہ موسی بن عمران وہی صاحب توراۃ صاحب معجزات ہین۔ جو اولاد یعقوب سے ہین کیونکہ اللہ پاک نے جہان اپنی کتاب مین حضرت موسی کا ذکر فرمایا ہی تو اوس سے مراد یہی صاحب توارت ہین تو اب جہان یہہ اسم مطلق کہا جاویگا تو ضرور ہی کہ اوس سے وہی صاحب مقصود ہونگے۔ اگر دوسرا شخص ہوتا تو اس طرح اوسکی صفت بیان ہونی چاہیئے تھی کہ جس سے دونون مین امتیاز ہوتا اور شبہہ باقی نہ رہتا۔ جب کسی صفت سے تمیز نہ ہوئی تو ہمنے جان لیا کہ وہی موسی بن عمران صاحب توراۃ ہین۔ اور اونکے فتی یوشع بن نون جو حضرت موسے کے مصاحب ہین۔ یہی قول صحیح تر ہی۔

لا ابرح ای لا ازال اسیر وقد حذف الخبر لدلالة حاله وهو السفر و لدلالة الغاية عليه اذ لا بد لها من مغنى لان قوله حتى ابلغ مجمع البحرين غاية مضروبة تستدعى ما هي غاية له ۱۲

لا ابرح یا تو فعل ناقص اخوات کان سے ہی جسکی خبر محذوف ہی یا تامہ ہی لا ازول کے معنی مین متعلق اسکا مقدر ہے یعنی لا ازول عما انا علیہ من السیر۔ اور لا ابرح۔ لا ازال۔ لا انفک۔ لا افتأ یہہ چارون کے ایکہی معنی ہین۔ تو یہان لا ابرح کے معنی اقیم کے ہین کیونکہ براح وہ عدم ہی تو لا ابرح عدم کو معدوم کرتا ہے۔ جو ثبوت ہی تو لا ازال اور لا ابرح ثبات عمل کا فائدہ دیتے ہین۔ تفسیر کبیر و بیضاوی ۱۲

اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ۝ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ۝
فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ۝ قَالَ اَرَءَيْتَ
اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ
وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا ۝ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ۝
فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝ اور جب

موسیٰ نے اپنے جوان کو کہا کہ میں جبتک دونوں دریا کے ملاپ تک نہ پہونچوں (چلنے سے)
باز نہ آؤنگا یا زمانۂ دراز تک چلتا ہی رہونگا۔ پھر جب وہ دونوں دو دریاؤں کے ملاپ
تک پہونچے تو اپنی مچھلی کو بھول گئے اور مچھلی نے دریا میں سرنگ بناکر اپنا راستہ کرلیا۔
پھر جب آگے بڑھ گئے تو (موسیٰ نے) اپنے جوان سے کہا کہ ہمارا ناشتہ لاؤ بیشک ہم نے اس
سفر سے تکلیف پائی ہے (جوان نے) کہا کیا تم نے بھی دیکھا جب ہم اوس پتھر کے پاس ٹھہرے

اَرَأَیْتَ نافع ہمزۂ ثانیہ کی تسہیل سے اور ورش بدال سے باتحطویل و رملی حذف
اَنْسٰنِیْهِ سوائے حفص کے سب کسرۂ ہ سے ۱۲
نَبْغِی نافع وابوعمرو وکسائی سا تھبہ اثبات یاء بعد غین کے وصل میں نہ وقف میں اور ابن کثیر کی دونوں حال میں ۱۲

او امضی والمعنی حتی یقع اما بلوغ المجمع او مضی الحقب بدون بلوغ المجمع بقرینۃ التقابل
واو علی ھذا عاطفۃ لاحد الشیئین او حتی ابلغ الی ان امضی زمانا اتیقن معہ فوات المجمع
فاو بمعنی الا والفعل منصوب بعدھا بان مقدرۃ۔ ولا یکون او بمعنی الی ان (خفاجی معدن)
سربا بفتحتین بیت فی الارض وا سربا لحیوان وسرب دخل فیہ (مختار) والتقدیر سرب فی البحر
سربا فاقیم اتخذ مقام سرب ۱۲- ان اذکرہ بدل من الہاء فی انسانیہ ای وما انسانی ذکرہ
الا الشیطان (کبیر) نبغ اصلہ نبغی فحذفت الیاء طلبا للتخفیف لدلالۃ الکسرۃ علیہا۔
قصصا مفعول مطلق لفعل مقدر من لفظہ ای یقصان قصصا من قص اثرہ اذا تبعہ ۱۲

تو مین مچھلی کو بھول گیا۔ اور مجھے تو شیطان ہی نے بھلا دیا کہ اوسکا ذکر کرون۔ اور اُس

(مچھلی) نے عجب طرح سے دریا مین اپنا راستہ بنا لیا (موسیٰ نے کہا) اسی کو تو ہم ڈھونڈہتے تھے

پھر دونون اپنے قدمون کے نشان ڈھونڈہتے ہوئے واپس پھرے۔ پھر ان دونون نے

ہمارے بندون مین سے ایک بندے (یعنی خضر) کو پایا جسکو ہم نے اپنی خاص رحمت

دی تھی۔ اور اوس کو اپنا ایک خاص علم (یعنے علم لدنی) سکھایا تھا۔ بخاری و مسلم

و ترمذی و نسائی وغیرہم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور وہ ابی ابن کعب

رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ

اللہ کے رسول (معروف) تھے۔ ایک دن وعظ و نصیحت مین مصروف تھے۔ بیان کا

وہ اثر ہوا کہ لوگون کے آنکھون سے آنسو جاری۔ ہر ایک کے قلب پر رقت طاری۔

جب وعظ ختم فرما کے پلٹے تو ایک شخص راہ مین ملا۔ اور یون معروضہ کیا۔ کہ اے اللہ

کے رسول (اور اوسکے مقبول) آپ سی بھی زیادہ روئے زمین پر عالم کہین ہی۔ آپ نے

(اپنے حسب اعتقاد) فرمایا کہ نہین ہی۔ عتاب خداوندی ہوا کہ کیون خدا کی طرف علم تفویض

سلہ فقیر نے اس طویل حدیث کو صرف بخاری سے ترجمہ کیا ہے جو تفسیر سورۂ کہف مین یہہ تین حدیثین علحدہ علحدہ ہین لیکن کسی جا بعض کو بعض سے ملا دیا۔ درمنثور اور تفسیر ابن کثیر مین ماخذ مذکور کے سوا اور راویون محدثین سے بھی روایت ہے۔ من شاء فلیرجع الیھما۔

سلہ پیغمبرون کی چھوٹی چھوٹی باتون پر بھی خداوند عالم مواخذہ فرماتا ہے۔ وہ خود ہی ادب سکھلاتا ہے۔ ایک ذرسی بات پر اونکو خضر کے پاس جانیکا حکم فرمایا۔ عاجزی و تواضع سکھلایا۔ ۱۲

کیا گیا (یعنے اللہ اعلم کہنا تھا۔ اور چپ رہنا تھا) وحی آئی کہ مجمع بحرین مین ایک ہمارا
خاص بندہ تم سے بھی علم مین زیادہ ہی۔ موسٰے نے عرض کی کہ پہر کس طرح اون سے ملاقات
ہوگی مجھے تو اونکی ملاقات کی تمنا ہی لیکن کس طرح معلوم ہوگا کہ مجمع بحرین کہان ہے
اوسکا کیا نشان ہی۔ مجھے کوئی علامت سرفراز فرما کہ اون تک پہونچون اور پہچان لون
حکم ہوا کہ اپنی زنبیل مین ایک مچھلی رکھلو۔ پہر جہان وہ گم ہوجاے وہ شخص وہین
ملیگا ڈہونڈو۔ (اس حدیث کے ایک راوی یعلی کہتے ہین کہ حکم تھا کہ مری ہوئی
مچھلی ہمراہ رکہنا چاہئے۔ تاکہ وہان کے پانی سے زندہ ہوجاوے) چنانچہ موسٰی نے
مچھلی زنبیل مین ڈالکر اپنے جوان یوشع بن نون سے فرمایا کہ اسکو ساتھ لیکر چلنا۔ جہان
یہہ مچھلی کھو جاے ساتھہ ہی مجھے اطلاع دینا۔ چلتے چلتے ایک ایسے پتہر کے پاس پہونچے
جس سے ایک چشمہ جاری تھا لوگ اوسکو آب حیات کہتے۔ جس میت کو وہ پانی
لگ جاتا۔ وہ نئی سری سے زندگی پاتا۔ حضرت موسٰی نے تو وہان نیند لی۔ اور جب
مچھلی کو اوس پانی کے بوندہ پہونچے تو زنبیل مین سے تڑپ کر دریا مین جا گری۔
جہانتک وہ جاتی پانی مین ایک سوراخ ہوجاتا۔ اور پانی ادہر اودہر سے ملنے نہین پاتا
یوشع نے کہا کہ اسوقت نہ اوٹھاؤنگا۔ لیکن جب حضرت موسٰی بیدار ہوے تو اونکو
مچھلی کا واقعہ یاد دلانا یاد نہین رہا۔ پہر وہ باقی دن اور رات چلتے رہے جب اگلے روز

صبح کا وقت آیا تو حضرت موسیٰؑ اپنے جوان سے فرمانے لگے۔ کہ ہمارا ناشتہ لاؤ اس منزل مین تو ہم بہت ہی تھکے۔ اس کہنے کا یہہ سبب تھا کہ حضرت موسیٰؑ اس سے پہلی منزلون مین نہین تھکے تھے۔ جب مقام مطلوب سے آگے بڑہے تو بہت ہی تھکے۔ یوشعؑ نے کہا کیا آپکو معلوم نہین کہ جب آپ ہم اوس پتھر کے پاس ٹھہرے تھے تو مین مچھلی بھول گیا۔ شیطان نے اوسکا یاد دلانا مجھکو بھلادیا۔ موسیٰؑ نے فرمایا یہی تو ہم چاہتے تھے۔ پھر وہ دونون اوسی راستہ سے واپس آئے۔ جب اوس پتھر کے پاس پہونچے۔ تو ایک شخص ملے جنھون نے چادر سے خود کو ڈھانپ لیا تھا۔ حضرت موسیٰؑ نے سلام کیا۔ تو انھون نے (جواب دیکر) اس طرح فرمایا کہ تمہاری زمین مین کہان سے سلام آیا۔ حضرت نے کہا کہ مین موسیٰ ہون تمہارے پاس آیا ہون۔ خضر نے کہا بنی اسرائیل کے موسیٰ۔ آپنے کہا جی ہان۔ خضر نے پوچھا کیا حال ہے کس چیز کی طلب کون سوال ہے۔ موسیٰ نے کہا اسلئے آیا ہون۔ کہ تا آپ سے علم لدنی سیکھون۔ خضر نے کہا کہ تم ہرگز میرے ساتھ نہ صبر کرسکوگے۔ کیونکہ خدا نے جو علم مجھے عنایت فرمایا ہے تم نہین جانتے۔ اور جو علم اوس نے تم کو سرفراز کیا ہے اوسکو مین نہین سمجھتا۔ ایک چڑی نے اوس دریا سے چونچ مین پانی لیا۔ حضرت خضر نے کہا کہ تمہارا اور میرا علم اللہ کے علم کے سامنے اسی طرح ہے جس طرح یہ کہ اس پرندہ نے دریا سے پانی لیا۔ پھر آپنے فرمایا کہ جو چیز تمہارے سمجھ مین نہ آئی اوس پر تم کیسے صبر کرسکوگے موسیٰ نے کہا انشاء اللہ مین

علم لدنی

برداشت کرونگا۔ اور کسی حکم کو آپکے نہ ٹالونگا۔ خضر نے کہا کہ اگر تم میری پیروی کرتے ہو۔ تو مجھ
سے کوئی بات نہ پوچھو۔ جب تک کہ مین خود ہی تم سے اوسکا بیان نہ کرون۔ اوس سے پہلے کوئی بیان
نہ کرون۔ پہر وہ دونون چلتے چلتے کنارہ دریا پر پہونچے۔ ایک کشتی اودہر سے گذری تو سوار
ہونیکے لئے کرایہ پوچھنے لگے کشتی والون نے حضرت خضر کو پہچان کے بے کرایہ کے سوار کروالیا
خضر نے بسولے سے اوس کشتی کا ایک تختہ نکالدیا۔ موسیٰ نے کہا کہ جس قوم نے بغیر کرایہ کے ہمکو
سوار کروایا تھا۔ آپنے انہین کی کشتی پھوڑ ڈالی۔ اور اونکے ڈبونے کی اچھی ترکیب نکالی
اور تم نے یہہ اچھا کام نہین کیا۔ خضر نے جواب دیا۔ کہ مین نے کیا نہین کہا تھا۔ کہ تم سے صبر
نہین ہوسکیگا۔ موسیٰ نے عذر کیا کہ میری بھول پر مجھسے مواخذہ نہ کرو۔ اور میرے معاملہ
مین اسقدر سختی کرنے سے درگذرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ پہلی مرتبہ
موسیٰ کو نسیان ہوا تھا پہر کشتی سے نکل کر کنارہ پر چلے۔ تو ایک لڑکا ملا جو لڑکون مین کہیل رہا
تھا حضرت خضر نے اوسکو مار ڈالا۔ موسیٰ نے اونسے کہا تم نے اس بے گناہ لڑکے کی ناحق جان
لی۔ بہت ہی بری بات کی۔ خضر نے کہا مین تم کو کہہ چکا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کرسکوگے
موسیٰ نے کہا کہ اگر اسکے بعد کوئی بات پوچھون تو آپ مجھے اپنے ہمراہ نہ رکہنا کیونکہ
آپ میری معذرت کو قبول کر چکے۔ پہر دونون چلے۔ ایک گانون مین پہونچے۔ انہون نے
ضیافت سے انکار کیا۔ اوسی گانون مین ایک دیوار تہی۔ جو گرا چاہتی تھی۔ حضرت خضر نے

اوسپر ہاتھہ پھیر کر سیدہی کردی۔ حضرت موسیٰؑ نے اس طرح تقریر کی۔ کہ ہم جس قوم کے پاس
آئے۔ نہ انہون کہانا کہلایا نہ ہماری ضیافت کی۔ اگر تم چاہتے تو اس کام کی مزدوری لیتے
خضر نے کہا لو اب مجھہ مین اور تم مین جدائی ہی۔ جن باتون پر تم سے صبر نہ ہوسکا ابھی
تمکو اونکی اصل حقیقت بتا دیتا ہون۔ سنو کہ کشتی اون مسکینون کی تھی جو دریا مین
(اوسکے ذریعہ سے) محنت مزدوری کرتے تھے مین اسلئے اوسکو عیب لگا یا کہ آگے ایک
بادشاہ تھا جو کشتیان جبراً چھین لیتا تھا۔ جب اسکو عیب دار دیکھیگا تو چھوڑ دیگا۔ پھر
جب وہان سے نکل جائینگے تو کشتی درست کرلیکر اپنی اوقات بسر کرینگے اور وہ لڑکا کافر
تھا اوسکے مان باپ ایماندار تھے۔ ہمین خوف ہوا کہ کہین اوس لڑکے کی محبت سے وہ
دونون اوسکا دین نہ اختیار کرلین اسلئے خدا کو منظور ہوا کہ یہہ قتل ہوجائے اور اوسکے
عوض انکو اور اولاد ملے جو تقویٰ وصلاح مین صلۂ رحمی اور والدین سے سلوک کرنے مین
اوس سے بہتر ہو چنانچہ اون کے پاس لڑکی پیدا ہوئی۔ اب رہی دیوار وہ شہر کے دو یتیم
لڑکون کی تھی۔ اور دیوار کے نیچے انہین لڑکون کا خزانہ تھا۔ اور ان لڑکونکا باپ ایک
نیکبخت تھا پس تمہارے رب نے یہہ چاہا کہ وہ جوان ہوکر اپنا خزانہ نکال لین۔ پروردگار
کی یہہ ایک مہربانی تھی۔ اور یہہ مین نے از خود نہین کیا یہہ اُسکا راز ہی کہ جن باتون پر
تم سے صبر نہ ہوسکا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہماری آرزو تھی کہ اگر موسیٰ

صبر کرتے تو اون دونون کا قصہ ہمارے سامنے اور بیان کیا جاتا انتہی جب خضر و موسے
علیہما السلام کی ملاقات کا ذکر ہوچکا تو وقتِ ملاقات جو دونون مین باہم گفتگو ہوئی اوسکو
بیان فرماتا ہی قَالَ لَهٗ مُوسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ۝ قَالَ اِنَّكَ
لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ۝ قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ
صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ۝ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ
مِنْهُ ذِكْرًا ۝ فَانْطَلَقَا حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا
لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ۝ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ
بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ۝ فَانْطَلَقَا حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ قَالَ
اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ۝ موسیٰ نے اونسے (یعنی خضر سے)
کہا کیا مین تمہارے ساتھہ ہون اس شرط پر کہ جو علم نافع تمکو سکھلایا گیا ہی مجھکو بھی اوس سے
کچھہ سکھلاؤ (خضر) نے کہا تم ہرگز میرے ساتھہ صبر نہ کرسکوگے اور جو تمہارے سمجھہ مین
نہ آوے اوسپر تم کیونکر صبر کرسکوگے موسیٰ نے کہا انشاء اللہ مجکو صبر کرنیوالا پاؤگے اور
تمہارے کسی حکم کا خلاف نہ کرونگا۔ (خضر نے کہا اے موسیٰ) اگر تم میری پیروی کرتے
ہو تو پہر مجہسے کوئی بات نہ پوچھو جبتک کہ مین خود تم سے اوسکا بیان نہ کرون۔ پہر دونون

تُعَلِّمَنِیْ نافع و بصری ساتھہ زیادت یا کے بعد نون کے وصل مین نہ وقف مین
رَشَدًا ابوعمرو ساتھہ فتح زا و شین کے دونون کے ایک ہی معنی ۱۲
فَلَا تَسْـَٔلَنِّیْ نافع و شامی ساتھہ فتح اور تشدید نون کے اور ابن
لِیَغْرَقَ اَهْلُهَا حمزہ و کسائی ساتھہ یاء غائب مفتوح کے باب ضرب سے اور ضم لام اہل کا معنی یہہ ہونگے کہ تا غرق ہوویں کشتی والے ۱۲

زَاكِيَةً نافع و ابن کثیر و ابو عمرو ساتھہ الف اور تخفیف یاء کے ایک ہی معنی ہین ۱۲
نُكُرًا نافع و ابن ذکوان و شعبہ ساتھہ ضم کاف کے ۱۲

اِمْرًا ماخوذ من امر بمعنی عظم وقال الکسائی معنی امرًا داهیًا منکرًا من امر بمعنی کثر (خفاجی) وقال مجاهد اِمْرًا ای
منکرًا (بخاری) ولا ترهقنی ولا تغشنی یقال رهقه اذا غشیه وعسرًا مفعول ثان لترهق ۱۲

چلے یہانتک کہ جب کشتی مین سوار ہوے (خضر نے ایک تختہ نکالکر) اوسکو توڑ ڈالا

(موسیٰؑ نے) کہا کیا تم نے کشتی کے لوگون کو ڈبانیکے لئے اوسکو توڑ ڈالا بیشک تم نے

(یہہ تو) بڑا ہی خوفناک کام کیا (خضر نے) کہا کیا مین نے نہین کہا تھا کہ تم میرے ساتھہ

ہرگز صبر نہ کر سکوگے (موسیٰ نے) کہا میرے اس بھول جانے پر مجھسے مواخذہ نہ کرو اور

میرے معاملہ مین اسقدر مجھپر سختی نہ کرو۔ پھر وہ (کشتی سے نکلکر) چلے یہانتک کہ ایک

لڑکے سے ملے (خضر نے) اوسکو مار ڈالا (موسیٰؑ نے) کہا تم نے بغیر بدلے کسی جان کے

ایک بیگناہ کی جان لی بیشک تم نے بری بات کی حضرت موسیٰؑ کا یہہ کہنا کہ جو کچھہ تمکو

علم لدنی سکھلایا گیا ہے مجھے بھی اوسمین سے کچھہ سکھاتے ہو تو مین تمہاری

اتباع کرنے مستعد ہون۔ اس قصہ مین موسی علیہ السلام نے کسقدر تواضع کی۔ اور کس

ادب سے گفتگو کی۔ پہلے تو آپ اپنی ذات کو خضر کا تابع بناتے ہین۔ پھر اس پیروی

کی بھی اجازت چاہتے ہین۔ اور اپنے لئے عدم علم اور اونکے لئے علم ثابت کرتے ہین۔

حضرت موسیٰؑ نے ہر ایک کیلئے یہہ طریقہ بتلادیا کہ جب علم سیکھنے جاوے تو تواضع اختیار

کرے۔ اور مرید صادق کو بھی چاہئے کہ مرشد کی اتباع مین سرگرم رہے۔ مال و اولاد جاہ

و منصب علم و فضل سب سے ہاتھہ دہو ڈالے۔ مرشد کے سامنے خود کو ایک جاہل محض سمجھے

حافظ

ملا بعضے کہتے ہین کہ بازو کا تختہ تھا اور بعضے کہتے ہین کہ نیچے کا تھا لیکن بسبب کرامت خضر کے پانی نہین آیا۔ ۱۲

خاطرت کے رقم فیض پذیرد ہیہات	مگر از نقش پراگندہ ورق سادہ کنی

وہ جس بات کا حکم کرے اوسکو بجالاوے اور جس سے منع کرے اوس سے باز رہے۔ دیکھو کہ
کلیم اللہ ہین۔ اور بنی اسرائیل کے مقتدا ہین توارت اونپر اتری۔ جبرئیل اون کے
پاس آتے ہین۔ لیکن آپ نے سب چھوڑکر اونکی اتباع کا کامل ارادہ فرمالیا تھا۔ اور یہہ بھی آداب
مرید سے ہی کہ اپنے ارادہ مین ثابت وقائم رہی۔ اگرچہ اوسکا مرشد صدق۔ ارادت کا
امتحان لینے کیلئے باربار رد کرے۔ لیکن کسی حال اوسکی چوکھٹ نہ چھوڑے۔ اور اپنے کو
مکھی سے بھی کم سمجھے کہ اوسکو بار بار ہانکو پہر وہ آتی ہی۔ جیسے کلیم اللہ کا حال تھا کہ خضر
باربار فرماتے ہین کہ تم سے صبر نہین ہوسکے گا اور اونکو واپس کرنا چاہتے ہین لیکن وہ
اونسے اقرار کرتے جاتے ہین کہ انشاء اللہ تم مجھے صابر پاؤگے۔ کہتے ہین کہ اسکا کیا سبب ہے
کہ حضرت اسمعٰیل نے تو صبر کیا اور حضرت موسیٰ سے صبر نہ ہوسکا۔ جواب دیتے ہین کہ
حضرت موسیٰ سیکھنے کی غرض سے حضرت خضر کی صحبت مین آے تھے۔ اور متعلم کو
کہان صبر آتا ہی جبتک کہ اوستاد سے نہ سمجھ لے۔ اور حضرت اسمعٰیل اوسوقت مقام
رضا وتسلیم مین تھے۔ غرض اوسوقت دونون اپنے اپنے مقام مین تھے۔ اور حضرت
خضر کا یہہ فرمانا کہ اے موسیٰ اگر تم میری پیروی کرتے ہو تو پہر مجھہ سے کوئی بات نہ پوچھو
جبتک کہ مین خود تم سے اسکا بیان نہ کرون اس مین اشارہ ہی کہ شیخ کے اقوال اور افعال

[illegible] حرکات وسکنات پر اوسکے اعتراض نہ کرے۔ تمامی حالات مین اوسکا [illegible] رہی۔ اگرچہ کوئی معاملہ اوس کا بسبب قصور فہم مخالف عقل و شرع نظر آوے تو اوسکا انکار نہ کرے اور اوس سے بدگمان نہ ہووے۔ بلکہ ہمیشہ اوس سے حُسن ظن رکھے اور اعتقاد رکھے کہ وہ اپنے معاملات مین مجتہد مصیب ہی جو کچھہ قصور ہو اپنی قلت عقل اور کم فہمی کی طرف منسوب کرے۔ رباعی

نیکو نکو نہ ٹھہرائیے بدا سے فرزند	ایک آدہ ادا اون کی اگر ہو نہ پسند
کچھہ نقص انار کی لطافت مین نہین	ہو اوسمین اگر گلے سڑے دانے چند

لیکن جب تمامی باتین اوسکے خلاف شرع ہو جائین تو دوسرے شیخ کی طرف نقل کرے لیکن اوسوقت بھی اوسکو برا نہ کہے۔ اور ہر وقت شیخ سے سوال بھی نہ کرے نہ قال سے نہ حال سے حکایت حضرت لقمان نے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر دیکھا کہ آپ زرہ[1] کے کڑیان بنا رہے تھے چونکہ لوہا آپ کے ہاتھہ مین مثل موم تھا۔ لقمان نے اوس سے پہلے کبھی دیکھا بھی نہین تھا تعجب سے پوچھنا چاہا لیکن حکمت نے آپ کو پوچھنے سے باز رکھا۔ جب تیار ہو چکا تو حضرت داؤدؑ نے اوسکو پہنکر فرمایا کہ یہہ لڑائی کے لئے اچھا زرہ ہی بعضون نے کہا کہ آپ ایک سال سے آتے جاتے اونکو دیکھتے تھے لیکن سوال نہین کیا تھا مشہور قول ہی۔ اِنْ کَانَ الْکَلَامُ مِنْ فِضَّۃٍ فَالسُّکُوْتُ[2]

[1] حلقہ جو لڑائی کے وقت پہنتے ہین۔ [2] اگر کلام مثل نقرہ ہے۔ تو خموشی سونا ہے ۱۲

مذہب۔ ایک عارف فرماتے ہین کہ سکوت دو قسم پر ہی ایک زبان کی خموشی کہ کوئی بات چیت ماسوی اللہ کی غیر حق سے نہ کرے۔ اور ایک سکوت قلب ہے کہ کوئی خطرہ دل پر نہ آئے۔ تو جس نے زبان کو روکا گو دل نے سکوت اختیار نہ کیا تو بھی اوسکے گناہ کم ہو گئے۔ اور جو دل کو روک لیا اور زبان سے مباح گفتگو کرتا رہا تو وہ حقیقت مین زبان حکمت سے گفتگو کر رہا ہی۔ اور جسکی زبان و دل دونون سکوت مین ہون اوسکو تجلیات رب کا مشاہدہ ہو۔ اور جس کا دل بھی خاموش نہین اور زبان پر بھی مہر سکوت نہین تو اوسپر شیطان حاکم اور وہ ابلیس کا خادم ہی۔ تو آدمی کو چاہئے کوشش کرے کہ دل مین اپنے مرشد سے انقباض نہ ہو۔ اور زبان پر بھی کوئی اعتراض نہ ہو۔ ماسوی اللہ کو بھول جائے۔ اور یاد حق مین بھول جائے۔ غرض سکوت کے فوائد بیشمار ہین اور کیا ہی خوب خموشی کے متعلق یہ چند اشعار ہین۔ **نظم**

در بارگاہ حضرت سلطان سخن مگو	در کوے اختیار بدست زبان مدہ
از دل بپرس ہر چہ بگوید ہمان بگو	تا مشورت بدل نکنی دل بدان مدہ
دل ہم اگر ز بادۂ توحید مست شد	ہشیار باش در کف دل ہم عنان مدہ
بیرون در بخلق بر آئین خلق باش	کس را بسوے راز درون نشان مدہ
صد سر درین رہ از پے یکحرف میرود	خاموش باش ہان سر خود رائیگان مدہ



جب حضرت خضرؑ نے اوس لڑکے کو قتل کرڈالا تو حضرت موسیٰؑ نے اگرچہ بہیترا ضبط کیا۔ مگر بغیر پوچھے رہ نہ سکے شتابانہ لہجے مین کہا کہ تم نے یہہ کیا کیا کہ ایک بیگناہ پاک لڑکے کو مارڈالا حضرت خضر نے اس طرح جواب دیا۔ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ

لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ (خضر نے) کہا کیا مین تم کو نہین کہہ چکا تہا

کہ بیشک تم میرے ساتھہ صبر نہ کرسکوگے۔ جب موسیٰ علیہ السلام دوبار اعتراض کرچکے تہے اس لئے حضرت خضر نے اس بار لفظ لَكَ زیادہ فرمایا کیونکہ موقع عتاب مین بار بار بالمشافہہ کہنا زیادتی عتاب پر دلالت کرتا ہی۔ اسی سے معلوم ہوا کہ تفہیم کے کل تین مرتبے ہین۔ تین بارتک نصیحت کرنا اور سمجہا دینا بس کرتا ہی۔ غرض موسی علیہ السلام پشیمان ہوکر اس طرح جواب دیتے ہین قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ

عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ۝ (موسیٰ نے)

کہا اگر اسکے بعد تم سے کوئی بات پوچہون تو مجہکو ساتھہ نہ رکھو۔ بیشک تم میری معذرت کو قبول کرچکے۔ کیونکہ مین تم پر دوبار اعتراض کرچکا ہون اور اب عذر کا موقع بھی باقی نہین رہا۔ اگر ابکے پوچہون تو مجہے ہمراہ نہ رکہنا پہر خضر و موسی علیہما السلام

لَدُنِيْ نافع ساتھہ تخفیف
لَدْنِيْ شعبہ ساتھہ سکون دال تخفیف نون کے اور بعد سکون دال اور نون کے پیش دوسری ساتھہ اختلاس ضمہ دال

آگے بڑہی تاکہ کسی موقع پر خضر علیہ السلام اپنے علم باطنی کو ظاہر کرین جس طرح کہ فرماتا ہی فَانْطَلَقَا حَتّٰىٓ اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ ۨاسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ۭ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ۔ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۔ پھر دونون چلے یہانتک کہ ایک گاؤن کے لوگون کے پاس آکر اونسے کہانا مانگا انہون نے انکی ضیافت سے انکار کیا پھر اسی گاؤن مین ایسی دیوار ملی جو گرا چاہتی تھی (خضر علیہ السلام نے) اوسکو سیدہی کر دیا۔ (موسیٰ علیہ السلام نے) کہا اگر تم چاہتے تو اس کام کی مزدوری لیلیتے۔ (خضر نے) کہا لو اب مجھہ مین اور تم مین جدائی ہی۔ جن (باتون) پر تم صبر نہ کرسکے اُسکی اصلی حقیقت ابھی مین تم کو بتا دیتا ہون۔ آدس گاؤن والون سے کہانا طلب کرنا یا تو اسلئے تھا کہ حالتِ اضطرار ہو یا یہہ کہ حقِ واجب تھا کیونکہ مہمان مسافر محتاج کی مہمانداری ہماری شریعت مین بھی پہلے واجب تھی بعد زکواۃ فرض ہونیکے مستحب ہوگئی لیکن اس سے سوال کا جواز سمجھنا بالکل باطل اور تحریفِ معنوی ہے اور احادیثِ صحیحہ سوال کی حرمت مین بہت ہین۔ اور حضرت خضر نے دیوار پر ہات پھیر کر سیدہی کر دی جس طرح کہ صحیحین کی حدیث مین گذرا۔ اور یہہ فعل خرقِ عادت ہوا۔ پھر حضرت خضر علیہ السلام ہر ایک اپنے فعل کی حکمت اور اصلِ حقیقت اس طرح بیان کرتے ہین اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ

لَتَّخَذْتَ
...یرو ابو عمرو ساتھ
...ت تا اور اولی اور
...ا کے بعضون نے
...یہہ تا یا اصلی ہے
...مادہ تخذ بروزن
...ع ہے ١٢

اخرج ابن ابی حاتم عن السدی فی قولہ ان ینقض قال یسقط (د ر) ١٢

يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا

وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَاَرَدْنَآ

اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ۚ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ

فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا

وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ۭ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ

عَّلَيْهِ صَبْرًا ۔ لیکن کشتی (کی سنو کہ) اُن مسکینون کی تھی جو دریا مین (اوسکے ذریعہ سے)

مزدوری کرتے تھے مین نے اسلئے اسکو عیب لگا دیا کہ اُن کے آگے ایک بادشاہ تھا جو

ہر کشتی کو زبردستی چھین لیتا تھا۔ اور وہ جو لڑکا تھا اوسکے مان باپ ایماندار تھے ہمکو

اندیشہ ہوا (ایسا نہ ہو) کہ اپنے والدین کو سرکش اور کافر بناوے۔ پھر ہم نے چاہا کہ اون دونکا

رب اونکو ایسا بدلا دیوے جو پاکیزگی اور شفقت مین اوس (لڑکے) سے بہتر ہووے۔ اور

دیوار جو تھی اون دو یتیم لڑکون کی تھی جو اوس شہر مین تھے اور اوس (دیوار) کے نیچے اون

لڑکون کا خزانہ تھا اور اونکا باپ نیک تھا۔ اسلئے تمہارے رب نے چاہا کہ وہ دونون جوانی کو

پہونچین اور اپنا خزانہ نکال لین۔ تمہارے رب کی مہربانی ہی۔ اور یہہ مین نے اپنی اختیار سے

وراء کا اطلاق قدام و خلف دونون پر ہوتا ہے کیونکہ وہ اضداد سے ہی اگرچہ مشہور معنی پیچھے کے ہین لیکن یہان بخاری کی حدیث سے آگے کا معنے لیا گیا ۱۲۔ اخرج ابن ابی شیبہ وابن المنذر وابن ابی حاتم عن عطیۃ فی قولہ خیرا منہ زکوٰۃ قال دینا واقرب رحما قال مودۃ فابدلا جاریۃ ولدت نبیا۔

اَنْ يُّبَدِّلَهُمَا | رُحُمًا
نافع و ابو عمرو سا تھ فتح با اور تشدید دال کے تبدیل سے | ابن عامر ساتھ ضمہ میم کے ۱۲

سرکشی اور کفر کرکے اپنے والدین پر غالب نہ آجاوے

نہین کیا تھا۔ یہہ اوسکی اصلی حقیقت ہے جس پر تم صبر نہ کرسکے۔ جب عیب لگانے کا ذکر
آیا تو حضرت خضر نے اوس ارادہ کو اپنی ذات کی طرف منسوب کرکے اس طرح فرمایا
فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِیْبَهَا اور جب قتل کا ذکر آیا تو جمع سے تعبیر فرمایا یعنے اپنی طرف اور اللہ
کی طرف بھی نسبت کی یعنے غلام کو ہلاک کرنا تو انکا فعل ہے۔ اور دوسرا بدل دینا یہہ محض
فعل حق ہے جب یہہ دو فعلون پر شامل تھا تو ضمیر مشترک لایا۔ اسلئے فَاَرَدْنَآ اَنْ یُّبْدِلَهُمَا
فرمایا اور جب رعایت مصالح یتیمون کا ذکر ہوا تو اوسکی اضافت اللہ کی طرف کی فَاَرَادَ
رَبُّكَ فرمایا کیونکہ وہی آبا رِ صالح کا خیال فرماکے اولاد پر شفقت فرماتا ہے۔ یا بسبب اختلاف
حال عارف کے ہے کیونکہ ابتدا مین وہ اپنی ذات کو موثر سمجھتا ہے اسی واسطے ارادہ کو
اپنی ذات کی طرف منسوب کیا۔ پھر جب خیال آیا کہ بے تائید حق کوئی کام نہین بن سکتا تو
دونون کی طرف نسبت جمع متکلم مع الغیر مین لگئی۔ پھر معلوم ہوا کہ اسکا کچھہ دخل نہین موثر
و مرید وہی ایک اللہ کی ذات پاک ہے تو ارادہ کی نسبت بھی صرف اوسی کی طرف لگئی
یہی مقام فنا ہے کَانَ اللّٰهُ وَلَمْ یَكُنْ مَعَهٗ شَیْءٌ وَهُوَ الْاٰنَ كَمَا كَانَ اب رہی یہہ بحث
کہ خضر نبی تھے یا ولی بعضون نے کہا کہ وہ نبی تھے کیونکہ نبی غیر نبی سے کس طرح تعلیم پائیگا
لیکن یہہ استدلال ضعیف ہے اسلئے کہ نبی اوسی علوم مین تعلیم نہین پاسکتا جس کے سبب سے
وہ نبی ہوا ہے لیکن اُسکے سوا دوسرے علوم مین کیا حرج ہے۔ اور یہہ خضر علیہ السلام کا کہنا کہ جو کچھہ مین نے

بحث خضر نبی ہیں یا ولی۔

کیا اللہ کے حکم سے کیا یہ بھی کوئی نبوت کی قوی دلیل نہین ہی کیونکہ یہ ہو سکتا ہی کہ بطور کرامات والہامات ہو صوفیۂ صافیہ رحمۃ اللہ علیہم کہتے ہین کہ وہ ولی ہین اور ابتک زندہ ہین [1] طبقات مین مذکور ہی کہ بہت سے اولیا سے ملے ہین حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کے وعظ مین حضرت خضر اکثر آئے ہین چنانچہ حضرت اثنائے وعظ مین فرماتے قِفْ یَا اِسْرَائِیْلِی وَاسْمَعْ کَلَامَ الْمُحَمَّدِیْ یعنے اسرائیلی ٹھہر وا ور کلام

---

[1] امام نودی نے تہذیب مین ذکر کیا کہ اکثر علمار نے کہا کہ خضر زندہ ہم مین موجود ہین۔ اور اس قول پر صوفیۂ و اہل صلاح و اہل معرفت کا اتفاق ہے۔ اور ان لوگون نے خضر کے دیدار کی اور اون کے ساتھ ایک جا جمع ہونے کی اور اون سے سوال کرنے اور جواب پانے اور مقامات متبرکہ مین اون کے پائے جانے کی اسقدر حکایات کثرت سے ذکر کی ہین کہ شمار سے باہر ہین اور ایسی مشہور ہین کہ ذکر کرنے کی ضرورت نہین۔ اور شیخ ابن الصلاح نے کہا کہ خضر زندہ ہین جمہور علمار و صلحا کے نزدیک اور اون کے زندہ ہونے سے صرف بعضے محدثین نے بطور شذوذ انکار کیا ہے الخ۔ اور اوس حدیث کا جواب کہ سو برس مین روئے زمین کے لوگ سب مرجائین گے اس طرح ہی کہ آپ نے روئے زمین والون کا مرجانا بیان کیا ہے اور خضر اوسوقت روئے سمندر پر تھے یا یہہ کہ وما من عام الا وخص عنه البعض مین شامل ہین۔ اور ابن عبد البر نے تمہید مین ذکر کیا کہ خضر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آئے اور ملاقات کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد جب اہل بیت غسل دینے کو تیار تھے تو صرف آواز سے تعزیت ادا کی۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے لوگون کو تبلایا کہ یہہ خضر ہین اور ایک دلیل یہ بھی حیات خضر پر ہے کہ جامع ترمذی و صحیح بخاری کی روایات مین واقع ہے کہ جس نے اوس چشمہ سے پایا گئی حیات پاتا ہے وجہ تسمیۂ خضر ابن کثیر نے امام احمد و بخاری کی حدیث سے اس طرح بیان کیا کہ سوکھی گہانس پر آپ بیٹھے تو وہ اون کے نیچے ہری ہو کر لہلہانے لگی ۱۲۔

محمدی سنو شیخ ابو سعد قیلوی[1] فرماتے ہین کہ حضرت شیخ عبد القادرؓ کی مجلس شریف
مین ابو العباس خضر کو بہت مرتبہ دیکھا ہون کہ وہ وہان حاضر رہتے مین نے پوچھا
تو فرمایا مَنْ اَرَادَ الْفَلَاحَ فَعَلَيْهِ بِمُلَازَمَةِ هٰذَا الْمَجْلِسِ شیخ[2] جمال الدین ابو محمد سے
کسی نے پوچھا کہ خضر علیہ السلام زندہ ہین یا انتقال کیا آپنے فرمایا کہ مین نے اونسے
ملاقات کی آخر حکایت یہ ہے کہ مین نے خضر سے حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کا
حال پوچھا تو انہون نے فرمایا وَمَا اَوْصَلَ اللّٰهُ وَلِيًّا اِلٰى مَقَامٍ اِلَّا وَكَانَ الشَّيْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ
اَعْلَاهُ وَلَا سَقَى اللّٰهُ حَبِيْبًا كَاسًا مِنْ حُبِّهٖ اِلَّا وَكَانَ الشَّيْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ اَهْنَاهُ وَلَا وَهَبَ اللّٰهُ
لِمُقَرَّبٍ حَالًا اِلَّا وَكَانَ الشَّيْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ اَجَلَّهٗ وَقَدْ اَوْدَعَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى سِرًّا مِنْ اَسْرَارِهٖ
سَبَقَ بِهٖ جُمْهُوْرَ الْاَوْلِيَاءِ وَمَا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلِيًّا كَانَ اَوْ يَكُوْنُ اِلَّا وَهُوَ مُتَاَدِّبٌ مَعَهٗ
اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ یعنی اللہ تعالیٰ نے کسی ولی کو کسی مقام نہین
پہونچایا مگر یہ کہ شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ اوس سے بھی اعلیٰ تھے اور اللہ تعالیٰ
نے کسی حبیب کو کوئی جام نہین پلایا مگر یہ کہ حضرت رضی اللہ عنہ اوس سے زیادہ
سیراب ہونیوالے تھے اور کسی مقرب کو اللہ تعالیٰ نے کوئی حال نہین سرفراز
فرمایا مگر یہ کہ آپ اوس سے بھی بزرگ تر تھے حال یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے

[1] بہجۃ الاسرار صفحہ ۹۵۔ [2] بہجۃ الاسرار صفحہ ۱۷۳۔

اسرار سے آپ مین ایک بہرہ ودیعت رکھا جس سے آپ جمہور اولیا پر سبقت لیگئے اور اللہ تعالیٰ کوئی ولی گذشتہ یا آیندہ ایسا نہین بنایا مگر یہ کہ حضرت موصوف سے قیامت تک ادب کرتا رہے گا اللہ تعالیٰ اون سب سے راضی ہووے۔ اون کا فقیر عرض کرتا ہی کہ یہہ ما و شما کا کلام نہین جو محبت پر مبنی ہو یہ نقیب الاولیا خضر علیہ السلام کا کلام ہی۔ یہ منکرون کے لئے الزام تام ہی حبیب و محبوب کا فرق کرنیوالے کبھی ذرا غفلت سے بیدار ہون۔ ولاسقی اللہ حبیبا الخ کو ذرا غور سے دیکھین انکے ملمع کاری سب کھل جاویگی۔ آپ مین حبیبیت اور محبوبیت کی شان عظمت نظر آئیگی۔ ع۔ ان احولون کو ایک کبھی سوجھتا نہین۔ **قطعہ**

اے رفتہ قدم بر قدم شاہِ رُسل	در پیروی او شدہ ہادیِ سُبل
قَدْ فُزْتَ مِنَ الْفَضْلِ بِمَا فَاتَ النَّاس	مِنْ ذٰلِکَ فُقْتَہُمْ وَجَاوَزْتَ الْکُلّ

دوسری بحث یہ ہی کہ علم دو قسم پر ہی ظاہری و باطنی چنانچہ خداوند عالم نے حضرت خضر کی نسبت فرمایا وَعَلَّمْنَاہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا یعنے اونکو اپنے جانب سے ایک خاص علم (یعنے لدنی علم) سکھلایا تھا۔ اس آیت مین اوسی علم ربانی کی طرف اشارہ ہی ورنہ ہر ایک علم اوسی کے طرف سے ہی۔ فرق یہ ہی کہ بعض علوم بواسطہ تعلیم خلق ہوتے ہین اونکا نام علم لدنی نہین۔ بلکہ علم لدنی وہ ہی کہ جو قلب مین

علم ظاہری و باطنی کا بیان

بدون کسی سببِ خارجیِ معتاد کے حاصل ہو۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ کا حضرت خضرؑ سے کہنا هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰۤى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا یعنے کیا مین تمہاری پیروی کرون بشرطیکہ جو علمِ نافع تم کو سکھلایا گیا ہی مجھکو بھی کچھ اوس سے سکھلاؤ۔ اور بخاری کی حدیث جو اسی قصہ کی تفسیر مین ہی اوسمین ہی کہ حضرت خضرؑ نے موسیٰؑ سے اسطرح فرمایا کہ اَنْتَ عَلٰی عِلْمٍ وَّاَنَا عَلٰی عِلْمٍ یعنے تم کو ایک علم ہی اور مجھے بھی ایک علم ہی اور بخاری کی وہ حدیث جو پارہ اول بابِ حفظ العلم مین ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وِعَائَیْنِ فَاَمَّا اَحَدُهُمَا بَثَثْتُهٗ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهٗ قُطِعَ هٰذَا الْبُلْعُوْمُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْبُلْعُوْمُ مَجْرَى الطَّعَامِ یعنے ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو ظرف علم کے یاد رکھتا ہون۔ لیکن ایک کو تو اون دونون مین سے منتشر کردیا اور اگر دوسرے کو پھیلا دون تو میرا گلا کٹ جائیگا علامۂ قسطلانی[1] اسی کی شرح مین فرماتے ہین کہ

[1] قال القسطلانی فی الشق الثانی والمراد بہ علم الاسرار المصون عن الاغیار المختص بالعلماء باللہ من اہل العرفان والمشاہدات والاتقان التی ہی نتیجۃ علم الشرائع والعمل بما جاء به الرسول صلی اللہ علیہ وسلم والوقوف عند ما حدہ وہذا لا یظفر بہ الا الغواصون فی بحر المشاہدات ولا یسعد بہ الا المصطفون بانوار المشاہدات فقد ظہر ان الاستدلال بذلک بطریق القوم فیہ ما فیہ علے انہم فی غنیۃ عن الاستدلال اذ الشریعۃ ناطقۃ بادلتہم ومن تصفح الاخبار وتتبع الاثار مع التامل والاشارۃ بنور اللہ ظہر لہ ما قلتہ واللہ یہدینا

علمِ اول سے مراد احادیث ہین اور علمِ ثانی سے یا تو اخبارِ[1] فتن یا علمِ اسرار مراد ہی جو محفوظ عن الاغیار اور علماء باللہ اہلِ عرفان و مشاہدات کیلئے خاص ہی جو نتیجہ شریعت ہی۔ وہی لوگ اوسکو پاتے ہین۔ جو مجاہدات کی دریا مین غوطہ لگاتے ہین۔ اور انہین کو یہ علم ہوتا ہی جو انوارِ مشاہدات سے برگزیدہ کئے جاتے ہین۔ گو بطریقِ قوم اگر اس استدلال مین کلام ہو تو کیا مضائقہ اسلئے کہ شریعت مین اونکے لئے دلائلِ قطعی بہت سے موجود ہین جس نے تامل و غور اور باطنی نور سے اخبار و آثار کی تلاش کی تو میرے کلام کی سچائی اوسپر ظاہر ہوجائیگی۔ مختصراً۔ امام غزالی فرماتے ہین کہ جس شخص کے دل مین تھوڑیسی چیزین بطریقِ الہام[2] منکشف ہوجائین تو وہ بجہتِ صحتِ طریق کے عارف کہلائیگا اور جسکو یہہ بات کبھی نہ معلوم ہو تو اوسکو اوسپر ایمان چاہئے۔ کیونکہ درجہ معرفت آدمی مین امرِ جبلّی ہی اور اسکے لئے دلائلِ شرعی اور تجربہ اور حکایات موجود ہین دلائل یہہ ہین

[1] بعضون نے کہا کہ ظالمین کے نام تبلانے سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ خوف فرماتے تھے لیکن یہ کوئی بات نہین کیونکہ صحابہ کی شان لایخافون لومۃ لائم اور کلمۃ حق عند سلطان جائر ہی یعنے کسی بدگو کی بدگوئی کا نہ خیال کرنا اور بادشاہِ ظالم سے حق بات کہدینا چنانچہ ظالم حاکمون سے جو صحابہؓ نے گفتگو کی ہی تواریخات اوس سے مملو ہین ۱۲

[2] جلد سوم سے الہام کی تعریف اور اوسکا بیان اگر خدا چاہے تو سورۂ مریم مین ہوگا لیکن اسقدر جان لینا چاہئے کہ الہام کا باعتبار مورد کے جداگانہ معنی ہوتا ہے یعنے اگر ولی کو ہو تو الہام نبی کو ہو تو وحی جیسے خرق عادت مین بھی یہی تمیز ہے ولی سے ہو تو کرامت ہے نبی سے ہو تو معجزہ۔ بعضے نافہم ان دونون مین فرق نکرسکے کرامت الہام دونون کے منکر ہوگئے ھداھم اللہ الی سواء الطریق۔ واذاقھم حلاوۃ التحقیق ۱۲

اللہ تعالی فرماتا ہی وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا جس نے ہمارے واسطے محنت کی ہم اوسکو اپنے راستے دکہادینگے۔ یعنے حکمت کا ظہور قلب سے بسبب دوام عبادات کے بے تعلم بطریق کشف والہام کے ہوتا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا[1] مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَرَّثَہُ اللہُ عِلْمَ مَا لَمْ یَعْلَمْ یعنے جو شخص اپنے علم کے بموجب عمل کرتا ہے تو اللہ تعالی اون اشیا کا علم اوسکو عنایت کرتا ہی جو اوسکو نہ معلوم ہون۔ اور اللہ تعالی فرماتا ہی وَمَنْ یَّتَّقِ اللہَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ اور جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے تو وہ اوسکے لئے کوئی راہ نکالدے اور جہان سے اوسکو خیال نہو وہان سے اوسکو روزی دے۔ روزی عام ہی یعنے اشکالات اور شبہات سے مخرج نصیب ہوتا ہی اور علم وفطانت بدون تعلم وتجربہ کے عنایت ہوتا ہی۔ اور فرمایا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللہَ یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا اسمین فرقان سے مراد نور ہی کہ جس سے حق وباطل مین فرق کرے اور شبہات سی نکل جاے۔ اور جب آنحضرت صلعم سے اس آیت کی تفسیر مین اَفَمَنْ شَرَحَ اللہُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ[2] شرح صدر کے معنی پوچھے گئے تو فرمایا کہ اس سے غرض فراخی ہی یعنے جب نور دل مین عنایت کیا جاتا ہی تو اوسکے لئے سینہ کہل جاتا ہی۔ اور آپنے[3] حضرت ابن عباس کیلئے دعا مانگی اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ

---

[1] ابو نعیم حلیہ مین [2] حاکم مستدرک مین [3] بخاری ومسلم ۱۲۔

وَعَلَّمْتَهُ التَّاوِيْلَ الٰہی اوسکو دین کی سمجھ عنایت فرما اور معانی کی تعبیر سکھلا۔ اور حدیث[1] مین ہی اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ مومن کی فراست سے ڈرتے رہو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہی اور اسیکے طرف اشارہ ہو اس آیت مین اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ[2] اور اسمین کہ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ[3] اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ فَعِلْمٌ بَاطِنٌ فِی الْقَلْبِ فَذٰلِكَ هُوَ الْعِلْمُ النَّافِعُ یعنے علم کے دو قسم ہین اور علم باطن قلب مین ہی اور وہی علم نافع ہی۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ کے بعد وَلَا مُحَدَّثٍ بھی پڑھا ہی غرضکہ محدث اوسکو کہتے ہین جس پر الہام ہوا اور الہام والا وہ شخص ہی کہ جس پر باطن قلب سے انکشاف اشیاء ہو محسوسات خارجی کی حاجت نہ ہو (اگرچہ لفظ محدث قرائت متواتر نہین مگر علما کے نزدیک قرائت غیر متواتر خبر مشہور کا حکم رکھتی ہی) اگر سب آیات و احادیث جو اس باب مین وارد ہین لکھے جائین تو بیشمار ہوجائین اور صحابہ اور تابعین اور بعد کے لوگون کو بھی الہام ہوا ہی پیر امام غزالی نے صحابہ اور اولیاء کے الہامات کا ذکر فرمایا ہی فقیر چاہتا ہی کہ اس علم باطن یعنے تصوف کی شرح بسط سے لکھے گو بعض ناظرین تفسیر کو اس سے لطف نہ حاصل ہو تو نہو کیونکہ مین اس گروہ پاک کی خادمی سے

---

[1] ترمذی [2] بیشک اسمین نشانیان ہین خیال کرنیوالونکے لیے [3] ہمنے واسطے اون لوگونکے نشانیان بیان کی ہین جنکو یقین ہے

مشہور ہون اور اس تفسیر کا نام معروف بھی کشف القلوب ہی ہے۔

تعریف تصوف

تصوف وہ علم ہی کہ جو ظاہر ہوتا ہی ذوقِ عبادت سے جس سے جانا جاتا ہی احوالِ تزکیۂ نفس یعنے اوسکی تطہیر اور تصفیۂ اخلاق یعنے اخلاق کو کدورتِ خواہشات وعادات سے پاک کرنا اور تعمیرِ ظاہر و باطن یعنے اعضا سے عبادات اور قلب سے دوام مراقبات تا سعادت ابدیہ حاصل ہووے یہی اوس علم کا ثمرہ اور غایت ہی اور موضوع اوسکا وہی تزکیہ و تصفیہ سابق ہی۔ اور اوسکے مسائل کتبِ تصوف مین موجود ہین۔ کشف الظنون مین علمِ تصوف کی تعریف ابن صدر الدین سے اس طرح لکھی ہی۔ هُوَ عِلْمٌ يُعْرَفُ بِهِ كَيْفِيَّةُ تَرَقِّي أَهْلِ الْكَمَالِ مِنَ النَّوْعِ الْإِنْسَانِيِّ فِي مَدَارِجِ سَعَادَاتِهِمْ وَالْأُمُورُ الْعَارِضَةُ لَهُمْ فِي دَرَجَاتِهِمْ بِقَدْرِ الطَّاقَةِ الْبَشَرِيَّةِ اور اوس درجات و مقامات کی کیفیت جیسی کہ چاہیے بیان کرنا غیر ممکن ہی کیونکہ عبارات اونہین معانی کیلئے وضع کئے گئے ہین جو لغت والونکی سمجھ مین آسکتے ہین اور جو ایسے معانی ہون کہ اونکو وہی شخص پاتا ہی جو اپنے قوائے بدن بلکہ اپنی ذات سے بھی غائب ہوتا ہے

لہ شیخ زکریا انصاری شرح قشیریہ مین ۱۲—

توپھر ایسے معانی کیلئے الفاظ کا وضع کرنا ہی غیر ممکن ہی تو وہ الفاظ سے کس طرح ادا ہونگے جیسے معقولات کو اوہام سے اور موہمات کو خیالات سے اور تخیلات کو حواس سے نہین پاسکتے اسی طرح جو عین الیقین سے معاینہ ہوسکتے ہین اونکو علم الیقین سے پانا غیر ممکن ہے توجو شخص اوسکا ارادہ رکہتا ہی تو مشاہدہ اور عیان ہونیکے لئے کوشش کرے نہ یہ کہ اوسکو بیان سے ڈہونڈے یہ طور طور عقل سے پرے ہے ہے

عِلْمُ التَّصَوُّفِ عِلْمٌ لَيْسَ يَعْرِفُهُ	اِلَّا اَخُوْ فِطْنَةٍ بِالْحَقِّ مَعْرُوْفُ
وَلَيْسَ يَعْرِفُهُ مَنْ لَيْسَ يَشْهَدُهُ	وَكَيْفَ يَشْهَدُ ضَوْءَ الشَّمْسِ مَكْفُوْفُ

انتہی امام قشیری[1] فرماتے ہین کہ جن بزرگون سے تصوف کے معنی بطور اشارات منقول ہین اونہین سے بطور اختصار کے ہم بیان کرتے ہین ابو محمد جریری نے فرمایا اَلتَّصَوُّفُ (ھُوَ) اَلدُّخُوْلُ فِیْ کُلِّ خُلُقٍ سَنِیٍّ وَالْخُرُوْجُ مِنْ کُلِّ خُلُقٍ دَنِیٍّ یعنے تصوف ہر ایک اعلیٰ خلق سے متصف ہونا اور ہر بُری خصلت سے دور رہنا ہے حضرت جنید بغدادی نے فرمایا اَلتَّصَوُّفُ ھُوَ اَنْ یُّمِیْتَکَ الْحَقُّ عَنْکَ وَیُحْیِیَکَ بِهٖ یعنے تصوف یہ ہی کہ حق تعالی تجھے تجھ سے مارے اور اپنے سے تجھے زندہ رکھے اسمین اشارہ ہی کہ نفس کا لگاؤ اگر کچھ بھی باقی ہی تو وہ کامل صوفی نہین) حسین بن منصور (حلاج

[1] امام نے باب التصوف مین انہین سے اکثر بزرگون تک اپنی سند پہونچائی ہی ہمنے بلحاظ اختصار حذف کردی ۱۲

فرماتے ہین اَلصُّوْفِیُّ وَحْدَانِیُّ الذَّاتِ لَا یَقْبَلُہٗ اَحَدٌ وَّلَا یَقْبَلُ اَحَدًا صوفی اپنی ذات سے اکیلا ہی نہ اوسکو کوئی پسند کرتا ہی نہ وہ کسی کو چاہتا ہی یعنے وہ اس طرح مشغول بحق ہی کہ غیر حق سے ملنے اور بات کرنے کی گنجایش نہین ہے ؎

فَلَیْتَ الَّذِیْ بَیْنِیْ وَبَیْنَکَ عَامِرٌ	وَبَیْنِیْ وَبَیْنَ الْعَالَمِیْنَ خَرَابٌ

میرے پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین۔

غم نہین مجھسے اگر لاکھ زمانہ بدلے	تم نہ بدلو مری تقدیر بدل جاتی ہے

ابو حمزہؒ بغدادی فرماتے ہین کہ سچے صوفی کی علامت یہ ہی کہ تو انگر تھا پھر فقیر ہوگیا عزت والا تھا پھر ذلیل ہوگیا مشہور تھا پھر مخفی ہوگیا۔ اور جھوٹے صوفی کی یہ علامت ہی کہ پہلے فقیر تھا اب دنیا پیدا کرلیا پہلے ذلیل تھا اب عزت والا ہوگیا پہلے گمنام تھا اب مشہور ہوگیا۔ عمرو بن عثمان مکیؒ نے فرمایا تصوف یہ ہی کہ جسوقت جو بہتر کام ہو اوسی مین مشغول ہونا سمنونؒ نے فرمایا اَلتَّصَوُّفُ اَنْ لَّا تَمْلِكَ شَیْئًا وَّاَنْ لَّا یَمْلِکَكَ شَیْءٌ تصوف یہ ہی کہ تو کسی چیز کے مالک ہونیکا دعوی نہ کرے اور نہ کوئی شے تیری مالک ہوجائے۔ رویمؒ نے فرمایا کہ تصوف یہ ہی کہ تو اپنی ذات کو خدا کے ارادہ پر چھوڑدے یہ بھی آپنے فرمایا کہ تصوف تین خصلتون پر مبنی ہی (۱) فقر و احتیاج اللہ کی جانب (۲) بذل و ایثار (۳) کسی طرحکا اعتراض نہ کوئی اختیار

حضرت معروف کرخی نے فرمایا اَلتَّصَوُّفُ اَلْاَخْذُ بِالْحَقَائِقِ وَالْیَاْسُ مِمَّا فِیْ اَیْدِی الْخَلَائِقِ تصوف یہ ہی کہ حقیقت پر عمل کرنا اور مخلوق کے ہاتھ مین جو کچھ ہی اوس سے مایوس ہوجانا حضرت جنید بغدادی نے فرمایا اَلتَّصَوُّفُ ذِکْرٌ مَعَ اجْتِمَاعٍ وَوَجْدٌ مَعَ اسْتِمَاعٍ۔ وَعَمَلٌ مَعَ اتِّبَاعٍ یعنے تصوف ذکر ہی باجماعت۔ اور وجد باسماعت اور عمل باتباع (سنت) اور یہ بھی فرمایا کہ اَلصُّوْفِیُّ کَالْاَرْضِ یُطْرَحُ عَلَیْهَا کُلُّ قَبِیْحٍ۔ وَلَا یَخْرُجُ مِنْهَا اِلَّا کُلُّ مَلِیْحٍ یعنے صوفی زمین کی طرح ہی کہ ہر ایک بُری چیز اوسپر ڈالدی جاتی ہی اور اوسمین سے جو چیز نکلتی ہی وہ اچھی ہی ہوتی ہی۔ اور یہ بھی فرمایا کہ صوفی زمین کے مانند ہی جسکو نیک و بد سب روندتے ہین۔ اور ابر کے جیسا ہی کہ ہر ایک پر سایہ افگن ہوتا ہی۔ اور بارش کی طرح ہی کہ ہر ایک کو سیراب کرتا ہی اور یہ بھی آپنے فرمایا اِذَا رَأَیْتَ الصُّوْفِیَّ یَعْتَنِیْ بِظَاهِرِهٖ فَاعْلَمْ اَنَّ بَاطِنَهٗ خَرَابٌ یعنی جب تو صوفی کو دیکھے کہ وہ اپنے ظاہر کے اہتمام مین ہی تو سمجھ لے کہ اوسکا باطن خراب ہے کیونکہ ظاہر عبد خلق کیلیے ہی اور باطن اوسکا حق کیلیے تو جبکا اکثر خیال اسی ظاہر کی طرف ہو کہ تا لوگ اوسکو اچھا سمجھین تو پھر باطن مین کیا خاک اللہ سے لو لگیگی ہان جو جو شرع کے موافق عید و جمعہ مین ظاہر کی آراستگی کرنا ہی تا دین کی عظمت ہو تو حقیقت مین یہ آراستگی اپنے مولا کیلیے ہی نہ خواہش و ہوی کیلیے سہل بن عبداللہ

فرماتے ہین کہ صوفی وہ ہی کہ جو اپنے غون و ملک کو مباح سمجھتا ہی۔ نوری فرماتے ہین
کہ صوفی کی یہ صفت ہی کہ نہ ہو تو سکون و اطمینان ہو اور جو ہو تو دیڈالے۔ ابو علی روذ
باری فرماتے ہین کہ تصوف در حبیب پر بیٹھ جانا ہی گو وہ ہزار ہانکے ؎

ہم در پہ ترے بیٹھے ہین کچھ کر کے اٹھین گے
یا وصل کی ٹھہریگی یا مر کے اٹھین گے

اور یہ بھی آپنے فرمایا کہ اَقْبَحُ مِنْ کُلِّ قَبِیْحٍ صُوْفِیٌّ شَحِیْحٌ یعنے سب سے بری بات
کہ صوفی ہو اور بخیل بھی ہو۔ ابو منصور نے فرمایا کہ صوفی اللہ سے مشورہ لیتا ہے
اور مخلوق اللہ سے مدد چاہتی ہی۔ حضرت شبلی نے فرمایا کہ صوفی خلق سے دور
حق کے وصال سے مسرور ہی جیسے خدا نے حضرت موسیٰ کو فرمایا وَاصْطَنَعْتُکَ لِنَفْسِیْ
یعنے اپنے خصائص قرب سے اونکو خاص فرمایا اور غیرون سے علیحدہ کر لیا اور پھر فرمایا
لَنْ تَرَانِیْ کہ تم مجھے ہرگز نہین دیکھ سکوگے۔ یہ منعِ حرمان نہین بلکہ زیادتِ ترقی کیلیے ہی
اور یہ بھی فرمایا کہ اَلصُّوْفِیَّةُ اَطْفَالٌ فِیْ حِجْرِ الْحَقِّ۔ یعنے صوفیہ فقیر و عاجز ہین خدا کے
ہی فضل و کرم سے پرورش پاتے ہین۔ یہ بھی فرمایا کہ تصوف مخلوق کو دیکھنے سے
بچنا ہی۔ ابو تراب نخشبی نے فرمایا اَلصُّوْفِیُّ لَا یُکَدِّرُہٗ شَیْءٌ وَیَصْفُوْ بِہٖ کُلُّ شَیْءٍ
صوفی کو کوئی شئے مکدر نہین کر سکتی بلکہ ہر شئے بسبب اوسکے پاک و صاف ہو جاتی ہی اور یہ

[1] عوارف مین اسکو ذو النون مصری کا قول بتلایا گیا ہے ۱۲

یہ بھی کسی کا قول ہو کہ اَلصُّوْفِیُّ لَا یُتْعِبُهٗ طَلَبٌ وَلَا یُزْعِجُهٗ سَبَبٌ یعنے صوفی وہ شخص ہی کہ نہ طلب اوسکو تھکائے اور نہ کوئی سبب اوسکو جگہسے ہلائے حضرت ذوالنون مصری نے اہل تصوف کی نسبت فرمایا هُمْ قَوْمٌ اٰثَرُوا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ فَاٰثَرَهُمْ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ یعنے صوفیہ وہ قوم ہی جنہون نے سب کو چھوڑ کر خدا کو لیا ہی خدا نے بھی اونکو سب سے زیادہ پسند فرمایا ہی اکیونکہ جزا جنس عمل سے ہوتی ہے) حصری نے فرمایا اَلصُّوْفِیُّ لَا تُقِلُّهُ الْاَرْضُ وَلَا تُظِلُّهُ السَّمَاءُ یعنے صوفی کو نہ زمین اٹھا سکتی ہی نہ آسمان سایہ کر سکتا ہی امام قشیری فرماتے ہین کہ یہ محو کے حال کی طرف اشارہ ہی یعنے جو خود سے فنا ہوتا ہی تو پہر اوسکو آسمان و زمین کا کب خیال رہتا ہی کہ اس زمین نے مجھکو اٹھایا ہی یا آسمان نے مجھپر سایہ کیا ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ صوفی وہ ہی کہ جب اوسکے سات دو حال یا دو خلق اچھے پیش آئین تو وہ اون دونون مین سے بہتر کو اختیار کرے کسی نے کہا اَلتَّصَوُّفُ اِسْقَاطُ الْجَاهِ وَسَوَادُ الْوَجْهِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ تصوف یہ ہی کہ جاہ کی چاہ نہ رکھنا اور دنیا و آخرت سے بے تعلق رہنا (یعنے صوفی کو گو ثوابِ اعمال ملیگا لیکن اوس نے صرف ذاتِ حق کیلیئے عبادت کی اور وہی اوسکا مقصود ہی) ابو یعقوب مزابلی نے فرمایا اَلتَّصَوُّفُ حَالٌ یَضْمَحِلُّ فِیْهَا

لہ جو کسی کام کیلیئے جائے اور اوسکی حاجت پوری نہ ہو تو کہتا ہے ۔ اسود وجہی ۱۲

مَعَالِمُ الْاِنْسَانِیَّۃِ تصوف ایک حال ہو کہ جسمین علامات انسانیت جاتی رہتی ہین (یعنے صوفی کو خدا کے ساتھ ایسا استغراق ہوتا ہو کہ غیر تو کیا بلکہ وہ اپنی ذات کو بھی بھول جاتا ہو) ابو الحسن سیروانی نے فرمایا اَلصُّوْفِیُّ مَنْ یَّکُوْنُ مَعَ الْوَارِدَاتِ لَامَعَ الْاَوْرَادِ صوفی وہ شخص ہو جو واردات کے ہمرنگ ہوتا ہو نہ اوراد و وظائف مین مشغول رہتا ہے (کیونکہ اوراد مبتدی کیلئے ہین تا اوسکو خیر کی عادت ہو اور مناجات کی لذت ملی پھر وہ جب وہ اون احوال تک پہونچتا ہو تو اوسکے دل مین حق تعالی واردات پیدا کرتا ہے جیسے قبض[1] و بسط وغیرہ جسکے سبب سے صوفی بھی متلون ہوتا ہو صرف ایک ہی حالت عمدہ پر مداومت نہین کرتا) ابو سہل صعلوکی نے فرمایا اَلتَّصَوُّفُ اَلْاِعْرَاضُ عَنِ الْاِعْتِرَاضِ تصوف یہ ہو کہ (قضا و قدر پر) اعتراض نہ کرنا (کیونکہ صوفی سمجھتا ہو کہ خدا مجھ سے زیادہ راحم اور میری مصلحتونکا مجھ سے زیادہ عالم ہو) حصری نے فرمایا اَلصُّوْفِیُّ لَا یُوْجَدُ بَعْدَ عَدَمِہٖ وَلَا یُعْدَمُ بَعْدَ وُجُوْدِہٖ امام قشیری فرماتے ہین کہ اس کلام مین اشکال ہے لیکن ظاہر معنی لَا یُوْجَدُ بَعْدَ عَدَمِہٖ کی یہ ہین کہ جب فنائے کامل حاصل ہوتی ہو یعنے خواہشات و عادات مٹ جاتے ہین (اور اللہ تعالی کے قرب مین پہونچتا ہو اور اوسکے مناجات کی لذت حاصل ہوتی ہو) تو پھر وہ خواہش کی آفتین نہین پلٹتی ہین (فضل حق

[1] اس فقیر نے مصطلحات تصوف مین ایک چھوٹا سا رسالہ لکھا ہے جو مطبوع بھی ہو چکا جسمین ان الفاظ کی شرح ہی ۱۲

شامل حال رہتا ہی اسی لئے کہتے ہین مَارَجَعَ مَنْ رَجَعَ اِلَّا مِنَ الطَّرِيْقِ یعنے جو پلٹتا ہی
توراہ مین سے ہی پلٹتا ہی پہونچے بعد نہین پلٹتا) اور لَا يُعْدَمُ بَعْدَ وُجُوْدِهٖ کے یہ معنی
کہ جب وہ متوجہ بحق ہوچکا (اور اعلی مقامات پر پہونچ گیا) تو اب سقوط خلق ہو تو
وہ اپنے مقام سے نہ گریگا۔ اب یہ دونو حادثات اوس پر اپنا اثر نہین ڈال سکتے
(کیونکہ وہ مشغول بحق ہی وَالْمَشْغُوْلُ لَا يُشْغَلُ) اور اس طرح بھی کہا جاتا ہی اَلصُّوْفِيُّ
اَلْمُصْطَلِمُ عَنْهُ بِمَا لَاحَ لَهٗ مِنَ الْحَقِّ صوفی وہ ہی کہ جس کو بسبب ظہو لوائح حق کے وہ
استغراق ہوتا ہی کہ اپنا شعور بھی نہین رہتا ہی۔ اور یون بھی کہا جاتا ہی اَلصُّوْفِيُّ مَكْشُوْفٌ
بِتَصْرِيْفِ الرُّبُوْبِيَّةِ۔ مَسْتُوْرٌ بِتَصَرُّفِ الْعُبُوْدِيَّةِ۔ صوفی تصریف ربوبیت سے
مجبور ہی۔ اور تصرف عبودیت سے مستور ہی اور یہ بھی ایک قول ہی اَلصُّوْفِيُّ لَا يَتَغَيَّرُ
فَاِنْ تَغَيَّرَ لَا يَتَكَدَّرُ۔ صوفی متغیر نہین ہوتا۔ اور جو (کسی امر کے غلبہ سے) تغیر پیدا ہو جائے
تو متکدر نہین ہوتا۔ (یعنے جہان تغیر پیدا ہوا۔ اپنے مولا کی طرف رجوع کیا لَا اَنَّ التَّغَيُّرَ
اَلْيَسِيْرَ۔ يَزُوْلُ بِالْمَاۤءِ الْكَثِيْرِ) انتہی مختصرا حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی
عوارف المعارف مین فرماتے ہین کہ مشایخون نے تصوف کی تعریف احوال کی بنا
کی ہی جو مختلف اوقات مین مختلف حالات ہوتے ہین اور مین ایک ضابطہ بیان
کرتا ہون جسمین اون سب کے معانی آجائین۔ صوفی وہ ہی جو ہمیشہ اپنی اوقات کو

کدورت سے پاک کرتا ہو اس طرح پر کہ نفس کے لوث سے دل کو صاف کرتا ہو اور
اس تصفیہ کے مدد کیلئے وہ مدام اپنے مولی کا محتاج رہتا ہو اور یہ اوسکا دوامی افتقار
اوسکو کدورتون سے صاف رکھتا ہو اور جب کبھی اوسکا نفس جنبش کرے اور کسی صفت پر
اپنی صفات سے ظاہر ہو تو وہ اپنی بصیرت سے سمجھکر اپنے پروردگار کی طرف رجوع
کرتا ہو تو ساتھ ہی مدد پہونچتی ہے۔ غرض اوسکی جمعیت وصفائی دوام تصفیہ سے ہو اور
اوسکا تفرقہ وکدورت نفس کی جنبش سے ہو تو وہ اپنے رب کے ساتھ ہو کر اپنے قلب پر
حاکم اور اپنے قلب کے ساتھ ہو کر اپنے نفس پر حکومت کرتا ہو اللہ تعالی فرماتا ہو کُوْنُوْا
قَوَّامِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ یعنے اللہ کیلئے قایم اور سیدھے گواہ عدل کے ساتھ ہو۔
تو جواب اللہ کیلئے نفس پر قوامیت ہو یہی تصوف ہی یہ وہ جامع بات ہو جو اس سے
واقف ہوگا وہ صوفیون کے متفرق اشارات کو اسمین پائیگا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ تصوف
درحقیقت زہد وفقر دونون سے بڑھکر ہی کیونکہ زاہد اور فقیر دنیا کو اسلئے ترک کرتا ہو کہ
تا اغنیا سے پانسو برس آگے جنت مین داخل ہو۔ اسی لئے فقر کے معدوم ہونے سے
ڈرتا ہی تا اوسکی فضیلت ومعاوضہ کہین نہ جاتا رہے اور یہ صوفیہ کے پاس علین اعلال
اور سبب کا پابند ہونا ہی کیونکہ صوفی اجر موعود کے انتظار مین نہین ہو بلکہ اپنے احوال
درست کرنیکے لئے تمام چیزون کو ترک کیا ہی اسیواسطے اوسکو ابن وقت کہتے ہین اور

یہ بھی فرق ہی کہ فقیر نے ترک کو اختیار کیا ہی اور نعمت فقر حاصل کرنیکا ارادہ ہی تو صوفی کے پاس یہ اختیار و ارادہ علت ہی کیونکہ صوفی ارادۂ الہی سے قایم فی الاشیاء ہی نہ اپنے ارادہ سے تو اب اوسکو نہ فقر مین فضیلت معلوم ہوتی ہی نہ توانگری مین بلکہ فضیلت اوسی مین ہی جسکو اختیار کرنیکا اللہ سے حکم ملا ہی۔ اور کبھی حکم سے آسودگی اختیار کرتا ہی۔ اور اوسی مین فضیلت سمجھتا ہی جو فقر کے خلاف ہی۔ لیکن یہ ہر ایک کا حصہ نہین صادقین کو یہ مرتبہ ملتا ہی جنکو حکم الہی کا علم قوی اور محکم ہوتا ہی ورنہ یہان پاؤن پھسلتے ہین بہت سے لوگ لغزش مین آگئے۔ جھوٹے لوگون کو دعوی کرنیکا اچھا موقع مل جاتا ہی لیکن اتنا سمجھنا بھی ضرور ہی کہ فقر تصوف کی اساس و بنیاد ہی یعنے تصوف کے مرتبہ کو پہونچنا ہو تو پہلے فقر کو اختیار کرنا ضرور ہی اور یہ بات نہین کہ وجود تصوف کو وجود فقر لازم ہی یعنی جو صوفی ہو وہ فقیر بھی ہو بلکہ فقیری طریق تصوف ہی انتہی مختصراً

وجہ تسمیہ تصوف و صوفی

حضرت شہاب الدین سہروردی عوارف مین فرماتے ہین کہ ظاہر لباس کی نسبت سے اونکا نام صوفیہ رکھا گیا ہی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صوف[۱] کا لباس زیب بدن مبارک فرماتے حدیث مین ہی کَانَ یَرْکَبُ الْحِمَارَ وَیَلْبَسُ الصُّوْفَ

تہیدست شلطان پشمینہ پوش	غلامی خسرو و پادشاہی فروش

۱؎ صوف پشم یعنے اون کو کہتے ہین ۱۲

اور اکثر انبیا علیہم السلام کا لباس پشمینہ ہی تھا چنانچہ حدیث مین ہی کہ ستر انبیا یا برہنہ
صاحب عبا بیت الحرام کے قصد سے جا رہی تھے اور یہ بھی حدیث ہی کہ جس دن اللہ تعالے
نے موسیٰ علیہ السلام سے باتین کین تو اوس دن آپکا جبہ اور تہبند اور چادر سب پشمینہ
لباس تھا حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ ستر اہلِ بدر کو مین نے دیکھا کہ اونکی پوشاک صوف
کی تھی اور انکے اکثر سلف اور بہت سے متقدمین بھی صوف پہنا کرتے تھے اور یہ اشتقاق

لہ شبلی نعمانی نے الغزالی صفحہ ۱۰۴ - تصوف کی وجہ تسمیہ کی نسبت اقوال لکھکر آخر مین لکھا کہ یہ تمام اقوال غلط ہین
ہم کہتے ہین کہ اگر قشیری صاحب کے قول کی نقل کرنا مقصود تھا تو پورا نقل کرنا تھا چنانچہ باب تصوف مین آپنے یہ بھی لکھا وظہر
فیہ انہ کا للقب یعنے صوفی گویا اونکا لقب ہوگیا ہی پہر الغزالی مین لکھا کہ تصوف کی حقیقت اور ماہیت مین بھی
نہایت ہی اختلاف ہی پہر صفحہ ۱۹۳ مین لکھا - اس بحث کے خاتمہ مین یہ راز بھی ظاہر کردینا ضرور ہی کہ تصوف کا لفظ
اصل مین سین سے تھا اور اوسکا مادہ سوف تھا جسکے معنی یونانی زبان مین حکمت کے ہین الخ افسوس کہ جب صوف سے
اسکا اشتقاق صحیح ہی تو پہر خواہ مخواہ سین کو صاد بنانا اور یونانی زبان سے کہینچ لاکر عربی مین داخل کرنا اور پہر حکیمونکا
انداز صوفیہ مین تبلاکر عام لوگون کو اس پاک گروہ سے بدظن کرنا مقصود ہی جو حقیقت مین ایک راز ہی کہ جس کو
ہر کوئی نہین سمجہہ سکتا ہی لیکن جسکو کامل عقل ملی ہی وہ آپ کے ہر ایک راز و معما کو پہچان جاتا ہی بہر رنگے کہ
خواہی جامہ می پوش ؏ من اندازِ قدت را می شناسم - چنانچہ نعمانی صاحب نے کشف ظنون کی عبارت تصوف کے
عنوان سے جو صفحہ ۱۹۴ واعلم ان الاشراقیین من الحکماء الالٰہیین کالصوفیین فی المشرب والاصطلاح الخ
نقل کی ہے اوسمین اس عبارت کو وسط سے نکالڈالا خصوصًا المتاخرین منہم الاما یخالف مذہبہم
مذہب اہل الاسلام اسکے بعد ولا یبعد ان یوخذ الخ ہی جس سے لوگون کو اس وہم مین ڈالنا مقصود ہے
کہ دونون کا طریقہ ایک ہی ہی حالانکہ کفر و اسلام کا فرق صاف کہہ رہا ہی کہ ما بینہما ما بین المشرق والمغرب
اور اس کشفِ ظنون کی عبارت سے یہ بھی صاف واضح ہی کہ صوفیہ مشبہ بہ ہین اور اشراقیین مشبہ تو مشبہ بہ مشبہ سے اعلیٰ ہوگا اسیواسطے
کہا کہ خصوصًا متاخرین اشراقیہ نے پورا ڈھنگ صوفیہ کا اختیار کیا لیکن جہان اہلِ اسلام سے مخالفت ہوئی تو اونہون نے

ے اسکی سند متن مین ہے ۱۲

کی حیثیت سے بھی مناسب اور موزون ہی اسلئے کہ جب کوئی صوف وپشمینہ پہنتا ہی تو عرب
اوسکو تصوّف کہتے ہین یعنے صوف پہنا جس طرح کوئی قمیص پہنے تو کہتے ہین تقمّص یعنی قمیص پہنا

یقیہ حاشیہ صفحہ ۳۵۶ ﴿ اپنا مذہب نہین چہوڑا چنانچہ علم حکمت کے بیان مین کشف ظنون مین لکہا ہی کہ جب
مسلمانون نے بلادِ فارس فتح کیا اور اون کے کتب کا ذخیرہ انکے ہاتہ لگا تو حضرت سعد ابن وقاص نے حضرت عمر
ابن الخطاب کی طرف نامہ اس مضمون کا لکہا کہ اون کتابون کی نقل کرنیکے لئے مسلمانون کو اجازت دیجائے
تو حضرت عمر نے اوسکا جواب اس طرح تحریر فرمایا اطرحوها فی الماء فان یکن فیها هدی فقد هدانا
الله تعالی باهدی منه وان یکن ضلالا فقد کفانا الله تعالی یعنے اون کتابون کو پانی مین
ڈالدو اگر اوسمین ہدایت ہو تو اللہ تعالی نے ہمکو اوس سے زیادہ ہدایت دی ہی اور اگر اوسمین ضلالت ہو تو اللہ
نے ہمکو اوس سے بچا لیا تو پہر اون سب کتابون کو پانی یا آگ مین ڈالدیا غرض طریقہ تحصیل علم کے لحاظ سے مشائین یا
علمائے ظاہر سے مشابہ ہین اور اشراقین صوفیہ سے اس مناسبت سے یہ دونون اون دونون سے متحد نہین ہوگئے
بلکہ کفر و اسلام کا ایسا فرق ہی کہ ان دونون کو کبہی ایک نہین ہونے دیتا۔ اہل اسلام کا خواہ علم ظاہر ہو یا علم باطن
تعلیم ربانی ہے جو بواسطہ انبیاء کرام علیہم السلام ہوئی ہی۔ فلسفہ سے خصوص متاخرین نے ہماری فضلہ خواری کی ہی
اور ہم اہل اسلام اونکے علوم کے محتاج نہین ہین جس طرح امیر المومنین حضرت عمر نے فرمایا جو سابق مین گذرا صاحب
کشف ظنون نے بیان علم الہی مین لکہا کہ اس علم مین بحث دو طریق سے ہوتی ہی یا بطور نظر یا بطور ذوق بطور نظری ہے
اوس کے بہی دو طریق ہین یا بطور قانون فلاسفہ مشائین جسکے لئے کتب حکمت کافی ہین یا بطور قانون متکلمین جسپر
کتب کلام حاوی ہین اور جو ذوقی ہی وہ بہی دو قسم پر ہی یا بطرز قانون فلاسفہ اشراقین کے جس کے لئے حکمت
اشراق وغیرہ موجود ہی۔ یا بطرز قانون صوفیہ اور اونکی اصطلاح پر جسکے لئے کتب تصوف موضوع ہین اور علم حکمت
مین لکہا کہ معرفت الہی کے دو طریق ہین ایک طریقہ اہل نظر و استدلال کا دوسرا طریقہ اہل ریاضت و مجاہدات
کا ہی اگر طریقۂ اولی کے سالک انبیاء علیہم السلام کے ملتون سے کسی ملت کو اختیار کرین تو وہ متکلمین ہین اور نہین تو
وہ حکماء مشائین اور دوسرے طریقے کے سالک اگر اونکی ریاضت احکام شرع کے موافق ہو تو وہ صوفیہ ہین اور نہین
تو وہ حکماء اشراقین ہین اب ہر طریقے مین دو گروہ ہوے چنانچہ وہ عبارت یہ ہی والطریق الی هذه المعرفة من

علمائے ظاہر سے مشائین او صوفیہ سے اشراقین مشابہ ہین

حضرت عمرؓ کا حکم فرمانا کہ کتب فلاسفہ غرق کردی جائین

اور چونکہ سیر وطیر مین اونکے احوال بدلتے رہتے اور ایک بلند حال سے دوسرے زیادہ تر بلند حال پر عروج کرتے رہتے تھے اونکے باطن حقایق کے معدن اور علوم کے مخزن تھے تو

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۵۷ کا وجهین احدهما طریقة اهل النظر والاستدلال وثانیهما طریقة اهل الریاضة والمجاهدات والسالکون لطریقة الاولی ان التزموا ملة من ملل الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام فهم المتکلمون والا فهم الحکماء المشائون والسالکون الی الطریقة الثانیه ان وافقوا فی ریاضتهم احکام الشرع فهم الصوفیه والا فهم الحکماء الاشراقیون فلکل طریقة طائفتان اور اسی طرح امام غزالی کو بھی معقول مین جا بجا حکیمون کا فضلہ خوار قرار دیا ہی اور منقول مین تو آخر کتاب الغزالی مین صاف کہدیا کہ امام نے احیاء العلوم مین احادیث کے نقل کرنے مین نہایت بے احتیاطی کی ہے۔ سیکڑون ہزارون حدیثین موضوع اور ضعیف نقل کر دی ہین جنکا کتب احادیث مین کہین پتہ نہین۔ احادیث پر موقوف نہین بزرگان سلف کے متعلق جو واقعات لکھے ہین اکثر دور از کار اور بعید از عقل ہی۔ اور بجز عوام کے کوئی شخص اون پر یقین نہین کر سکتا۔ اسی کے ساتھ زہد اور مجاہدہ کے بیان مین ایسی باتین لکھدین جو اعتدال سے متجاوز ہین الخ کشف الظنون مین لکھا ہی کہ احادیث احیاء العلوم کی تخریج حافظ زین الدین عراقی نے دو کتابون مین کی ہی ایک کبیر ہی جو ۷۵۱ھ کی تصنیف ہی پھر ایک صغیر ہی جو ۷۶۰ھ کی تصنیف ہی جسمین پہلے کے اعتبار کرتے بہت سے حدیثون کو پرکھا ہی اور صحت وضعف بتلایا ہی پھر اونکے شاگرد حافظ ابن حجر عسقلانی نے اوسپر اور کچھہ زیادہ کیا ہی اور شیخ زین الدین حنفی نے بھی ایک کتاب لکھی ہی جسکا نام تحفة الاحیاء فیما فات من تخاریج احادیث الاحیاء رکھا ہی۔ چنانچہ شارح احیاء ایسے مقامات پر تصریح کر دیتے ہین اور بعضے بعضے جگہ محدث عراقی لم اجد له اصلاً کہتے ہین یہ اوب ہی شارح احیاء استدائے کتاب اتنی احادیث ضعیفہ احیاء پر جو لوگ جرح کرتے ہین اوسکا خوب بسیط طور پر جواب دیا ہی من شاء فلیرجع الیه نعمانی صاحب خود ہی تعریف الاحیاء سے جو نقل کر آئے تھے وہ آخر کتاب مین آکر بھول گئے ہم آپ کو یاد بھی دلا دیتے ہین اور جہان آپنے غلطی کی ہی اوسکی اصلاح بھی کر دیتے ہین۔ الغزالی صفحہ ۴۱ محدث زین الدین عراقی کا قول ہی کہ امام غزالی کی احیاء العلوم اسلام کی اعلیٰ ترین تصنیفات سے ہی (یہ وہی محدث ہی جو احادیث احیاء کا مخرج ہی) عبدالغافر فارسی جو امام صاحب کے

اسی سبب سے کسی وصف سے موصوف اور کسی حال سے مقید نہ ہو سکے تو لباس ظاہر کی طرف اونکو منسوب کر دیا (اور صوفی یعنے پشمینہ پوش کہنے لگے) اور چونکہ پشمینہ لباس

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۵۸ } ہمعصر اور امام الحرمین کے شاگرد تھے اونکا بیان ہے کہ احیاء العلوم کی مثل کوئی کتاب اس سے پہلے نہین لکھی گئی۔ امام نووی شارح صحیح مسلم لکھتے ہین کہ احیاء العلوم قرآن مجید کے لگ بھگ ہی۔ شیخ ابو محمد گازرونی کا دعویٰ تھا کہ اگر دنیا کے تمام علوم مٹا دیے جائین تو احیاء العلوم سے مین سب کو دوبارہ زندہ کر دونگا۔ شیخ عبداللہ عیدروس کو جو بہت بڑے مشہور صوفی گذرے ہین احیاء العلوم قریب قریب پوری حفظ تھی۔ شیخ علی نے ۲۵ دفعہ اول سے آخر تک احیاء العلوم کو پڑھا اور ہر دفعہ ختم کے بعد فقرا اور طلبا کی عام دعوت کرتے تھے۔ قطب شاذلی مشہور صوفی گذرے ہین ایک دن وہ احیاء العلوم ہات مین لیے ہوئے نکلے اور لوگون سے کہا جانتے ہو یہ کیا کتاب ہی یہ کہکر اپنے اعضاء پر کوڑون کے نشان دکہائے اور کہا کہ پہلے مین اس کتاب کا منکر تھا آج شب کو امام غزالی نے مجکو خواب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دربار مین پیش کیا اور اس جرم کی سزا مین مجکو کوڑے لگائے گئے الخ یہان نعمانی صاحب سے بڑی غلطی ہوئی کہ ایسے بڑے قطب صاحب طریقہ شاذلیہ پر یہ تہمت لگائی۔ حالانکہ آپ راوی ہین اور جنکو کوڑے لگائے گئے وہ شیخ بن حرازم ہی۔ شرح احیاء صفحہ ۱ جو آپکا منقول عنہ ہی ذرا غور سے دیکھ لیجیے صفحہ ۲ سے یہ حکایت شروع ہوکر ۲۸ پر ختم ہوئی ہی۔ فضائل احیاء مین بھی یہ نقل امام عبداللہ یافعی سے منقول ہی اور ابن سبکی نے اپنے طبقات مین اس طرح تحریر فرمایا اور اوس سے مناوی نے اپنے طبقات مین نقل کیا۔ اور اسی حدیثو نکا انکار کرنے سے کوڑے لگائے گئے تھے۔ چنانچہ کشف الظنون جلد اول صفحہ ۹۰ نقل الحکایة ابن السبکی فی طبقاته عن الشیخ یاقوت العرشی عن ابی العباس المرسی عن ابی الحسن الشاذلی وهو ان الشیخ ابن حرازم خرج علی اصحابه ومعه کتاب فقال اتعرفون هذا الاحیاء وکان الشیخ المذکور یطعن فی الغزالی وینهی عن قراءة الاحیاء فکشف لهم الشیخ المذکور عن جسمه فاذا هو مضروب بالسیاط وقال اتانی الغزالی فی النوم ودعانی الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فلما وقفنا بین یدیه قال یا رسول الله صلی الله علیه وسلم هذا یزعم انی اقول علیک ما لم تقل فامر بضربی

مقربون کا تھا اور یہ بھی مقرب لوگ تھے اس لئے یہ نام بھی انکے لئے موزون ہوا
اور دعوی قرب الہی کا ایک امرِ دشوار ہی تو لباس کی طرف نسبت ہونے سے اونکا
حال بھی چھپا رہا۔ کیونکہ حال یا مقام کی طرف حکم لگانا امرِ باطن ہو اور صوف پہننے کے
سبب اونکو صوفیہ کہنا یہ امرِ ظاہر ہی جو تواضع اور فروتنی پر دال ہی۔ یا یون کہو کہ
اس نسبت مین اشارہ ہی کہ دنیا اور شہواتِ نفسانی کی طرف اونکو کم رغبت ہی کیونکہ
جو اس طریقہ کا مبتدی اور نیا مرید بھی ہوتا ہی تو وہ اچھے اچھے نفیس لباس سے احتراز
کرتا ہی اور تھوڑے پر قناعت کرتا ہے اور کہانے پینے کو بھی اوڑھنے کی طرح سمجھتا ہی
لیکن اپنا حال تبلانا اور اوسکے ساتھ خود کو موصوف کرنا اہلِ ہدایت سے نہایت ہی
بعید ہی اور جب یہ کہا جاے کہ صوفیہ صوف کے پہننے کے سبب سے نام رکھ لیا ہی تو
دعوی سے دور ہوگا اور جو چیز دعوی سے دور ہو وہی اونکے مناسب ولایق حال ہی الخ
مقدمہ ابن خلدون مین اسی وجہ کو ظاہر تر کہا چنانچہ اوسکی عبارت یہ ہی قلت وظھر
ان قیل بالاشتقاق انہ من الصوف وھم فی الغالب مختصون بلبسہ لما کانوا علیہ من
مخالفتہ الناس فی لبس فاخر الثیاب الی لبس الصوف الخ۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۵۹ کے فضریت ھکذا نقلہ المناوی فی طبقاتہ اور کشف الظنون مین
یہ بھی لکھا ہی کہ اونکو توبہ نصیب ہوئی۔ ہم بھی ہمارے ہمعصر کو ڈراتے ہین کہ تا جلد توبہ کرلے ورنہ
خوف ہی کہ کہین وہی صورت آپکو بھی پیش نہ آئے کیونکہ آپ بھی ہزارون حدیثین موضوع بتلارہے ہین ۱۲

طریقۂ تصوف و صوفی کا لقب کب سے شروع ہوا

صوفیہ کا طریق صحابہ اور تابعین پھر اونکے بعد بزرگان دین سے چلا آرہا ہے یہی
ہدایت کی راہ اور سچا طریقہ ہے اصل طریقہ یہ ہے کہ عبادت کو لازم کرلینا۔ مخلوق سے
علٰحدہ ہوکر خالق کے جانب پوری طور سے متوجہ رہنا۔ لذاتِ دنیا اور اوسکی
زینتوں سے روگردانی۔ لذت جاہ و مال مین جو اکثر خلق مبتلا ہے اوس سے علٰحدگی
عبادت کیلئے خلوت پسند کرنا۔ جہانتک ہوسکے اپنے نفس کو علٰحدہ رہنے کا پابند
کرنا۔ یہ روش صحابہ اور سلف مین عام تھی۔ لیکن جب قرن ثانی مین دنیا داری پھیلی
تو اللہ والے صوفیہ اور متصوفہ کے نام سے مختص ہوگئے۔ چنانچہ علماء ظاہر کو بھی اسکا
اقرار ہے۔ ابن خلدون علم تصوف کے بیان مین لکھتے ہین وَاَصْلُہٗ اَنَّ طَرِیْقَۃَ
هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَمْ تَزَلْ عِنْدَ سَلَفِ الْاُمَّةِ وَكِبَارِهَا مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَ
مَنْ بَعْدَهُمْ طَرِيْقَةَ الْحَقِّ وَالْهِدَايَةِ وَاَصْلُهَا الْعُكُوْفُ عَلَى الْعِبَادَةِ وَالْاِنْقِطَاعُ اِلَى اللهِ
تَعَالٰى وَالْاِعْرَاضُ عَنْ زُخْرُفِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتِهَا وَالزُّهْدُ فِيْمَا يُقْبِلُ عَلَيْهِ الْجُمْهُوْرُ
مِنْ لَذَّةٍ وَمَالٍ وَجَاهٍ وَالْاِنْفِرَادُ عَنِ الْخَلْقِ فِي الْخَلْوَةِ لِلْعِبَادَةِ وَكَانَ ذٰلِكَ عَامًّا
فِي الصَّحَابَةِ وَالسَّلَفِ فَلَمَّا فَشَا الْاِقْبَالُ

وَجَنَحَ النَّاسُ اِلٰی مُخَالَطَةِ الدُّنْيَا اخْتَصَّ الْمُقْبِلُوْنَ عَلَی الْعِبَادَةِ بِاسْمِ الصُّوْفِيَّةِ وَالْمُتَصَوِّفَةِ الخ اور مدت اسلام مین کوئی ایسا زمانہ نہین گذرا کہ جسمین کوئی مرشد مشائخین صوفیہ سے نہ ہوگا بلکہ ہر زمانے مین ایک صوفی علوم توحید سے ممتاز ہوکر قوم کی امامت کرتا۔ اور اوس وقت کے بڑے بڑے علما اسکے مطیع و فرمان بردار رہتے۔ اور اوس سے برکت حاصل کرتے۔ چنانچہ امام قشیری بابِ وصیت مریدین مین فرماتے ہین۔ وَلَمْ يَكُنْ عَصْرٌ مِنَ الْاَعْصَارِ فِيْ مُدَّةِ الْاِسْلَامِ اِلَّا وَفِيْهِ شَيْخٌ مِنْ شُيُوْخِ هٰذِهِ الطَّائِفَةِ مِمَّنْ لَهٗ عُلُوْمُ التَّوْحِيْدِ وَاِمَامَةُ الْقَوْمِ اِلَّا وَاَئِمَّةُ ذٰلِكَ الْوَقْتِ مِنَ الْعُلَمَاءِ اسْتَسْلَمُوْا لِذٰلِكَ الشَّيْخِ وَتَوَاضَعُوْا لَهٗ وَتَبَرَّكُوْا بِهٖ الخ عوارف المعارف مین ہی کہ صوفیہ کا حال اصحابِ صفہ[۱] سے بہت مشابہ ہی کیونکہ یہ باہم جمع اور ملے جلے ایک دوسرے سے اللہ کے واسطے صحبت و محبت رکہتے اور خدا کی اطاعت مین سرگرم رہتے ہین اور اکثر خانقاہون اور خلوتون مین رہا کرتے ہین۔ جیسے اصحابِ صفہ کہ چارسو آدمی کے قریب تہے نہ اُنکے مدینہ مین گہر اور نہ قرابتدار مسجد مین ہی رہتے نہ زراعت کرتے نہ تجارت نہ دودہ دینے والے جانور پالتے۔ دن کو لکڑیان جمع کرتے رات کو عبادت و تلاوت مین مشغول رہتے اور جناب

[۱] نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین ایک سایہ دار جا تہی جسمین فقرا رہا کرتے

رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اونکی غمخواری فرماتے۔ اور لوگون کو بھی اونکی غمخواری کیلئے برانگیختہ فرماتے اور آپ اونکے پاس بیٹھتے اور اونکے ہمراہ کہانا کہاتے

امروز شاہ شاہان جہان شدہ است مارا		جبریل باملائک دربان شدہ است مارا

اونہی کی شان مین یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ یعنے اے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم او رمت نکالو اون لوگون کو جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے اور اوسکی ذات کے طالب ہین اور آیت وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یعنے اور اے نبی کریم اپنے نفس کو اون لوگون کے ساتھ روکھ رکھو جو اپنے پروردگار کو صبح وشام پکارتے ہین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین نے ستر آدمی اہل صفہ سے اسطرح دیکھے کہ وہ ایک کپڑے سے نماز پڑہتے تھے بعضے اونمین ایسے تھے کہ کپڑا اونکے زانو تک نہین ہوتا تھا اور جب رکوع مین جاتے تو کپڑے کو ہاتھ سے پکڑ لیتے کہ تا ستر نہ کھل جاوے روایت ہی کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل صفہ کے پاس برآمد ہوے اور اونکی محتاجی ملاحظہ کرکے فرمایا کہ اے اصحاب صفہ تمہین بشارت ہو کہ جو تم مین سے اسی صفت پر قایم رہا اور جو کچھ اوسکے پاس ہی اوس سے راضی رہا تو البتہ وہ قیامت کے دن میرا رفیق اور ساتھی ہی غرض اللہ تعالی نے بھی قرآن شریف مین جہان

اہل خیر و صلاح کا ذکر فرمایا ہی تو ایک قوم کو ابرار دوسرون کو مقربین فرمایا ہی اور صوفی مقرب کا نام ہی گو وہ اوس نام سے مشہور نہ ہوا ہو۔ اور یہ نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین نہ تھا تابعین کے زمانہ مین تھا حضرت حسن بصری سے منقول ہی کہ آپنے فرمایا مین نے طواف مین ایک صوفی کو دیکھا اور مین نے اونکو کچھ دینا چاہا تو انہون نے نہین لیا اور فرمایا کہ میرے پاس چار دانگ ہین جو مجھے کافی ہین عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ اَنَّهٗ قَالَ رَأَيْتُ صُوفِيًّا فِي الْمَطَافِ فَاَعْطَيْتُهٗ شَيْئًا فَقَالَ مَعِيَ اَرْبَعَةُ دَوَانِقَ تَكْفِيْنِيْ اس روایت کو وہ روایت اور قوت دیتی ہی جو سفیان ثوری سے منقول ہی کہ آپنے فرمایا اگر ابو ہاشم صوفی نہ ہوتے تو مین ریا کے دقیقے نہ جانتا اور یہ دلیل ہی اس بات پر کہ یہ نام قدیم سے معروف ہی۔ اسم اونکی نشانی اور علم الہٰی اونکی صفت اور تقوے اونکا پیرہن ہی اور حقائق اونکے اسرار ہین۔ قرابتدارون سے علیحدہ فضیلتون کے مالک غیرت کے قبون مین رہنے والے اور حیرت کے ملکون مین بسنے والے فضل الٰہی سے ہر گھڑی اونکی ترقی اور آتش شوق شعلہ زن ہی وہ بھی هَلۡ مِنۡ مَّزِيۡدٍ کہہ رہے ہین آسے میرے خدا اونکی گروہ مین ہمکو اٹھا۔ اور اون کے حالات ہمین عطا فرما انتہی مختصراً ابن خلدون جو علماء ظاہر سے ہین اپنے مقدمہ تاریخ مین علم تصوف کے بیان مین لکھتے ہین کہ جب صوفیہ مذہب زہد و انفراد عن الخلق و اقبال علی العبادۃ

سے مختص ہوے تو اون ماخذون سے بھی مختص ہوے جو اونکے لئے مدرک ہوتے ہین
اور جس کو وہ پاتے ہین **بات** یہ ہی کہ انسان جس حیثیت سے کہ وہ انسان ہی صرف
بسبب ادراک کے تمام حیوانات سے متمیز ہی اور اوسکا ادراک دو قسم پر ہی ایک
ادراکِ علوم و معارف یقین و ظن و شک و وہم دوسرا ادراکِ احوال ثابتہ جیسے
فرح و حزن اور قبض و بسط اور رضا و غضب اور صبر و شکر وغیرہ اور یہی ادراکات
و ارادات و احوال باہم بعضے بعض سے ظاہر ہوتے ہین جیسے دلائل سے علم پیدا
ہوتا ہی اور لذت وہ شے کے ادراک سے فرح اور تکلیف وہ شے کے ادراک سے
حزن پیدا ہوتا ہی حمام سے نشاط تھک جانیسے کسل و ستی پیدا ہوتی ہی۔ اسیطرح
جب مرید مجاہدہ اور عبادت کرتا ہی تو ضرور ہی کہ ہر مجاہدہ کے بعد اوسکا نتیجہ اور حال
ظاہر ہووے اب وہ حال یا عبادت کے قسم سے ہوگا تو اوسکو رسوخ ہو کر مرید کے لئے
مقام ہو جائیگا یا عبادت کے قسم سے نہ ہوگا بلکہ ایک صفت ہوگی حزن یا سرور یا
نشاط یا کسل وغیرہ مقامات سے جو نفس کو حاصل ہوئی ہی تو پہر مرید ایک مقام سے
دوسرے مقام تک ہمیشہ ترقی کرتا رہیگا حتی کہ توحید و معرفت تک پہونچے جو سعادت
کی غایت اور مقصودِ اصلی ہی اور جب نتیجہ پوری طور سے ظاہر نہ ہوا اور اوسمین
کوئی خلل واقع ہو تو ہم سمجھ جائینگے کہ جو پہلے طاعت و اخلاص (ذکر و شغل) ہوا تھا

اوسمین کچھ نہ کچھ ضرور قصور ہوا اور اسی طرح خواطرِ نفسانیہ اور وارداتِ قلبیہ کا
حال ہی لہذا مرید کو اپنے تمام اعمال کے محاسبہ کی ضرورت پڑتی ہی اور اونکے حقائق کو
پرکھنا پڑتا ہی کیونکہ اعمال کے نتایج ضروری ہین اور جو اونمین نقصان و قصور ہو تو
نتیجون مین بھی ہونا ضرور ہی۔ اور ان سب باتون کو مرید اپنے ذوق سے پہچانتا ہے
اور اوسکے اسباب پر اپنے نفس سے محاسبہ کرتا ہی اور اس رنگ کے لوگ بہت ہی
تھوڑے ہین کیونکہ لوگ غفلت مین ایسے مبتلا ہین کہ ان باتونکی اونکو خبر ہی نہین ہے
اور جب اہل عبادات اس مقام تک نہین پہونچتے تو اونکی غایت یہ ہوتی ہی کہ ایسی
عبادتین کیجئے کہ فقہ کے لحاظ سے درست اور پوری طور سے ادا ہو جائین اور ایسے
لوگ عبادات کے نتایج وثمرات سے بحث نہین کرتے اور نہ ذوق و وجدان سے اوسکو
حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہین تو پھر کس طرح معلوم ہو کہ یہ اونکے اعمال نقصان و
قصور سے خالص اور پاک تھے۔ تو اب صوفیہ کا اصل طریق محاسبۂ نفس اون اعمال پر ہے
جو ادا کرنے اور چھوڑنے کے کام ہین اور اون ذوقون اور وجدون مین کلام کرنا جو
مجاہدات کے بعد حاصل ہو کر پھر مرید کیلئے مقام ہو جاتے ہین اور اوس مقام سے پھر
دوسرے مقام کی طرف ترقی کرتا رہتا ہی باوجود اس کے اون صوفیہ کے مخصوص آداب
ہین۔ اور الفاظ مصطلحات ہین جو درمیان اونکے مستعمل ہین کیونکہ لغت کے الفاظ

معانی مشہورہ کیلئے ہین اور جب کوئی ایسے معانی پیش آتے ہین جو معروف نہین ہوتے
توہم کو اوسکے بیان کرنیکے لئے کسی لفظ کی اصطلاح کرنی پڑتی ہی تا اوس لفظ سے
وہ معنی سمجھ مین آئے۔ اسیواسطے صوفیہ اس طرح کے علم سے مخصوص ہوگئے کہ کسی
اہل شریعت کو اسمین کلام کرنیکی گنجائش نہین۔ اور سچ تو یہ ہی کہ علم شریعت ہی
دو قسم پر ہوگیا ہی ایک قسم تو فقہا اور اہل فتاوی سے مخصوص ہی اور وہ عام
لوگون کے احکام عبادات وعادات ومعاملات ہین دوسری قسم قوم کے لئے
خاص ہی جو مجاہدہ ومحاسبہ نفس اور جس قدر وجد اور ذوق سلوک مین حاصل ہوتے
ہین اوسمین کلام اور ایک ذوق سے دوسرے ذوق کی طرف جو ترقی ہوتی ہی
اوسکی کیفیت جاننا اور جو اصطلاحات ان مین مشہور ہین اوسکی شرح سمجھنا اب
یہان سے ہم ابن خلدون کی عربی عبارت لکھ کے ترجمہ کرتے ہین تا بعض مترجمون کی ملمع کاری[1]
سب کھل جائے) فَلَمَّا كُتِبَتِ الْعُلُوْمُ وَدُوِّنَتْ وَاَلَّفَ الْفُقَهَاءُ فِي الْفِقْهِ وَاُصُوْلِهٖ

---

[1] الغزالی صفحہ ۱۸۶۔ امام غزالی پہلے شخص ہین جنہون نے علمی طور پر اس فن کو مرتب کیا۔ پھر علامہ ابن خلدون کی عبارت وجمع الغزالی سے فقط تک لکھکر ماقبل ومابعد کی عبارت اپنے ثبوت مطلب کے لئے حذف کیگئی۔ پھر الغزالی صفحہ ۱۹۱ لکھا کہ علامہ ابن خلدون نے لکھا ہی کہ امام صاحب نے تصوف کو فن بنادیا۔ ناظرین انصاف فرمائین کہ یہ جو ترجمہ کیا کہ امام صاحب نے تصوف کو فن بنادیا یہ ابن خلدون کے کونسے الفاظ کا ترجمہ ہے۔ ابن خلدون کی عبارت کا تو یہ خلاصہ ہی کہ تمام علوم تفسیر وحدیث وفقہ وغیرہ جس طرح ابتدا مین سینہ بسینہ چلے آتے تھے اوسی طرح تصوف کا بھی حال تھا جس طرح وہ علوم

وَالْكَلَامِ وَالتَّفْسِيْرِ وَغَيْرِ ذَالِكَ كُتُبَ رِجَالٍ مِنْ اَهْلِ هٰذِهِ الطَّرِيْقَةِ فِي
طَرِيْقِهِمْ فَمِنْهُمْ مَنْ كَتَبَ فِي الْوَرَعِ وَمُحَاسَبَةِ النَّفْسِ عَلَى الْاِقْتِدَاءِ فِي الْاَخْذِ
وَالتَّرْكِ كَمَا فَعَلَهُ الْقُشَيْرِيُّ فِي كِتَابِ الرِّسَالَةِ وَالسُّهْرَوَرْدِيُّ فِي كِتَابِ
عَوَارِفِ الْمَعَارِفِ وَاَمْثَالِهِمْ وَجَمَعَ الْغَزَالِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ بَيْنَ الْاَمْرَيْنِ فِي كِتَابِ
الْاِحْيَاءِ فَدَوَّنَ فِيْهِ اَحْكَامَ الْوَرَعِ وَالْاِقْتِدَاءِ ثُمَّ بَيَّنَ آدَابَ الْقَوْمِ وَسُنَنَهُمْ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶۷ کے مدوّن ہوے اوسی طرح اہل طریقت نے اپنے علوم کو بھی مدوّن کیا تو علم تصوف ایک علم مدون ہوگیا۔ اور امام غزالی نے اون دو طریقون کو ایک جا جمع کیا افسوس کیا جمع کرنا اور فن بنانا ایک ہی شے ہے جیسے شیعہ قرآن مجید کو بیاض عثمانی کہتے ہین **غرض** مترجم کی یہ تھی کہ کسی طرح ماقبل و مابعد کی عبارت حذف کرکے مورخ ابن خلدون سے یہ ثابت کیجیے کہ یہ علم جدید ہے اور امام صاحب نے ہی تصوف کو فن بنایا ہے۔ اور ابن خلدون جو ابتدا سے علم تصوف مین عبارت لکھی ہے اوس سے بھی چشم پوشی کی۔ گو ہم نے متن مین اوس عبارت کو لکھا ہے لیکن یہان ناظرین کیلیے پہر اوس کا اعادہ کرتے ہین مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۲۷۸ واصل ان طریقۃ هؤلاء القوم لم تزل عند سلف الامۃ وکبارها من الصحابۃ والتابعین ومن بعدهم طریقۃ الحق والهدایۃ الخ وہ تو کہتے ہین کہ اس قوم کا طریقہ بزرگانِ دین صحابہ اور تابعین سے چلا آرہا ہے اور ہمارا معاصر اونہین سے یہ ثابت کیا چاہتا ہے کہ امام غزالی نے اسکو فن کیا ہے۔ ہم نے الغزالی تصوف کے چار ورق غور سے دیکھے تو اسقدر کم و بیشی نکلی رسالہ اصل مذہب نعمانی مین لکھا کہ سیرۃ النعمان کے صفحہ ۱۳ مین لکھا ہے کہ بے شبہ امام ابو حنیفہ نے ایسا ہی کیا ہوگا لیکن اس حیثیت سے وہ رومیون کی بہ نسبت فارسیون کے قانون سے زیادہ مستفید ہوے ہونگے الخ اس تحریر نے امام پر بڑی تہمت لگائی۔ کہتا ہے کہ ملک روم کے نصاریٰ اور ایران کے آگ پوجنے والون سے آپ نے اخذ کیا ہے اور صبح امید مین سید احمد خان کو اپنا مقتدا و مرشد مانا ہے **سے** تا دیدہ قوم کا خدا تو وہ خضر طریق رہنمائی۔ اور علیگڈھ کے مدرسہ کی تعریف مین لکھا ہے **سے** قائم ہوا باتفاق باہم اک مدرسۃ العلوم اعظم تو وہ کعبہ آرزو ہمارا کہ ہر غم مین ہو چارہ جو ہمارا الخ یہ رسالہ مطبع ابو العلائی مین طبع ہو چکا ہے شبلی صاحب کے پوست کندہ حالات جسمین مندرج ہین ۱۲۔

وَشَرَحَ اصْطِلَاحَاتِهِمْ فِي عِبَارَاتِهِمْ وَصَارَ عِلْمُ التَّصَوُّفِ فِي الْمِلَّةِ عِلْمًا مُدَوَّنًا بَعْدَ اَنْ كَانَتِ الطَّرِيقَةُ عِبَادَةً فَقَطْ وَكَانَتْ اَحْكَامُهَا اِنَّمَا تَتَلَقّٰى مِنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ كَمَا وَقَعَ فِي سَائِرِ الْعُلُوْمِ الَّتِي دُوِّنَتْ بِالْكِتَابِ مِنَ التَّفْسِيْرِ وَالْحَدِيْثِ وَالْفِقْهِ وَالْاُصُوْلِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ الخ یعنے جب علوم لکھے گئے اور مدون ہوے تو فقہار نے فقہ و اصول فقہ وکلام وتفسیر وغیرہ مین کتابین تالیف کین۔ اس طریقہ کے بزرگون نے بھی اپنے طریقہ مین کتب لکھ ڈالے کسی نے ورع ومحاسبہ نفس اخذ وترک کی اقتدا مین جیسے قشیری رحمہ اللہ نے کتاب رسالہ مین۔ اور سہروردی کتاب عوارف المعارف مین اور اونکے جیسے لوگون نے بھی لکھا اور غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے دونون طریقون کو احیار مین جمع فرمایا چنانچہ ورع واقتدا کے احکام لکھنے کے ساتھ ارباب حال کے آداب اور طریقے بتلائے اور اون کے مصطلحات کی شرح لکھی اور علم تصوف ملت مین ایک علم مدون ہوگیا جو پہلے صرف طریقۂ عبادت تھا اور جس کے احکام سینہ بسینہ چلے آتے تھے (اسی پر موقوف نہین) بلکہ تمامی علوم کا یہی حال ہی جو تفسیر وحدیث وفقہ واصول مین کتابین مدون ہوئی ہین۔

فضیلت علم صوفیہ

امام قشیری آخر رسالہ باب الوصیۃ للمریدین مین فرماتے ہین۔ کہ صوفیہ کے دلائل سب کے

دلائل سے اعلیٰ ہین انکے مذہب کے قواعد سب مذہبون کے قاعدون سے اقوی ہین
کیونکہ لوگ دو قسم ہین۔ یا اصحاب نقل واثر یا ارباب نقل وفکر۔ اس گروہ کے شائخین
اس سے اوپر ترقی کر گئے جو لوگون کے پاس غائب ہی وہ اون کے نزدیک ظاہر ہے
جو دوسرے لوگونکا مطلوب ومقصود ہی وہ اونکے لیے فضل الٰہی سے موجود ہی۔ وہ اہل
وصال دوسرے لوگ اہل استدلال ہین۔ گویا اون ہی کی شان مین شاعر نے کہا ہی

لَيْلِیْ بِوَجْهِكَ مُشْرِقٌ	وَظَلَامُهٗ فِي النَّاسِ سَارٍ
وَالنَّاسُ فِيْ سُدَفِ[1] الظَّلَامِ	وَنَحْنُ فِيْ ضَوْءِ النَّهَارِ

زمانۂ اسلام مین سے ہر ایک زمانہ مین اون مشائخین صوفیہ مین سے ایک شیخ
ضرور ایسا ہوتا جو علوم توحید سے ممتاز اور امامت قوم سے سرفراز ہوتا اور اوس وقت
کے علما اور ائمہ شریعت اوس شیخ کی اطاعت بجان ودل کرتے۔ اور اوس سے
برکات حاصل کرتے۔ اگر صوفیہ کو یہ خصوصیت وبرکات نہوتے تو کام بالعکس ہوتا
یعنے صوفی مولوی سے برکات حاصل کرتا۔ پہر حضرت شیبان راعی کا قصہ جو امام شافعی
وامام احمد سے ہوا ہی بیان کرکے فرماتے ہین فَاِذَا كَانَ حَالُ الْاُمِّيِّ مِنْهُمْ هٰكَذَا
فَمَا الظَّنُّ بِاَئِمَّتِهِمْ یعنے جب اَن پڑہ صوفی کا یہ حال ہو تو اب اونکے امامون کو تو کیا
خیال کرتا ہی۔ پہر علماء ظاہر کے حکایات جو علماء باطن کی فضیلت کے مقر ہو گئے

[1] جمع سدفۃ وھی الظلمۃ ۱۲

بیان کرکے فرماتے ہین کہ جب اس گروہ صوفیہ کے اصول اصح اصول ہین اور انکے
مشائخ و مرشدین سب سے بڑے ہوے اور انکے علما سب سے زیادہ عالم ہین توجو مرید
انکا معتقد ہی اور سالک بھی ہی تو اونکے مکاشفات غیب مین سے کچھ نہ کچھ اوسکو بھی
حصہ ملیگا پہر وہ اس گروہ کے سوا دوسری جماعت کا طفیلی کسطرح بنیگا۔ اور جس مرید کو کچھ بھی
حال مستقل نہ ہو صرف اتباع و تقلید کررہا ہی اور چاہتا ہی کہ مقام تحقیق کو پہونچے تو وہ
اپنے سلف کی پیروی کرے اور اسی طریقہ پر چلے۔ انہین کی اقتدا بنسبت دوسرو نکے
بہتر اور اعلی ہی۔ حضرت جنید بغدادی نے فرمایا۔ لَوْ عَلِمْتُ اَنَّ لِلّٰهِ عِلْمًا تَحْتَ
اَدِيْمِ السَّمَاءِ اَشْرَفَ مِنْ هٰذَا الْعِلْمِ الَّذِيْ نَتَكَلَّمُ فِيْهِ مَعَ اَصْحَابِنَا وَاِخْوَانِنَا
لَسَعَيْتُ اِلَيْهِ وَلَقَصَدْتُهُ یعنے اگر مین جانتا کہ دنیا مین کوئی علم اس علم سے جو ہم اپنے
دوستون اور برادرون سے بیان کرتے ہین بہتر ہی تو مین ضرور اوسکی طلب کرتا
(تو معلوم ہوا کہ علم صوفیہ سے اشرف کوئی علم نہین) پہر فرماتے ہین کہ مرید کو چاہئے کہ
فقہا کے مسائل مین سے جسمین زیادہ احتیاط ہو اوسی کو اختیار کرے تا خلاف سے نکل جاوے
اور شریعت کی رخصتین ضعیفون اور کام والون کیلئے ہین۔ اور صوفیہ کو تو سوائے خدمت
حق کے اور کیا کام ہی۔ پہر مرید کو چاہئے کہ کوئی مرشد پیدا کرے (تا سیر الی اللہ کے
آداب سیکھے) جسکا کوئی اوستاد نہین وہ کبھی نجات نہ پائیگا۔ حضرت بایزید قدس سرہ فرماتے ہین

مَن لَّمْ يَكُنْ لَّهُ اُسْتَاذٌ فَاِمَامُهُ الشَّيْطَانُ جس کو استاد نہین اوسکا امام شیطان ہی
ہین نے اوستاد ابو علی دقاق[1] سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ جو جھاڑ بغیر بونیوالے کے آپ سے
آپ اُگتا ہی تو ہرا بھرا ہوتا ہی لیکن پھل نہین لاتا۔ اسی طرح مرید کو جب مرشد نہ ملے کہ
جس سے وہ تربیت پاکر درجہ بدرجہ ترقی کر سکتا تھا تو وہ اپنی خواہشات کا مطیع
رہتا ہی جس سے خلاصی ممکن نہین ہوتی۔ پھر آپ سلوک کے مراتب بیان فرماتے ہین
ہم اس کتاب سے اتنے پر ہی کفایت کرتے ہین ورنہ اسمین بہت کچھ ہی امام غزالی[2]
فرماتے ہین کہ علمِ طریقِ آخرت کے دو قسمین ہین ایک علمِ مکاشفہ دوم علمِ معاملہ
قسم اول کا نام علمِ باطن ہی اور وہ سب علوم کی انتہا اور علتِ غائی ہی۔ چنانچہ
بعض عارفون نے کہا کہ جس شخص کو اس علم سے بہرہ نہ ہو مجکو اوسکے خاتمہ کے بُرے

---

[1] الغزالی صفحہ ۱۰۶ مین لکھا کہ اس رسالہ مین (یعنے رسالہ قشیریہ مین) کسی چیز کی حد اور حقیقت نہین بیان کی۔ اور مکاشفات اور روحانی ادراکات کا تو سرے سے ذکر نہین الخ غالبًا اس قائل نے یا تو پورا رسالہ نہین دیکھا یا یہ کہ جناب عالی کے مکاشفات اور ادراکات روحانی کچھ اور ہی ہین جو علیگڈھ کے مدرسہ مین حاصل ہوے ہین کشف الظنون مین ہی الرسالة القشيرية في التصوف للامام ابي القاسم عبد الكريم بن هوازن القشيري الاستاذ الشافعي المتوفى سنة خمس وستين ۴۶۵ واربعمائة وهي عمدة في هذا الفن الخ شارح رسالہ شیخ زکریا انصاری فرماتے ہین هذه الرسالة في علم التصوف للامام العالم الجامع بين الشريعة والحقيقة الى ان قال وولد سنة ست وسبعين ۳۷۶ وثلثمائة الخ

[2] احیاء العلوم جلد اول ۱۲۔

ہونے کا خوف ہی۔ اور ادنی بہرہ اس علم کا یہ ہی کہ اوسکی تصدیق کرے اور جو لوگ
اوسکے اہل ہین اونکے لئے اس علم کا ہونا ماننے اور بعض کا قول ہی کہ جو شخص دنیا سی
محبت رکہتا ہو یا خواہش نفس پر اڑا ہوا وسکو یہ علم حاصل نہ ہوگا گو وہ اور سب علمونکا
محقق ہو جاوے۔ حالانکہ یہ علم مکاشفہ صدیقون اور مقربون کا علم ہی۔ اور وہ ایک نور
ہوتا ہی اور اوسی دل مین چمکتا ہی جسکا دل بُرے صفات سے پاک ہوتا ہی۔ اور اس نور
سے آدمی کو بہت سی باتین منکشف ہوتی ہین۔ جنکا پہلے نام سنا کرتا تھا اور اونکے لئے
معنی مجمل غیر واضح وہم کرتا تھا اب اس نور کے باعث اون سب کے معنی واضح ہو جاتے
ہین یہانتک کہ اس وقت مین ذات خدائے پاک اور اوسکے صفات و افعال کی معرفت
حقیقی حاصل ہوتی ہی اور دل کی معرفت اور فرشتے کا القا اور شیطان کے خطرہ کا فرق
اور خدا تعالی کا لقا اور اوسکی ذات کریم کے دیکہنے کے معنی اور اوس سے نزدیک ہونے
اور اوسکے ہمسایہ مین جا اترنے کی غرض اور ملأ اعلی کی رفاقت اور سوا اسکے اور باتین
جنکی تفصیل طویل ہی اوس نور کے سبب معلوم ہو جاتے ہین اور یہ نور انسان کے جوہر مین ہے
بشرطیکہ آئینہ دل پر دنیا کی خباثتون کے زنگ کی تہین نہ جم گئی ہون۔ اور علم طریق
آخرت سے ہماری غرض یہ ہی کہ آئینہ دل کی جلا کی کیفیت کا علم اون خباثتون سے
جو اللہ تعالی سے اور اوسکے صفات و افعال کی معرفت سے روکتے ہین اور اوس کی

صفائی اور جلا کی تدبیر بجز اسکے نہین کہ شہوتون سے باز رہی اور انبیا علیہم السلام
کی اقتدا اونکی سب حالتون مین کرے اس تدبیر سے جس قدر دل صاف ہوتا جاویگا
اور اوسکے مقابل امر حق کا حصہ واقع ہوگا اوسی قدر اوسمین اوسکی حقیقتونکی جہلک
واقع ہوگی۔ اور اس جلا کی سبیل بجز ریاضت کے جسکی تفصیل اپنے موقع پر مذکور
ہوگی اور بدون سیکہنے کے اور کچھہ نہین۔ اور یہ وہ علوم ہین کہ کتابون مین نہین
لکہے جاتے۔ اور جس شخص کو خداتعالی یہ علم کچھہ بھی عنایت کرتا ہی وہ اوسکا ذکر دوسرونسے
نہین کرتا صرف جو اوسکے اہل ہین اونہین سے کہتا ہی اور یہ وہی علم پوشیدہ ہی۔
جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث[1] مین مراد لیا ہی کہ بعض علم مثل
ہیئت مکنون کے ہین کہ اونکو سوائے خدا کے عارفون کے اور کوئی نہین جانتا قسم دوم علم
یعنے علم معاملہ وہ دل کے حالات کا معلوم کرنا خواہ اچہے ہون جیسے صبر وشکر اور خوف
ورجا وغیرہ یا برے جیسے کینہ وحسد کبر وبغض وریا وغیرہ تو اب ہر ایک کی تعریف

[1] فقیر کہتا ہی کہ کتاب العلم مین صحیح بخاری کے مسطور ہے قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا یَعْرِفُوْنَ اَتُحِبُّوْنَ اَنْ یُّکَذَّبَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ یعنے شیر خدا فرماتے ہین کہ لوگون کو ایسی حدیثین سناؤ جو وہ سمجہتے ہون کیا تم کو اچہا معلوم ہوتا ہی کہ اللہ تعالے اور اوس کے رسول جہٹلائے جائین ۱۲ ۔ منہاج العابدین مین امام زین العابدین سے منقول ہے یارب جوہر علم لو ابوح بہ لقیل لی انت ممن یعبد الوثنا۔ [2] ابوعبدالرحمن سلمی بروایت ابوہریرہ بہ سند ضعیف ۱۲

وحقیقت وسبب وثمرہ وعلاج کو معلوم کرنا علمِ آخرت ہی حاصل یہ کہ فقہا کی نظر
دنیا کی اون چیزون کی نسبت ہی جو فرضِ عین ہی اور یہ علم جو ہمنے بیان کیا آخرت
کی بہتری کی نسبت ہی۔ اگر کسی فقیہ سے ان باتون مین سے ایک بھی بات مثلاً
توکل یا اخلاص کو پوچھو یا سوال کرو کہ ریا سے بچنے کی کیا صورت ہی تو اس سوال کے
جواب مین توقف کریگا حالانکہ یہ بات خود اوسپر فرضِ عین ہی[1] کہ اوسکے معلوم نہ
کرنے سے آخرت اوسکی برباد ہوتی ہی اگر اوس سے لعان اور ظہار اور گھوڑدوڑ کا
مسئلہ دریافت کرو تو دفتر کے دفتر بیان کردیگا جسکی سالہائے سال مین ضرورت
نہین پڑتی اور اگر حاجت بھی ہو تو شہر مین اوسکے بتانیوالے بہت موجود ہین اور
لوگون کو دھوکا یہ دیتا ہی کہ مین فقہ اسلئے سیکھتا ہون کہ یہ علمِ دین اور فرضِ کفایہ ہے
لیکن عقلمند سمجھتا ہی کہ اگر اوسکی یہی غرض ہوتی تو فرضِ کفایہ پر فرضِ عین کو مقدم کرتا
اور حالانکہ علمِ فقہ اوّل درجہ کا علمِ دین نہین کیونکہ فقہ کی منتہائے نظر کو سوچو تو جانوگے

[1] فقیر کہتا ہی کہ ردّ المحتار جلدِ اول صفحہ ۳۲ مین بھی اس علم کو فرضِ عین لکھا ہی وفی تبیین المحارم
لاشك فی فرضیة علم الفرائض الخمس وعلم الاخلاص لان صحة العمل موقوفة علیها
وعلم الحلال والحرام وعلم الریاء لان العابد محروم من ثواب عمله بالریاء وعلم الحسد
والعجب اذهما یأكلان العمل كما تأكل النار الحطب الخ وقال ایضاً وعلم القلب
ای علم الاخلاق لما علمت انه فرض عین وهو مبین فی ربع المهلكات من الاحیاء مختصراً

کہ اوسکی نظر دنیا کے حدود سے آخرت کی طرف تجاوز نہین کرتی مثلاً اسلام مین اگر فقیہ
بیان کریگا یہی بیان کریگا کہ اوسکا اسلام درست ہوا اور یہ اسلام نادرست اور شرطین
مسلمان ہونیکی یہ ہین مگر اس سارے بیان مین اوسکا التفات بجز زبان کے اور طرف
نہ ہوگا۔ دل کی جانب تو کبھی اوسکا خیال نہ گیا اور وہ بالکل اسکی بحث سے خارج ہی ہے
زفقیہ کہتا ہی حالانکہ دل تمام اعضا کا سردار ہی اوسکی درستگی سے سب کی درستگی اوس کے
بگاڑ سے سب کا بگاڑ ہی چنانچہ صحیح بخاری مین ہی اِنَّ فِیْ جَسَدِ اٰدَمَ لَمُضْغَةً اِذَا
صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّهٗ اَلَا وَهِیَ الْقَلْبُ)
اور آخرت مین زبانی اقوال کارآمد نہین بلکہ دلون کے انوار و اسرار و اخلاق مفید ہین
اور یہ امور فنِ فقہ سے نہین۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا دستور تھا کہ وہ حکم دینے یعنے فتوے
دینے سے بہت بچتے تھے اور ہر ایک ایک دوسرے پر ٹال دیا کرتے مگر جب کوئی علمِ قرآنی
اور طریقِ آخرت کا حال پوچھتا تو احتراز نہ فرماتے بلکہ بتا دیتے۔ اور فرضِ کفایہ تو
اور چیزین بھی ہین جیسے طب (اور پچھنے لگانا کپڑا بننا وغیرہ) حالانکہ اوسکی ضرورت بھی
بعضے شہرون مین ہی لیکن یہ جو علمِ فقہ خصوصاً مسائلِ خلافی اور لڑائی جھگڑے کے سیکھنے مین

لہ قال فی تبیین المحارم واما فرض الکفایۃ من العلم فھو کل علم لا یستغنی
عنہ فی قوام امور الدنیا کالطب والحساب والنحو واللغۃ الی ان قال واصول
الصناعات والفلاحۃ کالحیاکۃ والحجامۃ (ردّ المحتار جلد اول صفحہ ۳۲)

مبالغہ کرتا ہی تا کوئی فیصلہ کرنیکا کام یا حکومت ملے اور اپنے ہمسرون مین نام پیدا
کرے مولوی کہلائے (اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہُ) افسوس صد افسوس کہ بُرے عالمون کے
دہوکے سے دین مٹ گیا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہین کہ ہمکو اُس مغالطے سے بچائیے
جس سے اوسکی خفگی ہو۔ علمائے ظاہر مین سے جو اہلِ ورع تھے وہ علمائے باطن اور
صاحب دلونکی فضیلت کے مُقرِ تھے مثلاً امام[1] شافعی حضرت شیبان چرواہی کے سامنے
ایسے بیٹھے جیسے لڑکا مکتب مین اوستاد کے سامنے بیٹھتا ہی اور اون سے پوچھتے کہ فلان
فلان امر مین ہم کیا کرین۔ لوگ امام شافعی سے کہتے کہ آپ جیسا شخص اس جنگلی آدمی
سے پوچھتا ہی۔ آپ فرماتے کہ جو تم نے سیکھا ہی اس شخص کو اوسکی توفیق ملی ہی۔ اور امام احمد
بن حنبل اور یحییٰ بن معین حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہم کے پاس آیا جایا کرتے حالانکہ
علمِ ظاہر مین یہ اون دونون کے پلّے کے نہ تھے اور وہ دونون انسے پوچھا کرتے تھے کہ
ہم کیا کرین۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی جب پوچھا گیا کہ اگر ہم کو ایسا امر
پیش ہو کہ ہم اوس کو قرآن و حدیث مین نہ پائین تو کسطرح کرین آپنے[2] فرمایا کہ نیکبختون سے
سوال کرو اور اوسکو اونکے مشورہ پر منحصر کرو۔ اور اسی وجہ سے کہا گیا ہی کہ علمائے ظاہر

[1] فقیر کہتا ہے کہ یہ چارون امام ظاہر و باطن کے جامع ہین لیکن اون حضرات پر علمِ باطن کا غلبہ رہتا تھا یہ ائمہ علمِ باطن مین اون سے مستفید ہوتے اور وہ حضرات علمِ ظاہر مین ان سے پوچھ لیتے ۱۲۔

[2] طبرانی بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما ۱۲

زمین اور ملک کی زینت ہین اور علمائے باطن آسمان اور ملکوت کی الخ اور امام نے
ابتدائے کتاب مین یہ بھی تصریح فرمادی ہے کہ علم معاملہ کی تقسیم دو حصّون مین ضروری
ہوئی ایک ظاہر جو متعلق اعضا سے ہے وہ منقسم عبادت اور عادت مین ہے۔ اور باطن
جو دل کے احوال اور نفس کی عادتون سے متعلق ہے وہ بھی دو قسم ہے اچھی اور بُری تو
سب چار قسمین ہوئین۔ اور علم معاملہ سے غرض یہ ہے کہ آدمی اوسپر عمل کرکے علم مکاشفہ تک
پہونچے۔ اور یہ علم معاملہ اوس علم مکاشفہ کا ذریعہ ہے الخ حضرت **شہاب الدین**
سہروردی عوارف مین فرماتے ہین کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ
یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا الخ یعنے کسی آدمی کو
سزاوار نہین کہ اللہ تعالیٰ اوس سے باتین کرے مگر یہ کہ وحی یا پردہ کے پیچھے سے یا کسی
رسول کو بھیجے تو رسول کا بھیجنا اور وحی انبیاء کرام علیہم السلام کیلئے مخصوص ہے اور
پردہ کے پیچھے سے کلام الہام اور ہاتف اور خواب وغیرہ مشائخ و راسخین فی العلم کے
واسطے مخصوص ہے اور بھی فرمایا وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَیُعَلِّمُکُمُ اللّٰہُ یعنے تم اللہ تعالیٰ سے
ڈرو اور اللہ تمکو تعلیم دیتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان علم کے
پردہ مین تم پر غالب آجاتا ہے اور کہتا ہے کہ علم طلب کر اور جب تک کہ تو علم نہ پڑھے
عمل نہ کر اسی واسطے ہمیشہ بندہ علم ہی پڑہتا ہے اور عمل کو ٹالتا ہے یہانتک کہ مرجاتا ہے

اور عمل نہین کرتا اور ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ علم کثرتِ روایت سے نہین حاصل ہوتا
علم خوف ہی ہی قال اللہ تعالیٰ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ[1] پھر علومِ دراست سے
علومِ وراثت نکلے اور علومِ دراست دودہ کی مثال اور علومِ وراثت مسکہ جو دودہ
سے نکلا ہی اگر دودہ نہ ہو تو مسکہ بھی نہ ہو۔ مگر مسکہ وہ دہنیت اور چکنائی ہی جو دودہ سے مقصود ہی

علمِ باطن ہمچو مسکہ علمِ ظاہر ہمچو شیر	کے بود بے شیر مسکہ کے بود بے پیر پیر

اور ایمان کے بھی مراتب ہین۔ علم الیقین[2] ۔ عین الیقین ۔ حق الیقین۔ اور علم
صوفیہ کا مقامات مشاہدہ سے ہی اور وہ عین الیقین اور حق الیقین ہی جو مسکہ کے
مانند ہی لیکن دودہ سے ہی نکلا ہی۔ اور اسی علمِ باطن اور قوتِ یقین کی طرف اس
حدیث مین اشارہ ہی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عالم کی
ترجیح عابد پر ایسی ہی کہ جیسی مجھے میری امت پر۔ تو علم بیع و شراء و طلاق و عتاق کیطرف
اس حدیث مین اشارہ نہین ہی اور یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ اگر شیطان بنی آدم کے قلوب کے اردگرد نہ پھرتے تو ضرور مقامات ملکوت کو
دیکھ لیتے اور جب نفوس پاک اور مزکّٰی ہو گئے تو اونکے آئینۂ قلوب صیقلِ تقویٰ سے

[1] یعنے بجز اسکے نہین کہ اللہ سے وہی بندے ڈرتے ہین جو عالم ہین۔ تو یہ اِنَّمَا حصر و قصر کیلیے ہی تو جسکو خوفِ
خدا نہین وہ عالم ہی نہین۔ اسی لئے زہد و تقوی ضرور ہی ۱۲ [2] علم الیقین کی مثال جیسے کسی کو علم ہوا کہ آگ
جلاتی ہی اور عین الیقین یہ کہ خود کسی شے کو آگ مین ڈالکر دیکھ لیا کہ جل گئی۔ حق الیقین یہ کہ آگ خود اپنے ہی جسم کو

مجلّی ہوگئے پہر اونمین اشیاء کی صورتین اپنی ہیئت اور ماہیت پر ظاہر ہوگئین تو دنیا اپنی بُری صورت سے ظاہر ہوئی اوسے ترک کیا اور آخرت اپنے حُسن سے جلوہ گر ہوئی اُسے طلب کیا پہر جب کہ دنیا مین انہون نے کم رغبتی کی تو اونکے باطنون مین انواع و اقسام کے علوم[1] جوش زن ہوے اور علم وراست کے ساتھ علم وراثت بھی ملگیا

[1] جو علوم صوفیہ ہین اور جسکو وہ فرض سمجھتے ہین وہ یہ ہین علمِ حال - علمِ قیام - علمِ خواطر - علمِ یقین - علمِ اخلاص - علمِ نفس اور اوسکے اخلاق کی معرفت (اور معرفتِ نفس سب سے عزیز اور بزرگ علم ہے -) علمِ معرفتِ اقسامِ دنیا اور وجوہِ دقایق ہوے اور مخفی شہواتِ نفس اور اوسکی حرص - علمِ ضرورتِ قولی و فعلی و لباس و خواب و خور - علمِ حقایقِ توبہ - علمِ سئیاتِ مخفی - علمِ اوس سیات کا جو ابرار کے حسنات ہین - علمِ خطراتِ فضولی کے روکنے کا پہر علمِ مراقبہ اور علم اون اشیاء کا جو مراقبہ مین خلل ڈالے - علمِ محاسبہ - علمِ حقایق التوکل اور متوکل کے گناہ اوس کے توکل مین اور فرق اوس توکل مین کہ بحکمِ ایمان واجب ہو اور اوس توکلِ خاص مین جو اہلِ عرفان کے ساتھ مختص ہے - علمِ زہد اور معرفت زہد فی الزہد اور زہد فی الزہد کے بعد معرفتِ زہدِ ثالث کی علمِ رضا اور مقامِ رضا کے گناہ - علمِ انابت و التجا معرفتِ اوقاتِ دعا و سکوت عن الدعاء - علمِ محبت و تفاوتِ محبت عامہ (جسکی تفسیر امتثالِ امر ہے) و محبتِ خاصہ - بعضے علماءِ دنیا محبتِ خاصہ کا انکار کرتے ہین جس طرح رضا سے انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ بجز صبر کے نہین - پہر محبتِ خاص کا تقسیم ہونا محبتِ ذات و صفات مین اور تفاوتِ محبتِ قلب و محبتِ روح و عقل و نفس مین اور فرق محب و محبوب و مرید و مراد کے مقام مین - پہر علوم مشاہدات جس طرح ہیبت و انس قبض و بسط و ہم اور بسط و نشاط مین فرق - علمِ فنا و بقا و تفاوتِ احوال فنا و استتار و تجلی - جمع و فرق - لوامع و طوالع و بوادی - صحو و سکر وغیرہ انکے سوا اور علوم ہین جسکو علماء آخرت بعد عمل کے پاتے ہین اور علماءِ دنیا محروم رہتے ہین اور وہ علوم ذوقیہ ہین جو ذوق و وجدان سے حاصل ہوتے ہین - جس طرح علم کیفیتِ حلاوتِ شکر کا بیان کرنے سے حاصل نہین ہوتا بلکہ جس نے چکھا اوسی نے جانا (عوارف المعارف)

علوم صوفیہ

اور یہ بھی آپنے فرمایا کہ مرید مطالعہ کیلئے علوم و احادیث و حکایاتِ صالحین اور انواع و اقسام کے حکم و امثال کا محتاج ہوتا ہی جس کے سبب عذابِ آخرت سے نجات پاتا ہی۔ اور قلب ہر ایک اچھی شے کا انتخاب کرتا ہی لیکن آدابِ مطالعہ سے یہ ہی کہ جب حدیث و علم کے مطالعہ کا ارادہ ہو تو یہ سمجھنا چاہئیے کہ کبھی مطالعہ ہوائے نفسانی سے بھی ہوتا ہی۔ کیونکہ نفس جب ذکر و تلاوت و عمل سے گھبراجاتا ہے تو وہ مطالعہ سے ایسی ہی راحت پاتا ہی جیسے لوگونکی صحبت اور اونکی بات چیت سے تو عقلمند کو چاہئیے کہ اپنے نفس سے خبردار رہے اور کسی کتاب اور علمی بات کا مطالعہ کرنے مین سبقت نہ کرے بلکہ بعدِ ثبوت و قرار کے رجوع الی اللہ کرے اور اوسکی رحمت سے تائید چاہے کیونکہ کبھی مطالعہ سے بھی اللہ تعالی وہ مراتب عنایت فرماتا ہی جس سے اوسکی حال کی ترقی ہوتی ہی اور اگر پہلے مطالعہ کے استخارہ کرلے تو اور بھی اچھا ہی تا اللہ تعالی اوسکے لئے سمجھنے اور سمجھانے کے دروازے کھولدے غرض علم کیلئے ایک صورتِ ظاہری اور ایک سرِ باطنی اور وہ فہم ہی جسکی بزرگی اس قولِ خداوندی سے ظاہر ہی فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا یعنے ہمنے اوسے سلیمان کو سمجھادیا۔ اور ہر ایک کو ہمنے حکم اور علم دیا۔ اس آیت مین فہم کی طرف خصوصیت کے ساتھ اشارہ فرمایا۔ اور حکم و علم کو علیحدہ علیحدہ کردیا۔

اسی لئے علماءِ باطنی نے جو ضروری چیزین اصل دین ہین اور جسپر بنیاد شرع کی ہی حاصل کرکے اللہ تعالی کی طرف اس طرح رخ کیا کہ غیر حق کا خیال تک نہ آیا پھر مقامِ قرب تک اونکی روحین پہونچ گئین اور ارواح نے قلوب کو منور کیا جب قلب آئینہ کی طرح روشن ہوگیا۔ تو لوحِ محفوظ سے اوسکو کسی قدر سامنا اور محاذات ہوگئی اوسوقت اوس نے صفائی باطن سے اصول علوم کو سمجھ لیا تو اب وہ علمِ کلی اس جزئی علم کی طرف رجوع کرنے نہین دیتا کیونکہ علوم جزئیہ تعلیم اور مشق سے نفوس مین متجزی اور منقسم ہین۔ اسکے وہی اہل ہین جو اس کے ظروف ہین تو علماءِ ظاہر کے نفوس جزئی سے بھر گئے اور اوسی مین وہ ایسے مشغول ہوگئے کہ کلی سے منقطع اور علیحدہ ہوگئے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالی صاحبِ علم و روایت کی پروا نہین کرتا بلکہ جو صاحبِ علم و درایت ہو اوسکا خیال فرماتا ہی۔ اور کبھی بندہ عالم باللہ اور صاحبِ یقینِ کامل ہوتا ہی اور فرضِ کفایات کا اوسکو علم نہین ہوتا۔ چنانچہ اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علمِ حقایق و دقایق و معرفت مین علماءِ تابعین سے بڑھکر تھے۔ اور علماءِ تابعین علمِ فتوی اور احکام مین بعضے صحابہ سے زیادہ تھے اونچے روایت ہی کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو فرماتے

کہ سعید بن المسیب سے پوچھو اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے کہ جابر بن عبداللہ سے پوچھو اور حضرت انس بن مالکؓ فرماتے کہ حسن بصریؒ سے دریافت کرو اسواسطے کہ انہیں یاد ہی اور ہم بھول گئے تو اُن صحابہؓ کا علم فتوی اور احکام مین یہ حال تھا لیکن حقایقِ یقین اور دقایقِ معرفت اون تابعین کو خود سکھلاتے (حاصل کلام علمِ باطن علمِ ظاہر سے جدا نہین چنانچہ جنید رضی اللہ عنہ کا فرمان تھا کہ ہمارا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سے ملا ہوا اور موید ہی بعض صوفیہ نے کہا کہ جس شخص نے اپنے نفس پر قول و فعل مین سنت کو امیر و فرمان روا کر دیا تو اوسنے حکمت کے ساتھ کلام کیا اور جس کسی نے ہوے کو اپنے نفس پر حاکم کیا تو اوس نے بدعت کی گفتگو کی نقل ہی کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز اپنے دوست سے کہا کہ ہمارے ساتھ چلو اوس شخص کو دیکھین جس نے اپنے تئین ولی مشہور کر رکھا ہی اور یہ شخص اپنے گرد و نواح مین زہد اور عبادت کے ساتھ مشہور و معروف تھا تو ہم اوسکی طرف چلے تو وہ جب اپنے گھر سے مسجد کی طرف نکلا قبلہ کی طرف تھوکا حضرت نے فرمایا واپس چلو اور اوسنے سلام علیک نہ کی اور جب واپس آئے تو فرمایا یہ شخص سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کا امین و معتمد نہین ہے پھر وہ مقاماتِ اولیا اور صدیقین کے دعوونکا کس طرح امین ہو سکتا ہی اور حضرت شبلی علیہ الرحمۃ کے خادم سے پوچھا گیا کہ تم نے اونکے انتقال کیوقت انکا کیا حال دیکھا تو کہا جب اونکی زبان بند ہوئی اور پیشانی پر پسینہ آیا مجھے اشارہ کیا کہ نماز کیلئے وضو کرادو تو اونہین وضو کرادیا اوسوقت مین اونکی

اور طریقۂ حق کے سالک[1] دو قسم پر ہوے **ایک** تو وہ کہ طریقۂ علم سے عرفان کو پہونچا ہے
یہ طریقہ ابراہیم خلیل اللہ سے مشابہ ہے کیونکہ آپنے بھی استدلال سے ابتدا فرمائی تھی -
دوسرا طریقہ غیب سے ابتدا کرے پھر عالم شہادت (عالم اجسام) اوسپر منکشف ہو گے
یہ طریقۂ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کیونکہ ابتدا ہی مین آپکا شرح صدر ہوا اور
تجلیاتِ الٰہی ہونے لگین **غرض** جو ساٹھ سال کے بوڑھے ہین تو اونکو چاہئے کہ طریقہ

[1] (مناظرہ) یہ دونون طریقونکو سالکون مین ہر ایک اپنے طریقہ کو فضیلت دیتا ہے - **ارباب نظر** کہتے ہین کہ طریقۂ نظر افضل ہے اس لئے کہ طریقۂ تصفیہ دشوار ہے اور اوس کے واصل بھی تھوڑے ہین - علاوہ یہ کہ اثنارِ مجاہدہ مین مزاج بگڑ جاتا اور عقل مختل ہو جاتی ہے - **اہل تصفیہ** فرماتے ہین کہ جو علوم نظر سے حاصل ہوتے ہین وہ اکثر شائبۂ وہم اور مغالطۂ خیال سے صاف و پاک نہین رہتے اسی لئے اکثر غائب کو حاضر پر قیاس کر کے گمراہ ہوتے ہین اوس کے علاوہ مناظرہ مین اتباع ہوی سے نہین بچ سکتے - بخلاف تصوف کے کہ اوس سے تصفیۂ روح اور تطہیرِ قلب وہم خیال سے ہوتی ہے صرف فیض علوم الٰہیہ کا انتظار باقی رہتا ہے اور جو دشواری و دوری راہ ہے اوس سے صحت علم مین کیا خلل ہے اور جسکے لئے اللہ سبحانہ آسان کرے تو آسانی بھی ہو جاتی ہے - اب رہا اختلال مزاج تو اوسکا علاج ہو سکتا ہے - انکی مثال اون دو گروہ سے دیتے ہین جو باہم صنعت نقش و تصویر مین فخر کرتے تھے آخر مین انکی آزمایش کے لئے دو دیوارین آمنے سامنے کی مقرر کر دی گئین اور بیچ مین پردہ ڈالدیا گیا ایک نے نقاشی مین کمال کر دکھایا اور دوسرے گروہ نے صرف دیوار کو صیقل کر کے آئینہ بنا دیا - جب درمیانی پردہ اٹھا دیا گیا تمام اوس دیوار کے نقوش اس مقابل کی دیوار پر اتر آئے - کہتے ہین کہ یہ علوم نظریہ اور کشفیہ کی مثال ہے - پہلا علم بطریق حواس بڑی محنت و مشقت سے حاصل ہوتا ہے اور دوسرا لوح محفوظ اور ملاءِ اعلیٰ سے (کشف الظنون)

تصفیہ اختیار کرکے اللہ تعالیٰ کی عنایات کے منتظر رہین کہ عرفانِ کامل سے سرفراز فرماوے۔ کیونکہ اونکے لئے اب وقت نہین رہا کہ جسمین طریقۂ علم و نظر کو مقدم کرسکین۔ اور بعضے جوان غبی اور کند ذہن ہوتے ہین تو یہ بھی اونہین بوڑھون کے حکم مین داخل ہین۔ اور بعضے جوان ذکی سمجھدار ہوتے ہین لیکن اوستادِ شفیق و کامل میسر نہین آتا تو اونکا بھی بوڑھونکا سا حال ہو۔ اور اگر تقدیر موافق ہوئی اور اوستاد عالم ہاتھ لگگیا تو ایسے وقت مین طریقۂ نظری کو مقدم کرکے پھر درِ عالم ملکوت کھٹ کھٹانے کے لئے مستعد ہو تا نعمتِ باقی جو کبھی نہ فنا ہونیوالی ہے۔ حاصل ہووے۔ انتہی مختصراً حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی کیمیائے سعادت مین فرماتے ہین اور خواب کی حقیقت کی تفصیل اس کتاب مین بیان کرنا ممکن نہین لیکن مجمل اسقدر جان لینا چاہئے کہ دل آئینہ کے مانند ہے اور لوحِ محفوظ اوس آئینہ کے مانند ہو جسمین سب موجودات کی تصویرین موجود ہون اور صاف آئینہ کو جب تصویر والے آئینہ کے سامنے کرتے ہین تو اوسمین بھی سب تصویرین دکھائی دیتی ہین اسی طرح دل جب آئینہ کی طرح صاف ہو اور محسوسات سے قطع تعلق کرے تو لوحِ محفوظ سے مناسبت اور مقابلہ پیدا کرتا ہو تو لوحِ محفوظ مین سب موجودات کی جو تصویرین موجود ہین وہ دل مین صاف نظر آتی ہین اور دل جبتک محسوسات سے مشغول رہتا ہو عالمِ روحانی کے ساتھ مناسبت

تصفیہ اختیار کرکے اللہ تعالیٰ کی عنایات کے منتظر رہین کہ عرفانِ کامل سے سرفراز فرماوے۔ کیونکہ اونکے لئے اب وقت نہین رہا کہ جسمین طریقۂ علم و نظر کو مقدم کرسکین۔ اور بعضے جوان غبی اور کند ذہن ہوتے ہین تو یہ بھی اونہین بوڑہون کے حکم مین داخل ہین۔ اور بعضے جوان ذکی سمجھدار ہوتے ہین لیکن اوستادِ شفیق و کامل میسر نہین آتا تو اونکا بھی بوڑہون کا سا حال ہے۔ اور اگر تقدیر موافق ہوئی اور اوستاد عالم ہاتھ لگگیا تو ایسے وقت مین طریقۂ نظری کو مقدم کرکے پھر درِ عالم ملکوت کھٹ کھٹانے کے لئے مستعد ہو تا نعمتِ باقی جو کبھی نہ فنا ہونیوالی ہے۔ حاصل ہووے۔ انتہیٰ مختصراً

حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی کیمیائے سعادت مین فرماتے ہین درخواب کی حقیقت کی تفصیل اس کتاب مین بیان کرنا ممکن نہین لیکن مجمل اسقدر جان لینا چاہئے کہ دل آئینہ کے مانند ہے اور لوح محفوظ اوس آئینہ کے مانند ہے جسمین سب موجودات کی تصویرین موجود ہون اور صاف آئینہ کو جب تصویر والے آئینہ کے سامنے کرتے ہین تو اوسمین بھی سب تصویرین دکہائی دیتی ہین اسی طرح دل جب آئینہ کی طرح صاف ہو اور محسوسات سے قطع تعلق کرے تو لوحِ محفوظ سے مناسبت اور مقابلہ پیدا کرتا ہے تو لوحِ محفوظ مین سب موجودات کی جو تصویرین موجود ہین وہ دل مین صاف نظر آتی ہین اور دل جبتک محسوسات سے مشغول رہتا ہے عالم روحانی کے ساتھ مناسبت

نہین ہوتا اور چونکہ خواب مین محسوسات سے بالکل فارغ ہوتا ہو تو خواہ مخواہ عالم
روحانی کو دیکھتا ہو لیکن خواب مین حواس تو علٰحدہ ہوجاتے ہین مگر خیال باقی
رہتا ہو اسی وجہ سے مثال مین خیال نظر آتا ہو اور صاف حال نہین کہلتا اور
جب آدمی مرجاتا ہو نہ خیال باقی رہتا ہو نہ حواس اوسوقت کچھ آڑ نہین ہوتا
کام صاف ہوتا ہے اوسوقت اوس سے کہتے ہین فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ
فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ[1] اور وہ جواب دیتا ہو رَبَّنَا اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا
نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوقِنُونَ[2] اور عالم ملکوت کی طرف دل کی کہڑکی ہونیکی دوسری
دلیل یہ ہو کہ کوئی شخص ایسا نہین جس کے دل مین فراستین اور نیک خطرے الہام
کے طور سے نہ آتے ہون اور وہ حواس کی راہ سے نہین آتے بلکہ دل ہی مین پیدا
ہوتے ہین اور وہ نہین جانتا ہو کہ یہ خطرے کہان سے آئے اتنی بات سے یہ معلوم
ہوا کہ سب علم محسوسات کے سبب سے نہین اور دل اس عالم سے نہین بلکہ عالم
روحانی سے ہو اور حواس جنکو اس عالم کے واسطے پیدا کیا ہو خواہ نخواہ اوس عالم کو
دیکھنے مین آڑ ہونگے اور جب تک اس عالم سے فارغ نہوگا اوس عالم کی طرف راہ نپائیگا
فصل اے عزیز یہ گمان نہ کرنا کہ عالم روحانی کی طرف دل کی کہڑکی بے سوتے

[1] اب کہولدی ہمنے تجہپر سے تیری اندہیری اب نگاہ آج تیز ہے [2] اے رب ہمنے دیکھ لیا اور سن لیا اب ہم کو پہر بہیج ہم کرین بہلائی ہم کو یقین آیا ۱۲

نہین کھلتی ایسا نہین ہی بلکہ اگر کوئی شخص جاگتے ین ریاضت اور محنت کرے
اور دل کو خواہش اور غصہ کے ہاتھ سے چھوڑائے اور برے اخلاق سے پاک کرے
اور خالی جگہ مین بیٹھے اور آنکھ بند اور حواس کو بیکار کرے اور دل کو عالم روحانی سے
یہانتک مناسبت دے کہ ہمیشہ اللہ اللہ دل سے کہی زبان سے نہین حتی کہ آپ سے
اور تمام عالم سے بیخبر ہوجائے اور خدا کے سوا کسی کی خبر نہ رکھے جب ایسا ہوجائے
تو اگرچہ جاگتا ہو تو بھی دل کی کھڑکی کھلی رہے گی اور لوگ جو کچھ خواب مین دیکھین گے
وہ جاگتے مین دیکھیگا فرشتون کی ارواح اچھی صورتون مین اوسپر ظاہر ہون گی
پیغمبرون کو دیکھنے لگیگا اور اون سے بہت فائدہ اور مدد پائیگا زمین آسمان کے
ملکوت اسے نظر آئین گے اور جس کسی پر یہ راہ کھلی وہ عجب عجب تماشے اور بڑے
بڑے کام جنکی تعریف امکان سے باہر ہی دیکھیگا وہ جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہی زُوِيَتْ لِيَ الْاَرْضُ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا[1] اور حق تعالی نے
جو ارشاد فرمایا ہی وَكَذٰلِكَ نُرِيْ اِبْرَاهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[2]
سب اسی حال مین ہی بلکہ انبیا کے علم سب اسی طرح سے تھے حواس اور سیکھنے سے

[1] دکھائی گئی مجکو زمین پہر دیکھا مین نے اوس کے مشرقون اور مغربون کو ۱۲ رواہ مسلم [2] اور اسی طرح دکھانے لگے ہم ابراہیم کو سلطنت آسمان اور زمین کی ۱۲۔

نہ تھے اور سب کا آغاز ریاضت اور مجاہدہ تھا جیسا حق تعالی نے فرمایا ہی وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا یعنے سب سے رشتہ تعلق توڑ اور اپنے تئین بالکل خدا کے قبضہ اختیار مین چھوڑ دنیا کی تدبیر مین مشغول نہو کہ خدا سب کام خود درست کرتا ہی رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِیْلًا جب تو نے اپنا وکیل خدا کو بنایا تو بے پروا اور خلائق سے جدا رہ وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیْلًا یہ سب ریاضت اور مشقت کی تعلیم ہی کہ خلق کی دشمنی اور دنیا کی خواہش اور محسوسات کے ساتھ شغل سے دل صاف ہو اور اس امر کو پڑھکر حاصل کرنا عالمونکا طریقہ ہی یہ بھی بڑا کام ہی لیکن نبوت کی راہ اور انبیا اولیا کے علم کی یہ نسبت جو آدمیون کے بے سکھائے رب العزت کی درگاہ سے حاصل ہوتا ہی چھوٹا ہی بہت لوگون کو اس راہ کا راست اور درست ہونا تجربہ اور عقلی دلیل سے معلوم ہوا ہی۔ ایعزیز اگرچہ تجھکو ذوق سے یہ حال حاصل نہ ہو اور سیکھنے سے بھی نہ معلوم ہو اور عقلی دلیل سے بھی نہ حاصل ہو لیکن اتنا تو ہو کہ اس کا ایمان لا اور تصدیق کر تا کہ تینون درجون سے محروم نہ رہ اور کافر نہو جا اور یہ امور دل کے عالمون کے عجائبات سے ہین اور اسی سے آدمی کے دل کی بزرگی معلوم ہوتی ہی **فصل العزیز** یہ سب جو بیان ہوا اس سے اصل آدمی کی

ے مالک مشرق اور مغرب کا اوس بن کسی کی بندگی نہین سو پکڑ اوسکو کام سونپنا سلہ اور سہتا رہ جو کہتے رہین اور چھوڑ اونکو بھلی طرح چھوڑنا ۱۲

بزرگی تجھے معلوم ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صوفیون کی کیا راہ ہی یہ جو تو نے
سنا ہوگا کہ صوفی کہتے ہین کہ علم اس راہ مین آڑ ہی اور تونے اس سے انکار کیا ہوگا
تو انکار نہ کر صوفیونکا یہ کہنا حق ہی اسواسطے کہ محسوسات اور محسوسات کے علم کے ساتھ
اگر تو مشغول رہیگا تو یہ شغل اوس حال سے پردہ اور حجاب ہوگا اور دل حوض کے
مثل ہے اور حواس گویا پانچ نہرین ہین کہ اونکی راہ سے حوض مین پانی جاتا ہی اگر تجھکو
منظور رہو کہ حوض کی تہ سے صاف پانی نکلے تو اوسکی یہ تدبیر ہی کہ باہر سے آیا ہوا
پانی جو حوض مین ہی اور اوس پانی کے سبب سے جو کیچڑ ہو گئی ہی اوسے بالکل حوض سے
نکال اور سب نہر دنکا راستہ بند کر کہ حوض مین باہر کا پانی نہ آنے پاوے اور حوض کی
تہ کو کھود کہ صاف پانی اوس کے اندر سے نکلے اور حوض جبتک باہر کے پانی سے
بھرا رہیگا ممکن نہین کہ اوسکی تہ سے پانی نکل سکے اسی طرح باہر والے علم سے جبتک
دل خالی نہ ہولے تب تک وہ علم جو دل کے اندر سے پیدا ہوتا ہی نہ پیدا ہوگا ہان عالم
اپنے تئین اگر سیکھے ہوے علم سے خالی کر ڈالے اور اوسکے ساتھ مشغول نہ رہے تو
وہ علم جس سے اپنے تئین خالی کیا ہی حجاب نہ ہوگا اور ممکن ہی کہ اوس عالم کو کشف حاصل ہو
اسی طرح اگر کوئی شخص محسوسات کے خیال سے اپنا دل خالی کرے تو وہ خیالات جنسے
دل خالی کیا ہی اوسے حجاب نہونگے اور حجاب کا سبب یہ ہی کہ مثلاً جب کسی شخص نے

اہل سنت کے اعتقاد سیکہے اور گفتگو اور مباحثہ کیلیے جیسا چاہیے اوسکی دلیلین سیکہین
اور اپنے تئین بالکل اوسی کا کردیا اور یہ اعتقاد کرلیا کہ اس علم کے سوا اور کوئی علم
ہی نہین تو جب اوسکے دل مین کچھ آئیگا یہی کہیگا کہ جو مین نے سیکہا ہی یہ اوسکے
خلاف ہی اور جو اوسکے خلاف ہی وہ باطل ہی ایسے آدمی کو کامون کی حقیقت معلوم
ہونا ممکن نہین اسواسطے کہ جو اعتقاد عوام لوگون کو سکہاتے ہین وہ حقیقت کا ڈہانچا ہے
اصل حقیقت اور پوری معرفت وہ ہی کہ حقیقتین ڈہانچے سے ایسی کہل جائین جیسے
ہڈی سے گودا اے عزیز جان تو کہ جو کوئی اعتقاد کی تائید کے واسطے جہگڑنے کا طریقہ
سیکہتا ہی اوسے کچھ حقیقت نہین کہلتی جب یہ سمجہا کہ سب علم مین ہی جانتا ہون تو سمجھ
اوسکا حجاب ہوتی ہی اور اسوجہ سے کہ یہ سمجہہ اوسپر غالب ہوتی ہی جس نے کچھ تھوڑا سا
سیکہا ہی تو غالبًا ایسے لوگ اس درجہ سے محروم اور محجوب رہین گے اور جو کوئی اس
سمجھ کو دور کرے اوسکا علم آڑ نہ ہوگا بلکہ یہ کشف اوسے حاصل ہوگا اور اوسکا درجہ
کامل ہوگا اور اوسکی راہ اوس شخص کی راہ سے بہت بیخوف اور رسیدہ ہوگی جسکا
قدم علم مین پہلے سے مضبوط نہوا اور مدت تک خیال باطل مین پہسا رہا ہو اور
تھوڑا شبہ بھی اوسکے لئے آڑ ہوتا ہو اور عالم ایسے خطرہ سے بے دہشت ہی۔ اے عزیز
اگر کسی صاحب کشف سے تو سنے کہ علم آڑ ہی تو چاہیئے کہ تو اس بات کے معنی سمجھے اور

انکار نکرے لیکن غیر مباح کو مباح ٹھہرانے والے نفس پرور بے بہرہ لوگ جو اس زمانے
مین نکلے ہین ہرگز خود انکو یہ حال ہی نہین ہی صوفیونکی بنی ہوئی واہیات باتین کچھ
سیکھی ہین اوران لوگونکا یہ شغل ہی کہ تمام دن اپنے تئین دھوتے ہین لنگ گودڑی
جانماز سے اپنے تئین آراستہ کرکے علم اور علما کی مذمت کرتے ہین یہ لوگ مارڈالنے کے
قابل ہین اسواسطے کہ آدمیون کے شیطان اور خدا رسُول کے دشمن ہین کیونکہ خدا و
رسُول نے علم اور عالمون کی تعریف کی ہی اور تمام عالم کو علم کی طرف بلایا ہی یہ بدبخت
جب صاحبِ حالت نہ ہو اور علم بھی حاصل نہ کیا ہو تو ایسی بات یعنے علم اور علما
کو برا کہنا اسکو کب درست ہی اور اوس بدبخت کی مثل اوس شخص کی ایسی ہے جس نے
سنا ہو کہ کیمیا سونے سے بہتر ہی اس لئے کہ اوس سے بے انتہا سونا ہاتھ آتا ہی اور جب
سونے کا خزانہ اوسکے سامنے رکھین تو اوسپر ہاتھ نہ ڈالے اور کہے کہ سونا کس کام
آتا ہی اور کیا حقیقت رکھتا ہی کیمیا چاہیے جو سونے کی اصل ہی اور سونا نہ لے اور کیمیا
نہ اوس نے دیکھی ہو نہ وہ کیمیا کو جانتا ہو ایسا شخص بدبخت اور مفلس اور بھوکا رہتا ہے
اور اپنی بات کی خوشی مین کہ مین نے آپ یہ کہا کہ کیمیا سونے سے بہتر ہی خوش ہوتا ہے
اور بڑھ بڑھ کے باتین بناتا ہی تو انبیا اولیا کا کشف تو کیمیا کے مانند ہی اور عالمونکا علم
سونے کے مثل ہی اور کیمیا کے مالک کو سونے کے مالک پر سب طرح سے فوقیت ہے

لیکن یہان پر ایک اور نکتہ ہی کہ اگر کسی کے پاس اتنی ہی کیمیا ہو کہ اوس سے سونے کے
سو دینار سے زیادہ نہین حاصل ہو سکتے تو ایسے شخص کو اوس شخص پر کچھ فضیلت نہین ہی
جس کے پاس سونے کے ہزار دینار موجود ہون اور جیسا کہ کیمیا کی کتابین اور باتین
اور تلاشی بہت ہین اور اس زمانہ مین اوسکی حقیقت کمیاب ہی اور بہت سے ڈہونڈہنے
والے دغا کہاتے ہین صوفیونکا کام بھی ایسا ہی ہی اصل صوفی پن ان لوگون مین
نہین جو ہی تو تہوڑا اور یہ بات نادر ہی کہ وہ کمال کو پہونچے تو جاننا چاہئے کہ جس کسیکو
صوفیونکا تہوڑا سا حال نمودار ہو اوسے ہر عالم پر فضیلت نہین ہی کیونکہ انہین سے
بہتون کو ایسا ہوتا ہی کہ اس کام کے شروع مین کچھ حال اونپر ظاہر ہوتا ہی اوس وقت
اوس درجہ سے گر پڑتے ہین اور کامل نہین ہوتے اور بعضے ہوتے ہین کہ سودا اور
خیالِ خام اون پر غالب ہوتا ہی اور اوسکی کچھ اصل نہین ہوتی اور وہ اوسے حق اور
مستحکم کام سمجھتے ہین اور وہ ایسا نہین ہوتا اور جیسا خواب مین اصل اور خیالات
واہیات دونون ہوتے ہین اوسی طرح اس حال مین بھی ہوتے ہین بلکہ[1] عالمون پر
اوس شخص کو فضیلت ہی جو اوس حال مین ایسا کامل ہوا ہو کہ جو علمِ دین سے علاقہ
رکہتا ہی اور اونکو سیکھنے سے حاصل ہوتا ہی وہ شخص بے سیکھے آپ اوس علم کو جان لے

[1] ہر صوفی کو ہر عالم پر فضیلت نہین ہان صوفیِ کامل کو عالمِ ظاہر پر فضیلت ہے ۱۲

اور یہ امر نہایت نادر ہی تو جاہے کہ ایعزیز تصوف کی اصل راہ اور صوفیونکی بزرگی پر ایمان لااور اس زمانہ کے صوفیون کے سبب سے ادن اصلی صوفیون سے بد اعتقاد نہ ہو اور ان مین سے جو علم اور عالمون پر طعن کرتا ہی تو سمجھ کہ نادانی سے کرتا ہے۔ ابن خلدون صفحہ ۶۲ مدارک غیبیہ کے بیان مین لکھتے ہین کہ جو متصوفہ ہین اونکی ریاضت دینی ہے اور وہ بُرے مقاصد سے پاک ہی۔ اونکی مقصد و مراد خاطر جمعی اور ہمہ تن خدا کی طرف متوجہ ہونا ہی تا اونکو مذاقِ عرفان توحید حاصل ہوے۔ اور وہ اپنی ریاضت مین جمع ہمت اور گرسنگی کے علاوہ ذکر کو اپنی غذا مقرر کرتے ہین جس سے اونکی ریاضت کامل ہو جاتی ہی کیونکہ جب نفس ذکر سے پرورش پاتا ہی تو معرفتِ الہی سے بہت ہی قریب ہو جاتا ہی۔ اور جو نفس کہ ذکر سے عاری ہو وہ شیطانی ہی۔ اور معرفتِ غیب اور تصرف و کرامات جو ان متصوفہ کو حاصل ہوتے ہین وہ تبعًا اور عارضی ہین۔ ابتداءِ امر مین اونکی یہ غرض نہ تھی۔ اگر یہی اونکا مقصود ہوتا تو غیر اللہ کے طالب قرار پاتے اور یہ کیا بُری طلب ہی بلکہ حقیقت مین شرک ہی۔ اونکی خواہش و توجہ صرف معبود برحق کی جانب ہی۔ اوسکے ماسوا سے اونکو کوئی غرض نہین۔ اور جو ضمن خدا طلبی مین تصرف و اطلاعِ غیب ہو جاتی ہی وہ اونکا مقصود نہ تھا بلکہ بہت سے لوگون کو جب یہ تصرفات حاصل ہوتے ہین تو اوس سے بھاگتے ہین اور اوسکو مشہور نہین کرتے

اور یہ جو غیب اور دل کی باتین بیان کرتے ہین اوسکو فراست وکشف کہتے ہین
اور جو تصرفات ہوتے ہین اوسکا نام کرامت ہی۔ اور ایسے امور کا اون سے ظاہر
ہونا کوئی نایاب وغیر معروف بات نہین۔ بعضے لوگ معجزہ سے کرامت کا التباس
سمجھکر کرامت سے انکار کرتے ہین۔ اور متکلمین کے پاس معتمد یہ ہی کہ دونون مین تفرقہ
تحدی کا ہی یعنے مقابلہ کو طلب کرکے (صاحب شریعت) معجزہ دکہاتا ہی (اور ولی
نبی کا طفیلی ہی) صحیح حدیث مین آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ تم مین محدث (ملہم) لوگ ہین اور عمر اونہین مین سے ہی۔ اور صحابہ سے بھی ایسے
کرامات مشہور ہین چنانچہ اسکی شہادت کیلئے وہ قصہ معروف ومشہور رہی جو حضرت عمر
نے منبر پر خطبہ پڑہتے پڑہتے فرمایا یَاسَارِیَۃُ الْجَبَل۔ اور یہ ساریہ بن زنیم عراق کو
مسلمانونکا لشکر لیکر گئے تھے اور اونکے سردار تھے۔ جب مسلمانون پر کافرونکا غلبہ ہوا
توآپنے سردار لشکر کا نام لیکر پکارا کہ پہاڑ سے مل جاؤ وَسَمِعَہٗ سَارِیَۃُ وَھُوَ بِمَکَانِہٖ
وَرَأَیٰ شَخْصَہٗ ھُنَالِکَ یعنے ساریہ نے اپنے مقام پر آپکی آواز سنی اور وہین
آپکو دیکھ بھی لیا اور یہ قصہ[1] مشہور ومعروف ہی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
کی وہ کرامت جو آپنے اپنی بیٹی ام المومنین بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنے

[1] ابن مردویہ اور ابونعیم وغیرہما بھی روایت کرتے ہین (صواعق محرقہ)

وارثون کیلئے وصیت فرماتے وقت سیاقِ کلام مین اس طرح فرمایا اِنَّمَا هُمَا اَخَوَاكِ
وَاُخْتَاكِ یعنے تمہارے دو بہن اور دو بھائی ہین ام المومنین نے عرض کی کہ ایک
بہن اسماء ہین دوسری کون آپنے فرمایا کہ یہ جو بنتِ خارجہ کے شکم مین ہی مین سمجھتا
ہون کہ وہ لڑکی ہی پہر وہ لڑکی ہی ہوئی۔ یہ کرامت موطا باب مالا یجوز من النحل
مین مذکور ہی۔ اور ایسے واقعات صحابہ رضی اللہ عنہم سے اور اونکے بعد صلحا سے بہت ہوے ہین
لیکن اہلِ تصوف فرماتے ہین کہ زمانہ نبوت مین یہ کم ہوئے ہین کیونکہ حضورِ نبوی مین
مرید کی حالت باقی نہین رہتی بلکہ کہتے ہین کہ اب بھی مدینہ شریف مین مرید کی وہ
حالت نہین رہتی ہی یہانتک کہ وہان سے فراق ہو (آفتاب کے سامنے تارونکی
روشنی کہان باقی رہتی ہی) پہر علمِ تصوف مین لکھتے ہین کہ حق بات یہ ہی کہ صوفیہ کے
باب مین گفتگو اور کلام چار طرح پر ہی **پہلا مجاہدہ** اور ذوق و وجد اور اعمالِ نفس پر
سے محاسبہ کرنا تا وہ ذوق مقام ہو پہر اوس سے دوسرے مقام کی طرف ترقی کرین
اس بات کو کوئی شخص رد نہین کرسکتا اور اونکے جو مذاق ہین وہ صحیح ہین اور اوس سے
متحقق ہونا عینِ سعادت ہی **دوسرا کشف** اور عالمِ غیب سے جو حقیقت کہ مدرک
ہوتی ہی مثل صفاتِ ربانی ۔ عرش ۔ کرسی ۔ ملائکہ ۔ وحی ۔ نبوت ۔ روح اور ہر وجود
کی حقیقت خواہ وہ غائب ہو یا حاضر اور صدور مخلوقات کی ترکیب موجد سے اور

اونکا اس جہان مین آثار جسکو وہ وحدت الوجود کہتے ہین) اسمین اکثر اونکا کلام متشابہات کی قسم سے ہی کیونکہ اونکے پاس یہ وجدانی ہی اور جسکو وجدان نہین اون کے مذاق سے کوسون دور ہی اور لغت اونکا مقصد و مراد بیان نہین کرسکتی اسلئے کہ وہ معروف شے کیلئے وضع کیگئی ہی جسمین سے اکثر محسوسات ہین تو ہمکو چاہئے کہ اونکے کلام سے تعرض نہ کرین اور جس طرح ہم نے متشابہ کو چھوڑ دیا ہی اسکو بھی چھوڑ دین اور جسکو اللہ تعالی نے ان کلمات کے سمجھنے کی توفیق دی اور موافق ظاہر شریعت سمجھا تو اوس نے بڑی سعادت حاصل کی تیسرا تصرف عالم و مخلوقات مین قسم قسم کے کرامات سے۔ اور غیب کی خبرین دینا ہی یہ بھی صحیح ہی کوئی انکار نہین کرسکتا اگرچہ بعضون نے انکار کیا لیکن وہ باطل ہی اور اس کثرت سے کرامات کا ظہور ہوا ہے کہ اسکا انکار کرنا ایک قسم کا مکابرہ ہی چوتھا الفاظِ موہمہ جس کے ظاہری معنی مشکل ہوتے ہین اور یہ اکثر صوفیون سے ظاہر ہوے ہین اونکی اصطلاح مین اسکو شطحیات کہتے ہین تو انصاف اس قوم کی شان کے لحاظ سے یہی ہی کہ وہ حس سے غائب ہوتے ہین اور جب واردات اونکے مالک ہوتے ہین تو ایسے الفاظ کہہ دیتے ہین کہ جس کے کہنے کا قصد نہ تھا اور صاحبِ غیبت غیر مخاطب اور مجبور معذور ہے اور وجدانی کیفیت بیان کرنیکے لئے الفاظ نہین ملتے اسلئے جنکا علم و فضل مشہور

اور وہ متقدمین جیسے ابو یزید تو انکے الفاظ کو کسی اچھے معنون پر محمول کرنا چاہئے
اور جس کا فضل نا معلوم اور وہ غیر مشہور ہو اور ہمارے لئے اپنے کلام کی کوئی
تاویل بھی نہ بتلائے جس پر ہم اوسکو محمول کر سکین تو جو کچھ اوس سے صادر ہوگا اوپر
مواخذہ ہوگا۔ الخ۔ **امام شعرانی** مقدمۂ طبقاتِ کبریٰ مین فرماتے ہین کہ تصوف
خلاصۂ اعمالِ عبد ہو اور اعمال بھی ایسے جو موافقِ شریعت اور علتون اور حظوظِ
نفسانی سے پاک ہون جیسے علمِ معانی و بیان خلاصۂ علمِ نحو ہو۔ اب جو تصوف کو علم
مستقل قرار دیتا ہو وہ بھی سچا ہو۔ اور جو اوسکو عین احکامِ شریعت سمجھتا ہو وہ بھی صادق
ہو جیسے بعضے علمِ معانی و بیان کو علمِ مستقل سمجھتے ہین اور بعضے نحو مین داخل کر دیتے ہین
پھر جب بندہ طریقۂ قوم مین داخل ہو کر تبحر پیدا کرتا ہو تو اللہ تعالی ایک قوتِ استنباط
اوسکو عنایت فرماتا ہو۔ اوسکی مثال پوری پوری احکامِ ظاہر کی طرح ہو۔ تو وہ طریقہ
مین واجبات۔ مندوبات۔ آداب۔ محرمات۔ مکروہات۔ خلافِ اولی استنباط کرتا ہے
جس طرح مجتہدون نے کیا ہو۔ اور مجتہد نے جس کو واجب کیا اور شریعت مین اوسکی
تصریح نہ تھی تو ولی نے جس کو واجب کیا ہو اوس سے بڑھکر نہین ہو سکتا۔ جس طرح
امام یافعی وغیرہ نے اسکی تصریح کی ہو۔ **خلاصہ** یہ کہ صوفیہ کا وہی انکار کرتا ہو جو اونکے
حال سے واقف نہین۔ یا اونسے سوءِ ظن رکہتا اور اونکو ریاکار سمجھتا ہو اور حالانکہ یہ شرع

مین جایز نہین ہی مین نے وہ رسالہ دیکھا جسکو شیخ محی الدین بن عربیؒ نے شیخ فخرالدین
رازی صاحب تفسیر کو بھجوایا - اور اوسمین اس بات سے اونکو آگاہ فرمایا کہ ابھی علم
مین تمہارا درجہ کم ہی - اور حالانکہ علما مین انکا اعلی مقام ہی - تھوڑا سا اوس رسالہ کا
یہ ہی - اے میرے بھائی اللہ تعالی ہمکو اور تمکو توفیق سرفراز کرے جان کہ
ہمارے پاس آدمی علم مین کامل نہین ہوتا یہانتک کہ اوسکا علم بے واسطۂ نقل
و اُستاد کے خود خدا سے ہووے - اگر اوسکو علم بواسطۂ نقل و اُستاد کے حاصل ہوتا ہی
تو وہ محدثات سے لے رہا ہی اور یہ اہل اللہ کے پاس معلول ہی اور جسکی عمر معرفت محدثات
اور اوسکی تفصیل مین بہر رہ گئی تو اپنے پروردگار کی نعمتون اور لذتون سے محروم رہا
کیونکہ جو علوم محدثات سے متعلق ہین آدمی کی عمر اوسی مین فنا ہو جاتی اور اوسکی حقیقت
کو نہین پہونچ سکتا ہی - اے میرے بھائی اگر تو کسی مرشد اللہ والے کے پاس سلوک
طے کرے تو دربار شہود حق تک پہونچا دیگا اب تو اوس سے تمام امور کا علم بطریق الہام
صحیح بے تعب و مشقت لیگا جیسا کہ خضر علیہ السلام لیتے ہین - تو علم وہی ہی جو کشف و شہود
سے ہو نہ نظر و فکر و ظن و تخمین سے حضرت ابو یزید بسطامیؒ اپنے زمانہ کے علماؤن کو
فرماتے تھے اَخَذْتُمْ عِلْمَكُمْ مِنْ عُلَمَاءِ الرُّسُوْمِ مَيِّتًا عَنْ مَيِّتٍ وَاَخَذْنَا عِلْمَنَا عَنِ الْحَيِّ
الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ یعنے تم نے اپنا علم علماء رسمی سے لیا جو یکے بعد دیگرے اس عالم سے چل بسے

اور ہم نے اوس زندہ سے علم لیا ہی جو کبھی نہین مرتا۔ اے میرے بھائی اب تو
وہی علم طلب کر جو تیری ذات کو کامل کرے۔ اور جہان تو نقل کرے وہ تیرے ساتھ
ہی رہی۔ اور ایسا علم وہی ہی جو بطورِ وہبی اور مشاہدہ سے ہو۔ مثلاً علم طب کی احتیاج
عالمِ اسقام و امراض مین ہی اور جب تو ایسے عالم کی طرف منتقل ہو جائے جہان بیماری
نہ ہو تو پھر تو کس کا علاج کریگا۔ کسکو دوا دیگا۔ اب عالمِ آخرت مین ساتھ رہنے والے
علم دو ہی ہین ایک علم باللہ عزوجل دوسرا علم آخرت کے مقامات کا تا تجلیات
جو وہان ہونگے اوسکا انکار نہ کرے اور جب حق تعالیٰ تجلی فرمائے تو کہین نَعُوْذُ بِاللّٰہِ
مِنْکَ نہ کہے جس طرح حدیث مین آیا ہی۔ اب تو اسی جہان مین اون دونون علم کا
کشف حاصل کرے تا اسکا ثمرہ اوس جہان مین ملے۔ اور یہان کے علوم اسیقدر سیکھ
جسکی سیر الی اللہ مین ضرورت پڑے بطریق مصطلحات اہل اللہ کے۔ اور ان دونون
علم کے کشف ہونے کا یہی طریقہ ہی کہ خلوت و ریاضت و مشاہدہ و جذب الٰہی ہو الخ
حضرت شیخ ابو الحسن شاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کی عادت
اولیا اور برگزیدہ لوگون مین اس طرح جاری ہوئی ہی کہ جہان اونکے قلوب غیر حق
کی طرف مایل ہوے کہ اون پر خلق کو مسلط فرما دیا لیکن جب اونکو پوری توجہ اللہ تعالےٰ
کی جانب ہوئی تو آخر مین مخلوق پر انہین کو غلبہ اور نصرت حاصل ہوئی انتہی مین کہتا ہون

یہ اسلئے ہی کہ مرید سالک کچھ ایک خلق کی جانب مایل رہتا ہی اور اپنے حق مین بسبب
اونکے اعتقاد کے ایک قسم کا اون پر اعتماد کرتا ہی تو ایسے وقت مین سیر الی اللہ خالص
طور سے مشکل ہوتی ہی پہر جب اوسکو لوگ ایذا دیتے اور اوسکی مذمت کرتے او نقصان
وعیب لگاتے اور اوسپر تہمت باندہتے ہین تو اوسکا نفس اون سب سے متنفر ہو جاتا
اور کسی حال مین اونپر اعتماد نہین کرتا ہی۔ اب ایسے وقت مین اپنے رب سے کامل
صفائی ہوتی ہی۔ اور اوسکی طرف کامل توجہ ہوتی ہی کہ دوسری جانب التفات تک
نہین کرتا۔ پہر بعد سیر منتہی ہونیکے جب خلق کی ہدایت کی طرف رجوع کرتا ہی تو خلعت
حلم وعفو وستر پہنکر مخلوق سے ایذائین جھیلتا ہی۔ اور اللہ سے اون سب باتون کی
راضی رہتا ہی جو اوسکے بندون سے اوسکی شان مین گستاخی وبے ادبی ہوتی ہی
اس سبب سے اللہ تعالیٰ اوسکا مرتبہ اپنے بندون مین بلند فرماتا ہی اور اوسکے
انوار کامل ہوتے ہین اور جیسے رسولون نے مخلوق سے ایذا اٹھائی ہی یقینی طور سے
یہ بھی اوس میراث کا وارث ہو جاتا ہی کیونکہ یہان کاملون کے دو مقام ہوتے ہین
یا تو قلب سے حق سبحانہ کا مشاہدہ رہتا ہی ایسا شخص مع الحق ہی بندونکی طرف اوسکو
کچھ التفات نہین یا یہ کہ مخلوق کا مشاہدہ رہتا ہی تو اونکو اللہ تعالیٰ کے بندے
سمجھتا ہی اور اون کے میان کے خیال سے اونکی بھی تعظیم کرتا ہی انبیاء کرام کا بھی

یہی حال تھا کہ لوگ قسم قسم کے طوفان اور تہمتین لگاتے اور یہ حضرات صبر
فرماتے اور رحمت و لطف سے پیش آتے۔ اولیاء و علما کو بھی اونکی میراث ملی ہی
اسلئے انکو بھی ایذا دینا اور تہمت کا عیب لگانا ضروری ہی۔ لیکن جب کسی ولی کو شرح صدر
اور وسعت دلی رہتی ہی تو اوسکے موذیونکو تکلیف کم پہونچتی ہی اور جب اوسکو قبض
یا جلالی رنگ کا غلبہ رہتا ہی تو تکلیف دینے والا بہت جلد خراب ہوتا ہی) اور اکثر
لوگ جو اولیا کی صحبت مین بیٹھتے ہین تو ظاہر بشریت کو دیکھتے ہین اسلئے اون کے
برکات سے بہت ہی کم فائدہ اوٹھاتے ہین لیکن جب اللہ تعالی کو منظور ہوتا ہے
کہ اپنے کسی بندے کو ولی سے نفع حاصل ہو تو اوسکی ظاہری بشریت دور فرما کے
ولی کی کوئی وجہ خصوصیت ظاہر فرماتا ہی تو یقینی طور پر اوس سے اعتقاد ہو جاتا ہے
اور نہایت چاہتا محبت کرتا ہی اور یہ بھی ایک اللہ کا سر خفی ہی کہ اولیاء کے شان
مین لوگون کو دو طرح پر منقسم فرمایا۔ کوئی معتقد۔ کوئی مکذب۔ جب جھٹلائے جاتے ہین
صبر کرتے ہین اور جب انکو لوگ سچا سمجھتے ہین تو شکر کرتے ہین کیونکہ ایمان کے دو ہی
حصے ہین نصف صبر اور نصف شکر۔ خداوند عالم یہ دونون مقام عنایت فرمانے کیلئے
انکو اسی رنگ مین رکھا۔ اور جب کسی ولی کی طبیعت لوگون کے کافر و زندیق و
جادوگر کہنے سے گھبرائی جاتی ہی تو ہاتف حق سے ندا آتی ہی کہ ہماری جناب مین لوگون

نے کیا کچھ نہ کہا۔ (مریم علیہا السلام کو جو عیسیٰ علیہ السلام کو بیٹا بنایا) ہمارے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیسے بُرے القاب سے پکارا۔ کیون تو ہماری اقتدا نہین کرتا ہماری طرح صبر وتحمل نہین کرتا (ہم سب کچھ سنکر اونکو کھلاتے پلاتے ورنہ ہم چاہتے تو ایک آن مین سب فنا ہو جاتے) الخ فقیر اس بیان کو مقامات صوفیہ پر ختم کرتا ہے

مقاماتِ عشرۂ حضراتِ صوفیہ

(۱) توبہ (۲) ورع (۳) زہد (۴) صبر (۵) فقر (۶) شکر (۷) خوف (۸) رجا (۹) توکل (۱۰) رضا

نظم

ٹھہرائی مشایخون نے یہ بات
ترتیب سے جانین دس مقامات

پہلے کر لے گنہ سے توبہ
کر عزم کہ پھر نہ نام لون گا

پھر ورع کے تو مقام مین آ
ہر شبہ کی چیز چھوڑتا جا

پھر زہد کا ہے مقام عالی
سب چھوڑ جو ہون حظوظِ نفسی

پھر صبر کا ہے مقام اعلےٰ
کیجے نہ کبھی کسی سے شکوہ

پھر فقر کا ہے مقام بھاری
دل پاک ہو رغبتون سے عاری

پھر شکر کا ہے مقام حضرت	ہر نعمت سے ادا ہو طاعت
پھر خوف ہو پھر رجاؤ امید	پھر ہووے توکل اوسپہ جاوید
پھر ہووے رضا قضا ِ حق پر	ہم سب کو خلیق کو میسر

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ جو طلبِ علم کے لئے زمین مین سیاح تھے بیان ہو چکا بعد اسکے اونکا قصہ بیان فرماتا ہی جو اسلام کی اشاعت کیلئے زمین مین سیاح تھے یعنے ذوالقرنین ناظرین تفسیر ہمنے ابتدا ِ سورۂ کہف صفحہ ۲۸۱ مین اس حدیث کو لکھا ہی کہ یہودیون کے سکہلانیسے کافرون نے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تین باتون کا سوال کیا تھا (۱) اصحابِ کہف (۲) روح (۳) وہ شخص کون ہی جو مشرق و مغرب کا مالک ہو گیا تھا یعنے ذوالقرنین۔ دو باتونکا جواب تو ادا ہو چکا

اب ذوالقرنین کے قصہ کو اس طرح بیان فرماتا ہی وَيَسْأَلُونَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ

قُلْ سَأَتْلُو عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا ۝ إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ

لہ صاحبِ تفسیر کبیر نے ذوالقرنین کے متعلق چار قول نقل کر کے ترجیح اسکو دی کہ وہ اسکندر بن فیلقوس یونانی ہی۔ لیکن آخر مین لکھا کہ اسمین ایک اشکال ہی کہ وہ تو ارسطاطالیس حکیم کا شاگرد تھا اور اوسی کے مذہب پر تھا اور اوسکا مذہب فلسفی ہی۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے اوسکو تکریم کے ساتھ ذکر کیا لازم آئیگا یہ کہ کہا جائے کہ ارسطاطالیس کا مذہب حق ہی اور یہ کس طرح ہو سکتا ہی تفسیر نیشاپوری مین اسکا اسطرح جواب دیا گیا کہ یہ کچھ ضرور نہین کہ وہ ہر بات مین فلاسفہ کا پیرو ہو اور فلاسفہ کی سب باتین باطل نہین شاید اوس نے صافی کو لیا اور مکدر کو ترک کر دیا ہو شہابِ خفاجی فرماتے ہین کہ خوامخواہ یونانی مقرر کر کے پھر اس اعتراضونکو رفع کرتے رہنے کی کیا ضرورت

شَيْءٍ سَبَبًا ۙ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ

فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۭ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ

اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ۝ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ

نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ۝ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ

قَاَتْبَعَ
نافع و ابن کثیر و ابو عمرو نے ساتھ ہمزۂ وصل کے با ب افتعال سے ۱۲۔
حَامِيَةٍ
ابن عامر و شعبہ و حمزہ و کسائی ساتھ زیادتی الف اور یا بجائے ہمزہ کے اور معنی اوسکے گرم ہین۔ اور دونون قراءتون مین منافات نہین کیونکہ ہوسکتا ہے کہ دونون ہون
نُكْرًا
نافع و ابن ذکوان و شعبہ ساتھ ضمہ کاف کے ۱۲۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰۴ کی ہی الخ قرطبی نے سہیلی سے نقل کی کہ علم تواریخ سے ظاہر ہوتا ہی کہ اسکندر دو ہین ایک زمانۂ خلیل علیہ السلام مین دوسرا کچھہ قبل زمانہ عیسٰے علیہ السلام کے تفسیر ابو السعود مین علامۂ ابن کثیر سے منقول ہی کہ اسکندر دو ہین اور بہت لوگ یہ سمجھتے کہ دونون ایک ہی ہین اور یہ کہ قرآن مین جو مذکور ہی سکندر یونانی متاخر ہی حالانکہ اس سے بڑی غلطی اور بڑا فتنہ پیدا ہوجاتا ہی اور کیونکر نہ پیدا ہو کہ ذوالقرنین اسکندر جو اول تھا وہ تو بندۂ صالح مومن بادشاہ عادل تھا اور ان کے وزیر خضر علیہ السلام تھے۔ اور ابراہیم خلیل علیہ السلام کے ہمراہ خانہ کعبہ کا طواف کیا اور وہ خلیل علیہ السلام پر ایمان لائے اور رہا دوسرا اسکندر تو وہ کافر تھا اور اوس کا وزیر ارسطاطالیس فیلسوف تھا اور دونون اسکندر کے درمیان دو ہزار برس سے زیادہ فرق ہی تو کہان وہ اور کہان یہ انتہی یہ عبارت ابن کثیر کی تفسیر مین تو نہین ہی لیکن تفسیر مین انہون نے کہا میری کتاب بدایہ ہدایہ مین اسکا بیان ہی شاید ابو السعود نے اوسی سے نقل کی ہو اور یہ بھی انھون نے لکھا کہ یہ اسکندر یونانی مقدونی جس کے نام سے تاریخ روم ہی اور یہ مسیح علیہ السلام سے قریب تین سو سال پہلے تھا۔ اور مقدونی نسبت ہی اوس شہر کی طرف جو روم کے شہرون مین قسطنطنیہ کے غربی رخ کو واقع ہی اب وہ ویران ہی کوئی وہان نہین رہتا الخ ابن تیمیہ نے کتاب الرد علی المنطقین لکھا کہ مشہور و متواتر ہی کہ ارسطو اس اسکندر کا وزیر تھا جو مسیح علیہ السلام سے تین سو برس پہلے تھا اور بہت سے جاہل یہ سمجھتے ہین ذوالقرنین ہی جس کا ذکر قرآن مجید مین ہی اور اس جہت سے ارسطو کی تعظیم کرتے ہین کہ ارسطو اوسکا وزیر تھا جیسا کہ ابن سینا وغیرہ نے ایسا گمان کیا اور لکھا ہی اور وہ تو صرف ارض القدس تک پہونچا سد سکندری تک نہین پہونچا چنانچہ اوسکی اخبار صاف بیان کرتے ہین اور وہ مشرک بت پرست تھا اور یہی حال ارسطو اور اوسکی قوم کا ہی کہ بت

وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَنِ الْحُسْنٰى ج وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ؕ اور اے
(پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم سے ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہین۔ کہو اب مین
اوسکا حال تم سے بیان کرتا ہون۔ بیشک ہم نے اوسکو روے زمین پر بڑی حکومت
دی تھی اور اسکو ہر طرحکا سامان دیا تھا پہر اوس نے ایک راستہ اختیار کیا یہان تک
کہ جب آفتاب ڈوبنے کی جگہہ پہونچا تو اوسکو کیچڑ کے ایک چشمہ مین ڈوبتا ہوا پایا
اور اوس (چشمہ) کے پاس ایک قوم کو دیکھا۔ ہم نے کہا اے ذوالقرنین تجھکو

جَزَآءُ الْحُسْنٰى
نافع ومکی وبصری وشامی وشعبہ مضاف بغیر تنوین کے ساتھ رفع کے ۱۲

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰۵ { پوچھتے تھے الخ بعضے دوسرے علما اور مولانا نظامی رحمۃ اللہ علیہ سکندر نامہ مین ہی اسکندر یونانی کو ذوالقرنین فرماتے ہین جس کا ذکر قرآن مجید مین ہے۔ چونکہ ابن تیمیہ لوگون کو بہت جلد مشرک بنانیوالے ہین اونکی تقلید کی ضرورت نہین۔ اور کوئی قول موجب یقین نہین ۱۲۔

لہ ابن عبدالحکم فتوح مصر مین اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن الانباری مصاحف مین اور ابن مردویہ ابوالطفیل کے طریق سے بیان کرتے ہین کہ ابن الکوا نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ ذوالقرنین پیغمبر تھے یا بادشاہ تھے۔ آپ نے فرمایا کہ نہ وہ نبی تھے نہ بادشاہ تھے۔ لیکن بندہ صالح تھے انہون نے اللہ کو محبوب بنایا تو اللہ تعالی اونکو بھی اپنا محبوب بنایا۔ اور انہون نے اللہ کے واسطے نصیحت کی تو اللہ تعالی نے بھی اونکی بہتری چاہی۔ اللہ تعالی اونکو اونکی قوم پر مبعوث کیا۔ انہون نے اونکے سر کے دائین قرن پر مارا وہ مر گئے پہر اللہ تعالی نے اونکو زندہ فرمایا پہر جہاد کے لئے بھیجا انہون نے اون کے بائین قرن پر مارا وہ مر گئے اللہ تعالے نے اونسے جہاد کرنیکے لئے پھر زندہ کیا اور اسی واسطے وہ ذوالقرنین کے نام سے موسوم ہوا اور تم مین اون ذوالقرنین کے مثل موجود ہی (درمنثور) سراج مین لکھا کہ اونکی مثل سے آپنے ذات شریف کو مراد لیا۔ وجہ تسمیہ ذوالقرنین (۱) وہی جو اوپر مذکور ہوئی (۲) روے زمین کے قرنین یعنے جانبین شرق وغرب کو پہرے تھے۔ (۳) اون کے وقت مین لوگون کے دو قرن گذرے اور وہ زندہ تھے (۴) سر مین بال دو تھے یا تاج مین مشابہ دو سینگون کے تھے۔ (۵) نور وظلمت اونکی مسخر تھی۔ اندہیری رات مین نور آگے آگے چلتا تھا

اختیار ہی اونکو عذاب دے یا اونکے ساتھ اچھا معاملہ کر۔ کہا جو کوئی ظلم کریگا
ہم اوسکو عذاب دینگے پھر اپنے رب کی طرف پلٹایے جائیگا اور وہ اوسکو سخت
عذاب کریگا۔ اور جو کوئی ایمان لائیگا اور اچھا کام کریگا تو اوسکے لئے اچھا بدلہ ہے
اور ہم بھی اپنے مقدمہ مین اوسکو آسان بات کہین گے حضرت ذو القرنین
بعض کے پاس پیغمبر تھے اور اونکی نیک بختی پر توسب متفق ہین اون کے زمانہ
مین بھی اختلاف ہی۔ وجہ اختلاف وہ اخبار ہین جو لوگون نے اہل کتاب یہود
و نصاری سے نقل کئے۔ اور ہم کو حدیث صحیح مین حکم دیا گیا ہی کہ ہم اہل کتاب کی
باتون کو نہ سچ جانین اور نہ جھوٹ بتلائین ابن کثیر روایت کرتے ہین کہ معاویہ
کہا کرتے تھے کہ ہم کعب احبار کی طرف سے دروغ کو امتحان کرتے اور مراد یہ نہین
کہ کعب عمداً جھوٹ بولتے تھے بلکہ مطلب یہ ہی کہ اپنے صحائف اہل کتاب سے
جو نقل کیا کرتے تھے سو نقل کرنے مین تو وہ سچے ہین کہ اونکی کتابون مین یون ہی ذکر کیا
گیا تھا لیکن ان کتابونکا یہ حال ہی کہ اکثر اوسمین تبدیل و تصحیف و تحریف اور بناوٹ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰۶ } اندھیرا ایسے چھا جاتا ہے ۱ ؎ اس سے یہ مراد نہین کہ تمام اشیاء دئیے گئے تھے کیونکہ یہ خلاف عقل و عادت ہی بلکہ وہی اسباب جنکی اونکو ضرورت ہوتی اور یہ تخصیص عقلی مضر تعمیم اطلاق نہین ۱۲ ۲ ؎ ابن منذر و ابن ابی حاتم نے مجاہد سے کہ انھون نے کہا کہ لفظ ایک ہوتا ہی اور معنی اوس کے جدا جدا ہوتے ہین اور دوسرے سبب کے معنی راستے کے ہین جیسے فرعون نے ہامان سے کہا تھا لَعَلِّیْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ یعنی شاید مین پہونچون راستون مین آسمان کے راستون مین (در)

سے پاک نہین ہین۔ اور ہم کو اللہ اور اوس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگاہ کرنیکے بعد اونکی روایتون سے بالکل کسی شے کی حاجت نہین۔ اور بیشک انہین روایتون سے لوگون مین بڑا فساد اور بہت شر پھیل گیا ہی الخ آیات سی یہ معلوم ہوا کہ پہلا سفر انکا بجانب غرب ہوا اور چلتے چلتے جانب مغرب زمین کی انتہا پر جب پہونچے تو آفتاب[1] کو اسطرح دیکھا کہ گویا چشمہ کے اندر ڈوبا جاتا ہی جو کیچڑ[2] سے بھرا ہی اور وہان حضرت ذوالقرنین نے ایک قوم کو بھی پایا۔ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ ہمنے کہا[3] اے ذوالقرنین خواہ تو عذاب کرے خواہ اونکے ساتھ بھلائی کرے

---

[1] ابن کثیر نے فرمایا کہ یہ معنی اسوجہ سے لئے گئے کہ آفتاب کی جائے غرب آسمانی تک تو پہونچنا متعذر ہے اور یہ جو قصاص بیان کرتے ہین کہ ذوالقرنین ایک مدت تک اس طرح چلے کہ آفتاب اونکی پشت پر غروب ہوتا تھا۔ یہ ایسی باتین ہین کہ جنکی کچھ حقیقت نہین اور اکثر یہ باتین اہل کتاب کی خرافات مین سے ہین کہ اونکے زندیق وملحدون نے دروغ بناکر ملادیا ہی الخ حدیث صحیح مین زمین سے آسمان کا فاصلہ کئی سو برس کی راہ مذکور ہی اور آیات مین آسمان کے ساتھ آفتاب کی سیر مصرح ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ اور ایک حدیث صحیح مین آفتاب کا عرش کے نیچے سجدہ کرنا بھی مروی ہی تو جب زمین سے آسمان اول کا یہ فاصلہ ہی تو عرش سی کسقدر فاصلہ ہوگا کیونکہ آسمان وزمین وکرسی وغیرہ سب عرش کے نیچے ہین۔ اور غروب ہونیکے یہ معنی ہین کہ وہ آدمیونکی نظر سے پوشیدہ ہوجاتا ہی۔ اور اسکے سوا جو خرافات اقوال فلاسفہ ہین اہل اسلام اوس سے بحث نہین کرتے بیضاوی کہتے ہین کہ اللہ تعالی یون نہین فرمایا کانت تَغْرُبُ یعنی فی الواقع آفتاب وہان غروب ہوتا تھا بلکہ فرمایا وَجَدَهَا تَغْرُبُ یعنی ذوالقرنین نے اوسکو ایسا اپنی نگاہ مین پایا ۱۲ [2] حماة بمعنی الطین والوحل الراسب فی الماء والتقدیر فی عین ذات حمئة من حمات البئر اذا صارت ذا حماة ۱۲ [3] اور یہ جو اللہ تعالی نے اونکو پکارا اگر نبی ہین تو یہ ندا بطور وحی تھا اور جو ولی ہون تو بطور الہام ہی (بیضاوی)

یعنے اختیار دیا گیا تھا کہ چاہو تو قتل کرین قید کرین یا احسان سے پیش آئین اسلام
کی دعوت کرین آپنے اسلام کی دعوت کی رحمدلی سے اونسے پیش آئے اور عرض کی
کہ پروردگار میری دعوت کے بعد بھی جو ظلم عظیم یعنے شرک[1] پر اڑا رہا تو وہ دونون جہان
مین عذاب کیا جائیگا مین بھی عذاب کرونگا اور تو بھی اوسکو سزا دیگا۔ اور جو
ایمان لایا اور اچھے کام کئے اوسکے لئے نیک بدلا ہی۔ خاص طورسے آخرت مین اور
بطور عموم دنیا مین بھی۔ اور ہم اوسکے حق مین اپنے کام زکوٰۃ خراج وغیرہ آسان
کرینگے بعد سفر مغربی کے سفر مشرقی کا ذکر فرماتا ہی ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتّٰۤى اِذَا
بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ۝
كَذٰلِكَ ؕ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ۝ پھر اوس نے (مشرق پہونچنے کیلئے)
ایک راہ اختیار کی۔ یہان تک کہ جب سورج نکلنے کی جگہ پہونچا تو اوسکو پایا کہ
ایک قوم پر طلوع ہوتا ہی کہ ہم نے اونکے لئے سوائے آفتاب کے کوئی پردہ نہین
بنایا۔ اسی طرح (قصہ ذوالقرنین) ہی اور اوسکے پاس جو کچھ تھا (اور اوسکی پوری
پوری کیفیت سے) ہم خوب آگاہ ہین یعنے پھر حضرت ذوالقرنین مشرق سے
ایسی جا پہونچے کہ آباد زمین مین سب سے پہلے آفتاب اونہین لوگون پر طلوع

[1] ابن منذر و ابن ابی حاتم نے ضحاک سے کہ ظلم سے مراد شرک ہے ۱۲
خُبْرًا علمًا اخرجہ ابن ابی شیبہ وابن المنذر وابن ابی حاتم عن مجاہد (در)

ثُمَّ اَتْبَعَ
نافع وابن کثیر وابوعمرو نے ساتھ ہمزۂ وصل تشدید تا باب افتعال سے ۱۲

ہوتا تھا۔ اور نہ اونکو لباس تھا نہ مکان دہوپ اونکا لباس آفتاب اونکے
سر پر سایہ افگن۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب سورج نکلتا وہ لوگ
اپنے تہ خانون مین داخل ہوتے۔ یہان تک کہ سورج ڈہلتا تھا۔ حسن[1] بصری
نے فرمایا کہ اونکی زمین عمارت کو نہین اٹھا سکتی تھی اسی طرح قصہ ذوالقرنین
کا ہی یعنے جس طرح ہم نے بیان کیا یا یہ کہ جس طرح مغرب شمس کے پاس کے لوگون
مین حکم کیا اوسی طرح مطلع شمس کی قوم مین حکم کیا۔ اور ہم ہی اونکے لشکر و آلات
و اسباب سے خوب واقف ہین دوسرونکو کیا معلوم۔ جب مشرق و مغرب کا
سفر ہوچکا تو تیسرا سفر جو غالبًا جانب شمال ہوا اس طرح بیان فرمایا ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ٥

حَتّٰٓى إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُونِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ
قَوْلًا ٥ قَالُوا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ فَهَلْ
نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى أَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ٥ قَالَ مَا مَكَّنِّي فِيهِ
رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ٥ آتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ ۖ
حَتّٰٓى إِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوا ۖ حَتّٰٓى إِذَا جَعَلَهُ نَارًا

[1] ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابو الشیخ (در) طیالسی بزار ابن منذر ابن ابی حاتم۔ ابو الشیخ (در)
رَدْمًا اصل معناه سد الثلمة بالحجارة ونحوها وهو اكبر من السد من قولهم ثوب مردم
اذا كان رقاعا فوق رقاع ۱۲ زبر الحديد قطعه والزبرة القطعة الكبيرة ۱۲
الصدفين جانبي الجبلين لانهما يتصادفان اي يتقابلان (كبير)

ثُمَّ أَتْبَعَ
ساتھ ہمزہ وصل کے باب
افتعال سے نافع و ابن کثیر
و ابو عمرو ۱۲

السُّدَّيْنِ
نافع و ابن عامر و شعبہ حمزہ
و کسائی ساتھ ضم سین
معنی ایک ہے ۱۲

يُفْقِهُونَ
حمزہ و کسائی ساتھ ضم
یا اور کسر قاف کے
باب افعال سے یعنے
سامع کو اپنا کلام نہین
سمجہا سکتے تھے ۱۲

يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ
سوائے عاصم کے سب
قاری بجائے ہمزہ کے
الف سے ۱۲

خَرَاجًا
حمزہ و کسائی ساتھ زیادتی
الف اور فتح را کے معنی
ایک ہے ۱۲

سُدًّا
نافع و ابن عامر و شعبہ
ساتھ ضم سین کے ۱۲

مَا مَكَّنَنِي
ابن کثیر ساتھ دونون کے
پہلا مفتوح دوسرا مکسور
مخفف ہے ادغام کے
معنی ایک ہے ۱۲

ائْتُونِي
شعبہ ساتھ ہمزہ وصل کے
جب وصل کرے تو نون
یا کو کسرہ بعد اوسکے
ساکن اور جب شروع
کرے ہمزہ وصل سے تو
اوسکے بعد کا ہمزہ یا سے
بدل جائے گا یعنے
ایْتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ
زبر منصوب بنزع خافض
ہے یعنے لاؤ دو مجکو بڑے
بڑے ٹکڑے لوہے کے ۱۲

الصُّدُفَيْنِ
ابن کثیر و ابو عمرو و ابن عامر

قَالَ اٰتُوْنِىْٓ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ؕ فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ۝ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّىْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّىْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّىْ حَقًّا ۝ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِىْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۝ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضَا ۝ نِ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِىْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِىْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ۝

پھر ایک راستہ اختیار کیا یہان تک کہ جب دو پہاڑون کے درمیان پہونچا تو اونکے اسطرف ایسی قوم کو پایا جو بات نہین سمجھ سکتی تھی انہون نے کہا اے ذوالقرنین یاجوج اور ماجوج ملک مین فساد کرتے ہین۔ پہر کیا تمہارے لئے خرچ

قَالَ اٰتُوْنِىْ فَمَا اسْطَاعُوْا
حمزہ ساتھ تھ حمزہ ساتھ تشدید
ہمزہ وصل کے طاکے تا کا طاسے
اور قطع کے لئے ادغام ہو اور
دو دوسری قرأت
مین تا بعد ادغام کے

دَكًّا
نافع و ابن کثیر و ابو عمرو
و ابن عامر نے بلا ہمزہ ساتھ
تنوین کے مصدر ہے
معنی مین مفعول کے
ای مدکوکا مستویا
من الارض ۱۲

دَكَّآءَ۔ كلما انبسط بعد الارتفاع فقد اندك۔ ای ارضا مستوية والموصوف مقدر ۱۲

قِطْرًا۔ وهو النحاس المذاب لانه يقطر وقطرا منصوب بقوله افرغ ۱۲

لہ بخاری و مسلم نے حضرت زینب تک سند پہونچائی جو جحش کی بیٹی تھین انہون نے فرمایا کہ جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سوتے سے جاگے اور انکا چہرہ سرخ تھا اور آپ فرماتے تھے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خرابی ہے عرب کے واسطے اوس بڑی چیز سے جو نزدیک آ پہونچی۔ کہل گیا۔ آجکے دن یاجوج اور ماجوج کی دیوار مین سے اوس کے برابر آپنے اپنے ہاتھ سے حلقہ باندھا مین نے کہا اے پیغمبر اللہ کے کیا ہم ہلاک ہو جاوینگے اور ہم مین اچھے لوگ موجود ہونگے آپنے فرمایا ہان جب پلیدی بہت ہوگی امام احمد و ترمذی ابن ماجہ اور ابن ابی حاتم اور ابن حبان نے اور حاکم نے صحیح سند کہکر اور ابن مردویہ نے اور بیہقی نے بعث مین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تک سند پہونچائی کہ جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یاجوج اور ماجوج اوس دیوار کو ہر روز کہودتے ہین یہانتک کہ جب قریب ہوتا ہے کہ سورج کی شعاع دیکہین وہ جو اون کے اوپر ہے یعنی سردار ہے وہ کہتا ہے پلٹ چلو

مقرر کرین اس بات پر کہ تم ہمارے اور اونکے بیچ مین ایک دیوار بنا دو۔ ذوالقرنین
نے کہا کہ جو کچھہ میرے رب نے مجھے مقدور دے رکھا ہی۔ وہ بہتر ہی پھر تم (جسمانی)
قوت سے میری مدد کرو کہ مین تمہارے اونکے درمیان ایک آڑ (یعنے مضبوط دیوار)
بنا دون۔ مجھکو لوہے کے تختے لادو یہانتک کہ (ذوالقرنین نے) دونون پہاڑون کے
بیچ کی کشادگی کو برابر کر دیا تو کہا (آگ) پھونکو جب اوسکو آگ کر دیا تو کہا کہ میرے پاس
پگھلا ہوا تانبا لادو کہ اوسپر ڈالدون (جب اسطرح دیوار تیار ہو چکی تو) پھر وہ اوس پر
نہ چڑہ سکتے تھے اور نہ اوسمین نقب لگا سکتے تھے۔ کہا یہ میرے رب کی مہربانی ہی پھر جب
میرے رب کا وعدہ آئیگا تو اوسکو ڈہا کر برابر کر دیگا۔ اور میرے رب کا وعدہ سچا ہی اور
ہم اوس دن اونکو ایسا کر چھوڑینگے کہ (بسبب اژدہام کے) باہم ملجائین گے۔ اور صور پھونکا
جائیگا پھر ہم ان سب کو اکٹھا کرین گے اور اوس دن کافرون کے سامنے جہنم کو لائین گے۔
ایسے وہ کہ جنکی آنکھون پر میری یاد سے پردہ پڑا ہوا تھا اور وہ کچھہ نہین سن سکتے تھے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۱۱ ہی اب کل تم اوسکو کہول لوگے پھر وہ پلٹ کر اوس طرف آتے ہین تو اوسکو بہت مضبوط پاتے ہین یہانتک کہ جب اونکی مدت پہونچے گی اور اللہ چاہیگا کہ اونکو لوگون پر بھیجے وہ کھودینگے یہانتک کہ جب قریب ہوگا کہ وہ سورج کی شعاع دیکھین جو شخص اونکے اوپر ہی وہ کہیگا پلٹ چلو پھر اب کل آکر اگر اللہ چاہی تو تم اوسکو کہول لوگے پھر وہ پلٹ کر اوسطرف آوین گے اور وہ اوسیطرح پر ہوگا جس طرح کہ اونہون نے اوسکو چھوڑا تھا پھر وہ کھود ینگے اور لوگون کیطرف نکلین گے پھر پانیون کو پی جاوینگے اور لوگ اون سے اپنے قلعون مین پناہ پکڑین گے پھر وہ اپنے تیر آسمان کیطرف پہینکین گے پھر وہ خون مین رنگین ہوکر آوینگے اوسوقت وہ کہین گے کہ ہم زمین اور آسمان کے لوگون پر غالب آگئے پھر اللہ اونکی گردنون مین کیڑے بھیجیگا پھر وہ ہلاک ہوجاوین گے جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اوسکی جسکے ہاتھ مین محمد کی جان ہی زمین کے جانور اون کے گوشت سے موٹے اور تازے ہونگے ابن جریر
ابن مردویہ نے ابوبکر ثقفی تک سند پہونچائی کہ ایک بدو نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین نے یاجوج اور ماجوج کی دیوار دیکھی ہی آپنے فرمایا تو اوسکا پتہ مجھہ سے بیان کر اوس نے کہا جیسے چادر چار خانہ کی ایک لکیر سیاہ اور ایک لکیر سرخ آپنے فرمایا

ابن کثیر نے لکھا ہی کہ ذوالقرنین کا جس گروہ پر گذر ہوتا اونسے مقابلہ کرکے غالب آتے۔ پہر اونکو اللہ کی طرف بلاتے۔ جس نے اونکا کہا مانا وہ تو اچھا رہا۔ اور نہین تو ہر طرحکی ذلت اون کے حصہ مین ہوتی۔ مال و سامان کو اون کے مباح فرماتے۔ اور بعضون کو خادم بناکر اپنے لشکر کے ہمراہ لیجاتے۔ جب سدین یعنے دو بلند پہاڑون تک انکا سفر ہوا اور اون دونون کے درمیان ایک وسیع جگہ تھی اوسی راستہ سے یاجوج و ماجوج نکلکر ترک کے ملکون مین فساد کرتے اور آدمی و جانور اور کہیتی وغیرہ برباد کرتے امام احمد نے اپنی مسند مین روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے سام عرب کے باپ۔ اور حام سودان کے باپ۔ اور یافث ترک کے باپ بعضے علماء نے کہا کہ یاجوج ماجوج یافث کی اولاد مین جو ترک کے باپ ہین اور انکو ترک اسلئے کہتے ہین کہ یہ سد کے پیچھے چھوڑے گئے ہین۔ ورنہ بغاوت و فساد و دلیری مین یہ لوگ بھی یاجوج ماجوج کے اقربا ہین۔ ابن جریر نے انکے اشکال و صفات مین وہب بن منبہ سے ایک طویل حدیث بیان کی جسمین طول و غرابت ہی۔ ابن ابی حاتم نے بھی انکے مقدمہ مین احادیث غریبہ ہین جن کے اسناد صحیح نہین الخ فقیر کہتا ہے

کہ قرآن سے حضرت ذوالقرنین کا وجود خواہ وہ سکندر رومی ہون یا کوئی
اور ہون اور یاجوج[1] ماجوج کا ہونا اور اونکے لئے سد کا تیار ہونا ثابت
ہم مسلمانون کے اعتقاد مین داخل ہے اب کسی نئی روشنی والیکے شک
ڈالنے سے کسی طرح کا شک نہین پڑتا۔ غرض جب آپ وہانتک پہونچے
تو اون دو پہاڑون کے ادہر ایک قوم کو پایا کہ بات جیسے اور لوگ سمجہتے ہین
اوس طرح خوب نہین سمجہتے بلکہ بعد مشقت کچہہ نہ کچہہ سمجہہ لیتے یا اونکی زبان ہی

[1] بنی عباس کا خلیفہ جس کا نام واثق تہا اپنے کسی امیر کو سامان سفر اور ایک لشکر اوسکے ہمراہ کرکے سد کے دیکہنے کو روانہ کیا اور کہا کہ دیکہ کر آکر ساری کیفیت مجہہ سے بیان کر نا یہ لوگ شہر بشہر اور ملک و ملک پہرتے وہان پہونچے اور اوسکو دیکہا کہ لوہے اور تانبے سے بنی ہوئی ہے اور بہت ہی بلند ہے اوس کے اطراف کے پہاڑ بہی بہت ہی اونچے ہین اور نایاب نایاب باتین دیکہنے مین آئین اور یہ مدت آنے جانے کی دو سال سے زیادہ تہی (ابن کثیر) مسلمان مورخونکے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دیوار ترکستان مین ہے اور چونکہ اون ملکون مین مسلمان ہی رہتے ہین اور پہاڑون کے گہاٹیان اس طرح ہے کہ امن نہین اور یوروپین کا وہان جانا دشوار ہے۔ اسی سبب سے جو اہل اسلام کے جغرافیون مین وہان کے بلاد کا حال ہے انگریزی جغرافیون مین بہت ہی تہوڑا ہے۔ قرآن و حدیث سے جو بات ثابت ہو جائے اوسکو یقین کرنے اور ہمارا اوسکو نہ پانا کیا یہ دلیل ہو سکتی ہے کہ فی الواقع وہ موجود نہین۔ چند سال مین کوئی نہ کوئی ایک ایسا جزیرہ ظاہر ہوتا ہے جس کے پہلے کسی کو نہ معلوم تہا۔ امریکہ کا حال کب کسی پر پوشیدہ ہے۔ جو نئی دنیا کی نام سے موسوم ہو گیا۔ تمام روئے زمین کے علم کا دعوی کرنا چہوٹا منہ بڑی بات۔ لیکن اس کا کیا علاج ہے کہ جن کے قلوب مین نصرانیت آگئی ہے وہ اپنے بہائی بندون کے کلام کو نسبت قرآن و حدیث و مورخان اہل اسلام کے زیادہ مانتے ہین۔ جو اسی طرح سمجہے گا تو وہ اونہین کے ساتہہ رہے گا۔ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْهُمْ ۱۲

دوسری تھی حضرت ذوالقرنین کسی مترجم سے اوس قوم کی گفتار کو پہچان لیا
یا یہ کہ سب زبانین آپکو یاد تہین تو اونکا یہ بیان تھا کہ یاجوج و ماجوج زمین مین
فساد کرتے ہین سو کیا ہم آپکے لئے خرچ مقرر کردین کہ اون کے اور ہمارے درمیان
ایک دیوار بنادین۔ جس سے وہ پہر ہم تک نہ پہونچ سکین اور ہماری جان و مال
محفوظ رہی۔ آپنے اونسے مال لینا نچاہا۔ اور فرمایا کہ جو کچھہ میرے رب نے مجھے
دیا ہی وہ تمہارے اموال سے بہتر ہی مجھے مال کی لالچ مت دو۔ ہان بطور نیکی
تمہاری درخواست منظور ہی۔ سو اب تم قوت سے مجھہ مدد دو اور میرے ساتھ ملکر
کام کرو تو مین تمہارے اور اونکے درمیان مضبوط دیوار بنادون۔ میرے پاس لوہے
کے بڑے بڑے ٹکڑے لاؤ۔ سو آپنے بجائے پتہر کے اونکو چن دیا۔ یہانتک کہ پہاڑ
کے دونون چوٹیون تک جب دیوار کو برابر کردیا تو کاریگرون اور اپنے قوم کے
لوگون سے آگ لگا کر حکم دیا کہ اب پھونکو اور جب اوسکو آگ بنادیا یعنے سرخ مثل آگ
کے ہوگئی تو فرمایا لاؤ میرے پاس پگھلا ہوا تانبا یا سیسا۔ اور آپنے بطور خرق عادت
یا آلات کے ذریعے اوپرسے ڈلوادیا جس سے تمام لوہا آپسمین سخت جم گیا۔ اور وہ دیوار
پہاڑ سے زیادہ مضبوط ہوگئی۔ اب نہ اوسکے اوپر چڑہکر نیچے اتر سکتے ہین اور نہ نیچے
سے نقب کرسکتے تھے۔ جب دیوار تیار ہوگئی تو ذوالقرنین اوس کے جانب اشارہ

[1] بخاری مین ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ آجکے دن اسقدر سوراخ ہوگیا اور آپنے اپنے دست مبارک سے حلقہ اوڑ
کا فرمایا اور آیت مین تو نقب کی نفی ہی تو علمانے کہا کہ توفیق ممکن ہی کیونکہ آیت تو بالفعل کے واسطے ہی اور حدیث

[illegible]

کرکے فرمایا کہ یہ میرے رب عزوجل کی رحمت ہی جس نے ایسے مشکل کام پر مجھے قدرت
دی۔ پہر میرے پروردگار کا وعدہ یعنے قرب قیامت یا اس قوم کے خروج کا وقت
آئیگا تو اللہ تعالی اوسکو ریزہ ریزہ کرکے خاک سے برابر کردیگا۔ اور میرے رب کا
وعدہ حق ہی۔ یعنی خروج یاجوج قریب قیامت حق ہی یعنے خواہ مخواہ ہونیوالا ہے
اور ہم اونکو ایسا کر چھوڑینگے کہ بعض بعض سے مل جائین گے یعنے جس روز یاجوج
ماجوج نکلین گے تو وہ اژدحام ہوگا کہ ایک دوسرے سے مل جائین گے اور صور پھونکا
جائیگا پہر ہم اون سبکو پورے طور سے اکٹھا کرینگے فجمعنٰھم مین شاید فا و فصیحہ ہے یعنے
پہلے صور پھونکا جائیگا تو سب خلائق مرجائیگی پہر دوسرے نفخۂ صور مین بعد خاک
ہوجانے اور متفرق ہوجانیکے جمع کئے جائین گے۔ اور خداوند عالم کافرون کے
سامنے جہنم کو پیش کریگا۔ پہر اون کافرون کے افعال بیان فرماتا ہی ایسے لوگ
کہ جنکی آنکھون پر میری یاد سے پردہ پڑا ہوا تہا نہ مصنوعات کو دیکھکر صانع کو پہچانا
نہ قرآن کو غور سے دیکھا نہ سنا کیونکہ وہ کچھ نہین سن سکتے تہے خلاصہ یہ کہ نہ کافرون
کے آنکھون مین وہ نور کہ جس سے مخلوقات الہی دیکھکر خالق کو پہچانین نہ کانون مین وہ سماعت
کہ جو کچھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے ہین اوسکو قبول کرین تنبیہ آجکل کے بعض دہریے بھی خدا
کی قدرتکو محصور کرنا چاہتے ہین اور جو کچھ قرآن و احادیث انکی عقل ناقص مین نہ آئے اوسکے لئے تاویل یا باطل کرتے ہین

الحمد للہ کہ تفسیر قادری کی مقبولیت کی نشانی ہی کہ جس کے نام نامی سے شروع کیگئی اور پہلی جلد ختم ہوکر دوسری جلد شروع ہوئی تھی کہ اوس شاہ نے اپنی طرف بلایا اور سفر بغداد مبارک پیش آیا۔ آج تاریخ گیارہوین ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۲ھ ہی قریب روضۂ مبارک حضرت سلطان الاولیا غوث الثقلین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ وَاَرْضَاہُ عَنَّا مسجد حنابلہ مین حاضر ہوکر یہ تحریر کرتا ہون اور جتنے تفسیر کے شرکا تھے اونکا سلام بھی دربار مقدس مین عرض کردیا۔ امید ہی کہ اونکے طفیل سے کہ جنکیلئے تمام اولیا نے گردنین جھکادی تھین ہم سب مقبول ہوجائین۔ جب گذشتہ آیت مین اللہ تعالی نے بیان فرمایا کہ ہم قیامت مین سب کو ایک میدان جمع کرینگے اور وہ کافر و مومن ہونگے۔ جہنم کافرون کیلئے ظاہر فرمائیگا کہ قبل دخول اوسکے عذابات دیکھین اور اونکو بسبب معاینۂ عذاب بہت ہی جلد رنج و غم حاصل ہو۔ اب اون کافرون کا انجام بیان فرماتا ہی اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا

اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْٓ اَوْلِیَآءَ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَہَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ نُزُلًا ۝

قُلْ ہَلْ نُنَبِّئُکُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُہُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا

وَہُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّہُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ کیا کافرون نے یہ سمجھ لیا ہی کہ میرے سوا میرے بندون کو کارساز بنالین بیشک ہم نے کافرون کی مہمانی کیلئے دوزخ

یحسبون — بکسرۂ سین سے نافع وابن کثیر وابو عمرو وکسائی نے

تیار کر رکھی ہے (لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) تم (کافرون سے) کہو کیا ہم تمکو
بتا دین کہ اعمال کے اعتبار سے کون نقصان مین ہے۔ وہ لوگ ہین جنکی کوشش دنیا کی
زندگی مین اکارت ہوئی اور وہ سمجھتے ہین کہ ہم اچھے کام کر رہے ہین۔ بِالْاَخْسَرِیْنَ
اَعْمَالًا کی تفسیر مین شیخ ابن کثیر نے نقل فرمایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ و ضحاک اور
بہت سے لوگون نے فرمایا کہ وہ حروریہ[1] ہین پھر لکھا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے
قول کے یہ معنی ہین کہ یہ آیت عام ہے اور ہر ایسے شخص کو شامل ہے جو اللہ تعالی کی پرستش
ایسے طریقہ پر کرے جو ناپسندیدہ ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ مین سیدھے راستہ پر ہون اور میرا
عمل مقبول ہے اور فی نفسہ وہ گمراہ ہے تو اوسکا عمل بھی مردود ہوگا۔ اور یہ معنی نہین کہ
اس آیت کا نزول حروریہ کے حق مین ہوا ہے کیونکہ حروریہ کا اوسوقت وجود بھی نہین تھا
تھا الخ مصداق اول تو اوسکے یہی کافر ہین اور یہود و نصاری مجوس و ہنود اور نیچری
جو نئے پیدا ہوئے ہین اور جو لوگ کہ اللہ یا اوسکے رسول و قرآن یا آخرت و ضروریات
دین کے منکر ہین سب اسمین داخل ہین اب کافرونکی پوری خرابی اور اوس خرابی کا 1
سبب بیان فرماتا ہے اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّہِمْ وَلِقَآئِہٖ فَحَبِطَتْ

[1] یعنے خوارج جنھون نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی کرکے حضرت پر خروج کیا اور بوجہ قیام
حروراء کے حروریہ اونکا لقب ہو گیا ہے۔ ۱۲

اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ۝ یہ وہی لوگ ہین جنھون نے اپنے
رب کی نشانیون اور اوسکی ملاقات (یعنے دیدار) کا انکار کیا سو اونکے اعمال برباد
ہوگئے اور ہم قیامت کے دن اونکی کچھ بھی قدر نہ کرینگے بخاری و مسلم مین ہے کہ قیامت
کے روز بڑا مرد موٹا تازہ آئیگا وہ اللہ تعالی کے نزدیک مچھر کے پر برابر بھی وزن
نہ رکھتا ہوگا۔ اور فرمایا اگر تم چاہتے ہو تو پڑھو فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا
یعنے ان لوگونکا اللہ کے پاس کچھہ مرتبہ نہ ہوگا بلکہ ذلیل و خوار ہونگے چونکہ اس سیاق سے
صاف واضح تھا کہ جزا اوسکی جہنم ہی تو فرمایا ذٰلِكَ جَزَاۤؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا
وَاتَّخَذُوْۤا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ۝ یہ سزا اونکی جہنم ہے اسلئے کہ انھون نے کفر کیا
اور میری نشانیون اور رسولون کو ٹھٹھا ٹھہرایا یعنے کفر کرنے پر اکتفا نہ کیا بلکہ اوس کے
ساتھہ آیات سے ٹھٹول اور اون رسولون سے بھی ٹھٹھا جو اونکے ناصح و مشفق تھے

سلہ ابن الاعرابی نے کہا کہ عرب بولتے ہین مَا لِفُلَانٍ عِنْدَنَا وَزْنٌ ہمارے نزدیک فلان شخص کا کچھہ وزن نہین
مَا قَامَ لَهٗ وَزْنٌ اسکا کچھہ وزن نہین ٹھہرا مَا نُقِيْمُ لَهٗ وَزْنًا ہم اسکا کچھہ وزن نہین ٹھہراتے یعنے حقیر و ذلیل و
بے اعتبار ہے ۱۲ سلہ لقاء کے اصل لغوی معنی وصول کے ہین جب یہ نہین لئے گئے تو دیکھنا چاہئے کہ محاورہ مین
مجاز مشہور متعارف کیا معنی ہے - اور وہ دیدار ہے بولتے ہین قَدْ لَقِيْتُ فُلَانًا مین نے فلانے کو دیکھا ہے اور
اللہ تعالی نے فرمایا فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْ لِقَاۤءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ یعنے جو اللہ تعالی کے دیدار کا مشتاق
تو امیدوار ہے کہ اللہ تعالی کی مقرر کی ہوئی اجل ضرور آنیوالی ہے معتزلہ وغیرہ گمراہ فرقون نے یہان ثواب
محذوف مانا اور یہ بات تحقیق کو پہونچ چکی کہ کلام مین کچھہ حذف ماننے سے مجاز مشہور متعارف لینا ہی سزاوار ہے (کبیر)

اب وعید کے بعد وعد کا ذکر کافرون کی خرابی کے بعد مسلمانونکے ثواب و درجات کا حال بیان فرماتا ہی اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَھُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا خٰلِدِیْنَ فِیْھَا لَا یَبْغُوْنَ عَنْھَا حِوَلًا۔ بیشک جو لوگ کہ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اونکے لئے فردوس کے باغ مہمانی کی جائے ہی۔ ہمیشہ اونمین رہینگے وہان سے بدلنا نہ چاہین گے۔ بخاری و مسلم مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اللہ تعالی سے مانگو تو اوس سے فردوس مانگو کہ وہ وسط جنت اور اعلی جنت ہی اوسکے اوپر عرش رحمن ہی۔ اور اوسی سے جنت کی نہرین جاری ہین چونکہ آدمی ایک مقام پر بہت دن رہنے سے اکتائے جاتا ہی اس لئے فرمایا کہ کبھی اوس سے دوسرے مقام پر جانا پسند نہ کرینگے۔ کیونکہ طرح طرح کی نعمتون سے ہر وقت ایک نئی لذت پاتے رہین گے۔ اور سب سے اعلی النعمت رویت خداوندی ہے جس کے سامنے ساری نعمتین گرد ہو جائین گے۔ اور تجلیات کی تو کوئی نہایت ہی نہین ہی ع ہر تجلی برنگ دیگر ہست۔ تو اب شایق دیدار الہی اپنے محبوب کو چھوڑکر اور کہان جانا چاہے گا۔ ۵

فَحَلَّتْ سُوَیْدَی الْقَلْبِ لَا اَنَا بَاغِیًا	سِوَاھَا وَلَا عَنْ حُبِّھَا اَتَحَوَّلُ
ہر چہ کہ بود توان گرفتن بدلے	تو بے بدلی ترا بدل نتوان یافت

جب اس سورہ مین انواعِ دلائل اور پچھلے لوگون کے قصے بیان فرمایا اسلئے
کمال قرآن اس طرح بیان فرماتا ہے قُلْ لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ
الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝ (ای پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کہو اگر میرے رب کی باتین لکھنے کیلئے دریا سیاہی ہون تو میرے رب کی باتین تمام
ہونیکے پہلے ہی دریا خرچ ہوجائین اگرچہ ویسے اور بھی دریا مدد کو لائین۔ دوسری جا
تصریح سے فرمایا وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ
سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ کَلِمَاتُ اللّٰهِ یعنی اگر فرض کرد کہ جو کچھ زمین مین درخت ہین
سب کے قلم بنین اور سمندر اوسکے دوات ہون اور اوسکے بعد سات سمندر دوات
ہونیمین مدد کرین تو اللہ تعالی کے کلمات کچھ بھی ختم نہ ہونگے۔ کیونکہ کلمات الٰہی
غیر متناہی ہین اور باقی سب متناہی اور محال ہے کہ متناہی غیر متناہی کو کفایت کرسکے
جب کلام الٰہی کا بیان ہوا اور وہ کلام پاک حضرت ہی کے زبان پاک سے ہم تک پہنچا

گرچہ قرآن از لبِ پیغمبر است	ہر کہ گوید حق نگفت او کافر است

لہٰذا کسیکو او رکچھ خیال نہ آجائے اوس خیال کے دور کرنیکے لئے یون حضرت کو حکم

یَنْفَدُ ساتھ یا کے حمزہ و کسائی بسبب مقدم ہونے فعل کے جمع پر تذکیر و تانیث دونون جایز ہے ۱۲

المداد اسم لما تمد به الدواة من الحبر ولما یمد به السراج من السلیط (نسیمہ)
یہ اصل معنی ہے پھر عرف لغت مین روشنائی کو مداد کہنے لگے (خفاجی)
مددا۔ زیادة ومعونة وهو مفعول له ۱۲

فرماتا ہے قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْ
لِقَاۗءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝ کہو مین بھی
تمہارے جیسا آدمی ہون میری طرف وحی کیجاتی ہے کہ تمہارا معبود وہی ایک معبود
ہے۔ پھر جو کوئی اپنے رب سے ملنے کی امید رکھے تو وہ اچھے کام کرے اور اپنے رب کی
عبادت مین کسی کو شریک نہ کرے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ اس آیت
مین اللہ تعالی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تواضع سکھلایا تا لوگون سے فرمادین
کہ مین آدمیت مین تمہارے جیسا ہون لیکن وحی سے میری بزرگی بڑہائی گئی ہے اور
وحی مین اسطرح مجھ سے خطاب ہوتا ہے کہ تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے۔ بعضے بمذہب
اس آیت سے نعوذ باللہ حضرت کی مساوات کا دم بھرنے لگے۔ اور کبھی بڑے بھائی کی مثل
دیکر خوش ہونے لگے۔ اللہ تعالی نے دوسری آیتون مین اس بے ادبی سے منع فرمایا۔
لَا تَجْعَلُوْا دُعَاۗءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاۗءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا [1] اور سورہ حجرات مین اعمال
کے حبط ہونیسے ڈرایا وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَــهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ [2]
وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے اپنے صحابہ سے مخاطب

---

[1] نہ پکارو رسول کو جس طرح کہ تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو ۱۲ [2] اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ
بہت زور سے بات کرو جیسے تم ایک دوسرے سے زور زور سے باتین کیا کرتے ہو (ایسا نہ ہو) کہ سب تمہارا کیا کرایا
اکارت ہو جاوے اور تم کو خبر بھی نہ ہو ۱۲

ہو کے فرمایا کہ مین تمہارے جیسا نہین ہون صحیح بخاری کتاب الصوم باب الوصال صفحہ ۲۶۵ مین مذکور ہی پہلی حدیث کے لفظ انی لست مثلکم دوسری حدیث انی لست کاحد منکم تیسری حدیث انی لست کھیئتکم انی ابیت لی مطعم یطعمنی وساق یسقینی چوتھی حدیث وایکم مثلی انی ابیت یطعمنی ربی و یسقینی اسیواسطے صوفیہ کرام[۱] فرماتے ہین محمد بشر لا کالبشر بل یاقوتۃ بین الحجر اون کا فقیر عرض کرتا ہے ۔ ؎

ہو جیسے سنگ مین یاقوت احمر	بشر مین آپ بھی خیر البشر ہو

حضرت شیخ[۲] حسن تستری فرماتے ہین ایک شخص نے مجھ سے قصیدہ بردہ کے اس شعر مین جھگڑا کیا

فمبلغ العلم فیہ انہ بشر	وانہ خیر خلق اللہ کلہم

اور کہنے لگا کہ یہ قول بے دلیل ہی مین نے کہا کہ حضرت کی افضلیت پر اجماع منعقد ہو گیا لیکن وہ اپنے قول سے نہین پلٹا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور آپکے ہمراہ حضرت ابو بکر و حضرت عمر بھی ہین مجھکو دیکھکر ارشاد فرمانے لگے مرحبا بحبیبنا یعنے ہمارے دوست کو مرحبا ہو پھر صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا تمہین کچھ معلوم ہی کہ آج کیا ہوا عرض کی کہ نہین یا رسول اللہ فرمایا کہ فلان مردود کا یہ اعتقاد ہی کہ فرشتے مجھسے

[۱] امام شعرانی طبقات کبریٰ مین ۱۲ [۲] طبقات الکبریٰ جلد ثانی صفحہ ۷۵

افضل ہین سبھون نے متفق ہو کر عرض کی کہ نہین یا رسول اللہ کوئی بھی آپ سے افضل نہین ہی۔ پھر فرمایا کہ وہ فلان مطرود زندہ رہیگا اگر زندہ رہا بھی تو ذلیل و خوار خستہ و خراب دنیا و آخرت مین گمنام رہیگا۔ سمجھتا ہی کہ میری افضلیت پر اجماع نہین ہوا کیا اتنا بھی وہ نہین جانتا کہ معتزلہ نے جو اہل سنت سے مخالفت کی تو اوس سے اجماع مین کچھہ ضرر نہین۔ پھر دوسرے بار مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قول بوصیری فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيْهِ اَنَّهٗ بَشَرٌ کے یہ معنی ہین کہ جسکو آپکی حقیقت کا علم نہین اوسکے منتہی علم مین آپ بشر ہین ورنہ آپ بلحاظ روح قدسی اور قالب نبوی سب سے برے ہین یہ سنکر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو نے سچ کہا اور مین تیرا مطلب سمجھہ گیا ۵

محمد صلی اللہ علیہ وسلم حادث ہین کوئی رمز انکی کیا جانے	شریعت مین تو بندہ ہین حقیقت مین خدا جانے

سید الانبیا کی شان تو بہت اعلی وارفع ہی آپکے بی بیون کی شان مین اللہ تعالی فرماتا ہی یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ الآیۃ یعنی اے پیغمبر کی بیبیو تم عورتون مین سے کسی کے مانند نہین ہو۔ ابن عباس[1] رضی اللہ عنہما فرماتے ہین یُرِیْدُ لَیْسَ قَدْرُکُنَّ عِنْدِیْ مِثْلَ قَدْرِ غَیْرِکُنَّ مِنَ النِّسَآءِ الصَّالِحَاتِ اَنْتُنَّ اَکْرَمُ

[1] امام بغوی معالم التنزیل ابتداء پارہ وَمَنْ یَّقْنُتْ مین ۱۲-

عَلٰى وَ ثٰانِكُنْ اَعْظُمُ لَدَيَّ یعنی اللہ تعالیٰ کی یہ مراد ہی کہ تمہارے سوا اور جو نیکبخت عورتین ہین اونکے مرتبہ کے جیسا تمہارا مرتبہ میرے پاس نہین (بلکہ تم میرے پاس (اللہ نے) بزرگ و برتر ہوا ور تمہارا ثواب بھی بہت ہی بڑا ہی۔ خلاصہ یہ کہ حضرت قاضی عیاض شفا شریف مین فرماتے ہین کہ کسی شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر اگرچہ نقص و عیب لگانا مقصود نہین لیکن بعضی اوصاف نبوی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا بیان کرنا جسکی نسبت آپکی طرف کرنا دین مین عار ہی بطور مثال یا اپنے یا غیر کیلیے بطریقہ دلیل یا بطرز تشبیہ یا کسی مصیبت و آفت کے وقت نہ بطور اقتدا کے بلکہ اپنے نفس کی یا غیر کی تعلی یا بطور ہزل اور زندیر لانے کیلیے ہو جیسا کہ کسی کا کہنا کہ اگر میرے حق مین بدگوئی کیگئی تو کیا مضایقہ نبی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی شان مین بھی گستاخی کی گئی ہی وغیرہ وغیرہ یا غیر نبی کو نبی سے تشبیہ دینا جس آفت مین شاعر لوگ بہت مبتلا ہین یہ سب امور گناہ کبیرہ ہین وَ يَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ اور وہ اوسکو ہلکا سمجھتے ہین حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا ہی بلکہ بعضے شعرا حد استخفاف و صریح کفر تک پھونچ گئے اللہ تعالیٰ کے پاس وہ عظمت و مرتبہ اور وہ عزت و توقیر آنحضرت کی ہی کہ آپ کو نام لیکے پکارنے اور آپکے سامنے آواز بلند کرنے تک کی ممانعت ہی پھر ایسے شخص سے

اگر قتل ساقط ہوا تو کیا ادب دینا اور قید کرنا تو ضرور چاہیئے۔ اور تعزیر مین بھی
اوسی قدر شدت ہو جس طرح اوسکے کلام کی شناعت ہو۔ نوادر مین ہی کہ ایک شخص
نے ایک شخص کو فقیری کا عیب لگایا تو اوس نے جواب دیا تو مجھے فقیری کا کیا عیب
لگاتا ہی حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو بکریان چرائے ہین۔ امام مالک نے فرمایا کہ
اس نے بیمحل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا یہ موقع نہین تھا میرا خیال ہے کہ
اسکو ادب دیا جائے۔ اسیطرح ایک شخص نے ایک شخص سے کہا چپ رہ کیونکہ تو
امی یعنے ان پڑھ ہی۔ اوسنے جواب دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تو امی تھے۔
لوگون نے اس کلمہ کو برا سمجھا اور اوسکی تکفیر کی۔ وہ جوان اپنے کہے پر پچتایا اور پشیمان
ہوا۔ ابو الحسن فرماتے ہین کہ اوسکو کافر تو نہین کہہ سکتے لیکن وہ صفت نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو ایسے مقام پر ذکر کرنے مین خطا دار ہی کیونکہ حضرت کا امی ہونا معجزہ ہی اور
دوسرے کے حق مین جہالت۔ چونکہ اوسنے توبہ کی تو چھوڑ دینا چاہیئے علاوہ یہ کہ اوسکا
قول حد قتل تک نہین پہونچا تھا اور ایک مسئلہ ہمارے شیخ قاضی ابو محمد بن منصور سے
پوچھا گیا تھا کہ ایک شخص نے کسی کو کچھہ عیب لگایا تو اوسنے جواب دیا کہ تو مجھہ کو
نقص لگاتا ہی حالانکہ مین بشر ہون اور جتنے بشر ہین اونکو نقصان لاحق ہے حتے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپنے فتوی دیا کہ مدت دراز تک اوسکو قید رکھنا چاہیئے

اور دردناک تادیب بھی انکی ضرور ہی۔ چونکہ عمداً ایسا نہین کہا ہو اسلئے قتل نہین کیا گیا لیکن بعض علماءِ اندلس نے اوسکے قتل کا فتویٰ دیا الخ مختصراً یہ سارا بیان اوس شخص کا تھا جو قصداً ایسا نہین کہا اور جو جان بوجھکر کوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین بے ادبی کرے خواہ صراحۃً ہو یا اشارۃً اوسکی تکفیر اور اوسکے قتل پر اجماع ہی اور اوسکا خون مباح ہی امام شافعی و امام احمد کے پاس اوسکی توبہ مقبول نہین اور جو اوس کے کفر و عذاب مین شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ یہانتک کہ آپ کی چادر مبارک کو میلی کہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب لگانا مقصود ہو تو بھی قتل کیا جاوے بہتر ہوگا کہ اوس عبارت کو جو آخر شفاءِ شریف مین مذکور ہی حاشیہ[ہ] مین نقل کردین کیونکہ ان دنون

[ہ] شفاء شریف مطبوعہ عثمانیہ صفحہ ۲۰۶ اَلْبَابُ الْاَوَّلُ فِیْ بَیَانِ مَا هُوَ فِیْ حَقِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَبٌّ اَوْ نَقْصٌ مِنْ تَعْرِیْضٍ اَوْ نَصٍّ اِعْلَمْ وَفَّقَنَا اللّٰهُ وَاِیَّاكَ اَنَّ جَمِیْعَ مَنْ سَبَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوْ عَابَهٗ اَوْ اَلْحَقَ بِهٖ نَقْصًا فِیْ نَفْسِهٖ اَوْ نَسَبِهٖ اَوْ دِیْنِهٖ اَوْ خَصْلَةٍ مِنْ خِصَالِهٖ اَوْ عَرَّضَ بِهٖ اَوْ شَبَّهَهٗ بِشَیْءٍ عَلٰى طَرِیْقِ السَّبِّ لَهٗ اَوِ الْاِزْرَاءِ عَلَیْهِ اَوِ التَّصْغِیْرِ لِشَاْنِهٖ اَوِ الْغَضِّ مِنْهُ وَالْعَیْبِ لَهٗ فَهُوَ سَابٌّ لَهٗ وَالْحُكْمُ فِیْهِ حُكْمُ السَّابِّ یُقْتَلُ كَمَا نُبَیِّنُهٗ وَلَا نَسْتَثْنِیْ فَصْلًا مِنْ فُصُوْلِ هٰذَا الْبَابِ عَلٰى هٰذَا الْمَقْصِدِ وَلَا نَمْتَرِیْ فِیْهِ تَصْرِیْحًا كَانَ اَوْ تَلْوِیْحًا وَكَذٰلِكَ مَنْ لَعَنَهٗ اَوْ دَعَا عَلَیْهِ اَوْ تَمَنّٰى مَضَرَّةً لَهٗ اَوْ نَسَبَ اِلَیْهِ مَا لَا یَلِیْقُ بِمَنْصِبِهٖ عَلٰى طَرِیْقِ الذَّمِّ اَوْ عَبَثَ فِیْ جِهَتِهِ الْعَزِیْزَةِ بِسُخْفٍ مِنَ الْكَلَامِ وَهُجْرٍ وَمُنْكَرٍ مِنَ الْقَوْلِ وَزُوْرٍ اَوْ عَیَّرَهٗ بِشَیْءٍ مِمَّا جَرٰى مِنَ الْبَلَاءِ وَالْمِحْنَةِ عَلَیْهِ اَوْ غَمَصَهٗ بِبَعْضِ الْعَوَارِضِ الْبَشَرِیَّةِ الْجَائِزَةِ الْمَعْهُوْدَةِ لَدَیْهِ وَهٰذَا كُلُّهٗ اِجْمَاعٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَاَئِمَّةِ

سُست عقیدگی بہت پھیل رہی ہے۔ وَلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا کی تفسیر

بقیۂ حاشیہ صفحہ ۴۲۷: الفتوی من لدن الصحابة رضوان الله علیهم الی
هلم جرا قال ابو بکر بن المنذر اجمع عوام اهل العلم علی ان من سب النبی صلی الله علیه
وسلم یقتل وممن قال ذلك مالك بن انس واللیث واحمد واسحٰق وهو مذهب
الشافعی قال القاضی ابو الفضل وهو مقتضی قول ابی بکر الصدیق رضی الله عنه
ولا تقبل توبته عند هؤلاء وبمثله قال ابو حنیفة واصحابه والثوری واهل
الکوفة والاوزاعی فی المسلمین لکنهم قالوا هی ردة وروی مثله الولید
بن مسلم عن مالك وحکی الطبری مثله عن ابی حنیفة واصحابه فیمن تنقصه
صلی الله علیه وسلم او برئ منه او کذبه وقال سحنون فیمن سبه ذلك ردة
کالزندقة وعلی هذا وقع الخلاف فی استتابته وتکفیره وهل قتله حدا او کفر
کما سنبینه فی الباب الثانی ان شاء الله تعالی ولا نعلم خلافا فی استباحة دمه
بین علماء الامصار وسلف الامة وقد ذکر غیر واحد الاجماع علی قتله وتکفیره
واشار بعض الظاهریة وهو ابو محمد علی بن احمد الفارسی الی الخلاف فی تکفیر المستخف
به والمعروف ما قدمناه قال محمد بن سحنون اجمع العلماء ان شاتم النبی صلی الله
علیه وسلم المتنقص له کافر والوعید جار علیه بعذاب الله له وحکمه عند الامة
القتل ومن شك فی کفره وعذابه کفر واحتج ابراهیم بن حسین بن خالد الفقیه
فی مثل هذا بقتل خالد بن الولید مالك بن نویرة لقوله عن النبی صلی الله علیه
وسلم صاحبکم وقال ابو سلیمٰن الخطابی لا اعلم احدا من المسلمین اختلف فی وجوب
قتله اذا کان مسلما وقال ابن القاسم عن مالك فی کتاب ابن سحنون والمبسوط
والعتبیة وحکاه مطرف عن مالك فی کتاب ابن حبیب من سب النبی
صلی الله علیه وسلم من المسلمین قتل ولم یستتب قال ابن القاسم فی العتبیة
من سبه او شتمه او عابه او تنقصه فانه یقتل وحکمه عند الامة القتل

کہ خدا کی عبادت مین کسی کو شریک نہ کرے۔ گو ریا[۱] کاری سے شرک صغیر ہی کیون

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲۸ ۔ کالزندیق وقد فرض اللہ تعالی توقیرہ وبرہ وفی المبسوط عن عثمان بن کنانۃ من شتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المسلمین قتل او صلب حیا ولم یستتب والامام مخیر فی صلبہ حیا او قتلہ ومن روایۃ ابی المصعب وابن ابی اویس سمعنا مالکا یقول من سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او شتمہ او عابہ او تنقصہ قتل مسلما کان او کافرا ولا یستتاب وفی کتاب محمد اخبرنا اصحاب مالک انہ قال من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم او غیرہ من النبیین من مسلم او کافر قتل ولم یستتب وقال اصبغ یقتل علی کل حال اسر ذلک او اظہرہ ولا یستتاب لان توبتہ لا تعرف وقال عبد اللہ بن عبد الحکم من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من مسلم او کافر قتل ولم یستتب وحکی الطبری مثلہ عن اشہب عن مالک وروی ابن وہب عن مالک من قال ان رداء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویروی زر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسخ اراد بہ عیبہ قتل وقال بعض علمائنا اجمع العلماء علی ان من دعا علی نبی من الانبیاء بالویل او بشیء من المکروہ انہ یقتل بلا استتابۃ وافتی ابو الحسن القابسی فیمن قال فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحمال یتیم ابو طالب بالقتل۔ الخ

[۱] ریا مشتق ہی رویت سے اور صراح مین ریا بالقصر والمد اپنے کو ساتھ نیکی کے خلق کو دکھانا اور عین العلم مین کہا کہ ریا لوگون کے پاس ساتھ عبادت کے منزلت کا طلب کرنا ہی پس ریا عمل ظاہر کے ساتھ جو عبادت سے ہون مخصوص ہی۔ نہ سوائے اوسکے اور کثرت مال یا کمال فن یا حفظ اشعار وغیرہ وغیرہ کے دکہاوے کو تکبر وافتخار کہتے ہین نہ ریا۔ اور جس چیز سے طلب جاہ ومنزلت مقصود نہ ہو جیسے بعض مشایخین مریدون کے دکہانے اور ان کے قلوب مائل کرنے اور رغبت دلانے کی غرض سے اپنے اتباع پر کرتے ہین حقیقت مین یہ ریا نہین اگرچہ اوسکی صورت ہو اسی لئے کہا ریاء الصدیقین خیر من اخلاص المریدین

ابن[له] عباس سے روایت ہی کہ ایک شخص نے کہا یا نبی اللہ مین بعضے مقامون مین کہڑا ہوتا ہون اور اللہ تعالی کی رضامندی چاہتا ہون اور اسکو بھی پسند کرتا ہون کہ یہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲۹ } ریا کے کئی قسمین ہین فاحش اور قبیح ترین اقسام یہ ہی کہ وہ محض دکہانے مخلوق اور طلب منزلت کے ہو اور اوسمین قطعاً ارادہ ثواب اور قصدِ عبادت مولانہ ہو۔ مثلاً ایک شخص لوگون مین نماز پڑہتا ہی اور تنہائی مین نہین پڑہتا اور جو نماز کہ لوگون مین پڑہتا ہی وہ بھی بے طہارت۔ پس یہ فعل نہایت غضب اور قہر الہی کا ہی اور کل عمل اوسکا باطل اور قہنا اوسکی واجب دوسری قسم یہ کہ جانب ریا غالب اور قصدِ ثواب ضعیف ہو جیسے کہ اگر خلوت مین ہوتا تو نہ کرتا پس یہ بھی حکم اول مین ہی۔ تیسری قسم یہ کہ قصد ریا و ثواب برابر ہو جبکہ دونون جمع ہون تو عمل کی رغبت ہو اور اسمین بھی احادیث و آثار وعید و عدم قبول کے جانب راجح ہین۔ چوتھی یہ کہ نیت ثواب کی غالب ہوتا ہی اسمین نقصان ہی نہ بطلان یا باندازہ نیت کے ثواب و عقاب دونون برابر ہون اور یہ بھی فرق کہ اوسمین قصد ریا کا ابتداء عمل مین ہو یا درمیان مین عارض ہو یا بعد عمل کے لاحق ہو پہلا شنیع تر ہے پہر دوسرا اور تیسرا کمتر ہے اور اوس کے ہونے سے جو کیا ہی باطل نہین ہوتا۔ یہ بھی فرق ہی قصد و عزم ریا کا مصمم ہو یا خطرہ آئے اور کچھ نہو۔ غرض خلاصی ریا سے نہایت دشوار ہی۔ اور وجود حقیقت اخلاص کا مشکل یہانتک کہ اگر تعریف اپنی کسی سے سنے اور اوس سے شاد ہو علامت وجود ریا کی ہی اور اگر خلوت مین ایک کام کرتا ہے اور خیال ریا کا خاطر مین رکہتا ہی وہ بھی ریا ہی اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْہَا اس جگہ ایک اور حالت ہی کہ فضل خدا سے خوش ہو کہ اوس نے گناہون کو ڈہانپا اور طاعت کو ظاہر کیا تا اور لوگ بھی پیروی کرین اور یہ محمود ہی داخل ریا نہین۔ فقہ کی کتابون مین اسکا بیان نہین کلام اہل اللہ سے اس مسئلہ کو تحقیق کرنا چاہئیے خصوصاً کتاب احیاء العلوم سے اور یہ جو کہ مذکور ہوا اوسی کی منتخب ہی۔ اور سمعہ ساتھ پیش سین اور جزم میم کے اکثر ساتھ ریا کے مذکور ہوتا ہی کہتے ہین کہ فلان یہ کام واسطے ریا و سمعہ کے کرتا ہے تا دیکہین اور سنین حاصل یہ کہ سمعہ متعلق ساتھ حاسۂ سمع کے ہی اور ریا متعلق ساتھ حاسۂ بصر کے ۱۲ (مرقات) [له] عبد الرزاق و طبرانی و حاکم وغیرہ (ر)

میرا مقام دیکھا جائے تو میرے عمل کا کیا حکم ہی - آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اوسکا کچھ جواب نہین دیا یہانتک کہ یہ آیت اتری - رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالے اولین و آخرین کو قیامت مین جمع فرمائیگا تو ایک پکارنیوالا پکاریگا کہ جس نے کوئی عمل مین جو اللہ کے واسطے کیا تھا کسی کو شریک کیا تو چاہئے کہ اوسکا ثواب اوسی غیر خدا سے طلب کرے کیونکہ اللہ تعالی بے نیاز ترین شریکونکا ہی شرک سے یعنے شرکاء عالم کی شرکت کے محتاج ہین - تا ہر ایک کو اوسمین سے حصہ مل جائے جسمین کہ وہ شریک ہی بخلاف میرے کہ خلاق علی الاطلاق ہون - عبادت مین شرکت کے ساتھ راضی رہنے سے بے پروا ہون - اگر عبادت کرنا ہو تو خالص میرے لئے کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نماز پڑھی اس نیت سے کہ دکھلاتا تھا اوس نے شرک کیا اور جس نے روزہ رکھا اس نیت سے کہ دکھلاتا تھا اوس نے ہی شرک کیا اور جس نے صدقہ دیا اس نیت سے کہ دکہلاتا تھا اوس نے شرک کیا پہر یہ آیت پڑھی فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ الاٰیہ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے پروردگار سے روایت کرتے ہین (یعنی حدیث قدسی ہی) اوس نے فرمایا اَنَا خَيْرُ الشُّرَكَاءِ

---

[1] امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ و بیہقی (درمنثور) [2] امام احمد و طبرانی و حاکم و بیہقی وغیرہم (د س)

[3] امام احمد و مسلم و بیہقی وغیرہم اسکے ہم معنی حدیث گزر چکی ۱۲

فَمَنْ عَمِلَ عَمَلاً اَشْرَکَ فِیْهِ غَیْرِیْ فَاَنَا بَرِیْءٌ مِّنْهُ وَهُوَ لِلَّذِیْ اَشْرَکَ[۱]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھکو اپنی امت پر شرک کا خوف ہے
آگاہ رہو کہ وہ بت پرستی نہ کرینگے نہ آفتاب کو نہ چاند نہ پتھر کو پوجینگے بلکہ
اپنے اعمال سے ریا کرینگے۔ آپنے[۲] فرمایا مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ یُّرَائِیْ یُرَائِی اللّٰهُ بِهٖ
یعنے جو شخص کہ عمل کرے واسطے سنانے کے تا لوگ سنین اور شہرت ہو۔ اللہ تعالی روز
قیامت اوسکے عیب مشہور کریگا اور لوگون کے سامنے اوسکو رسوا کریگا اور جو شخص
واسطے دکہانیکے عمل کرے اللہ تعالی اوسکو ریاکارونکی جزا دیگا یعنے حکم ہوگا اوس سے
ثواب طلب کر جسکے لئے تو نے عمل کیا۔ شداد[۳] بن اوس فرماتے ہین کہ ہم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین ریاکو شرک اصغر سمجھتے تھے صحیح مسلم مین یہ حدیث
مفصل مذکور ہے کہ شہید اور صدقہ دینے والا اور قاری خداوند عالم اونمین سے
ہر ایک کو ارشاد فرمائیگا کہ تو جھوٹا ہے اللہ کے واسطے نہین لڑا بلکہ اس لئے کہ لوگ
کہین کہ تو بڑا بہادر ہے اور تو نے خدا کے واسطے خیرات نہین دی بلکہ سخی کہلانیکے لئے
اور تو نے خدا کیلئے کلام اللہ نہین پڑہا بلکہ قاری مشہور ہونیکے لئے۔ اس حدیث
مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اونکو ثواب نہ ملا اور اون کے

ماجہ وحاکم نحوہ ۲۵ - [۲] متفق علیہ یعنے بخاری ومسلم ۱۲ [۳] ابن ابی الدنیا والحاکم وصححہ والبیہقی (در)

سب اعمال ریائے بیکار کردے۔ روایت [1] ہی ابو ذر رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اوس شخص سے خبر دیجئے کہ عمل خیر کرتا ہی اور لوگ
اوسکے اوس کام پر تعریف بھی کرتے ہین اور ایک روایت مین ہی کہ اوس کام کے
سبب سے لوگ اوسکو دوست رکہتے ہین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ یہ بشارت عاجلہ مسلمان کیلئے ہی یعنے پہلے اس سے کہ آخرت مین ثواب
اوس کام کا پاوے دنیا مین ثواب اوسکا پایا کہ لوگون نے تعریف کی اور اوسکو
دوست رکہا اور یہ ثواب آخرت کی اوسکو بشارت ہی اور یہ ریا نہین ہی۔ اس لئے
کہ قصد اوسکا ثواب آخرت تھا حق تعالی نے اپنے فضل سے دنیا مین بھی ثواب دیا۔
روایت [2] ہی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ مین نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین اپنے مصلی پر تھا
یعنے نماز مین تھا کہ ایک شخص وہان آیا تو اوسکا مجھے اس حال مین دیکھنا اچھا معلوم
ہوا (یعنے یہ خوش ہونا ریا ہی یا نہین) آپنے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ اللہ تعالی تم پر رحمت
کرے۔ تمہارے [3] لئے دو ہرا ثواب ہی ایک اجر پوشیدگی کا اور ایک اجر ظاہر کا۔

[1] صحیح مسلم ۱۲ [2] رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب۔ ۱۲
[3] ظاہرا حضرت ابو ہریرہ کا خوش ہونا اسلئے تھا کہ تا وہ شخص دیکھنے والا بھی آپکی اتباع کرے
اور ظاہر تر بات یہ ہی کہ خوش ہونا آپ کا بسبب اصل طبیعت کے تھا اوس قبیل سے جو حضرت نے
فرمایا کہ جسکو اوسکی نیکی خوش کرے اور برائی اوسکی ناخوش کرے تو وہ مومن ہے اور اللہ تعالی فرماتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ یعنے نہین دیکھتا ہے اللہ تعالی تمہارے صورتون اور مالون کو لیکن تمہارے دلون اور عملون کو دیکھتا ہے - اے خداوند عالم بطفیل حبیب اکرم اور اونکے فرزند غوث اعظم ہمارے قلوب سے تیرے ما سوا کی محبت مٹادے - اور تیرے دریائے محبت مین ہمین ڈبا دے -

روے دل من صرف کن از ہر جہتے	در عشق خودم یک جہت و یکرو کن

رباعی

دردا وہزار بار دردا دردا	کامروز ندارم خبرے از فردا
فرداکہ شوم فرد زبیگانہ وخویش	رَبِّ ارْحَمْنِیْ وَلَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۳۳ لہ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ یعنے کہہ یہ بسبب فضل اللہ اور رحمت اوسکی ہے پس چاہیے کہ ساتھ اوسکے خوش ہون یہ بہتر ہے اوس چیز سے کہ جمع کرتے ہین - پس مومن بسبب توفیق اعمال کے خوش ہوتا ہے جیسے کہ غیر مومن بسبب بہت ہونے مال کے خوش ہوتا ہے اور شاید یہ خوش ہونا اس سبب سے ہو کہ ساتھ عبادت اور توفیق کے نام زد ہوے اور ایک مسلمان اس پر گواہ ہوا - (اشعۃ اللمعات) سلہ صحیح مسلم ۱۲-